فلاحی کتب خانہ

مکمل ومدلل

مسائلِ وضوء

قرآن وسنت کی روشنی میں
دارالعلوم دیوبند کے حضرات مفتیان کرام کے تصدیق کے ساتھ

تالیف

حضرت مولانا محمد رفعت صاحب قاسمی
مفتی ومدرس دارالعلوم دیوبند

فلاحی کتب خانہ

ناشر
وحیدی کتب خانہ
میونسپل کابلی پلازہ قصہ خوانی بازار پشاور

فاروقی کتب خانہ

☆ کتابت کے جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں ☆

نام کتاب: مکمل و مدلل مسائل وضوء

تالیف: حضرت مولانا محمد رفعت صاحب قاسمی مفتی و مدرس دارالعلوم دیوبند

کمپوزنگ: دارالترجمہ و کمپوزنگ سنٹر (زیر نگرانی ابو بلال برہان الدین صدیقی)

تصحیح و نظر ثانی: مولانا لطف الرحمٰن صاحب

سٹنگ: برہان الدین صدیقی فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی و وفاق المدارس ملتان
وخریج مرکزی دارالقراء مدنی مسجد نمک منڈی پشاور، ایم اے عربی پشاور یونیورسٹی

اشاعت اول: جمادی الاولی ۱۴۲۹ھ

ناشر: وحیدی کتب خانہ پشاور

استدعا: اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کتابت، طباعت، تصحیح اور جلد سازی کے تمام مراحل میں پوری احتیاط کی گئی ہے لیکن پھر بھی انسان کمزور ہے اگر اس احتیاط کے باوجود بھی کوئی غلطی نظر آئے تو مطلع فرمائیں انشاء اللہ آئندہ ایڈیشن میں اصلاح کیا جائے گا۔

منجانب: عبدالوہاب وحیدی کتب خانہ پشاور

دیگر ملنے کے پتے

کراچی: اسلامی کتب خانہ بالمقابل علامہ بنوری ٹاؤن کراچی
: مکتبہ علمیہ سلام کتب مارکیٹ بنوری ٹاؤن کراچی
: کتب خانہ اشرفیہ قاسم سنٹر اردو بازار کراچی
: زم زم پبلشرز اردو بازار کراچی
: مکتبہ عمر فاروق شاہ فیصل کالونی کراچی
: مکتبہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی جامعہ فاروقیہ کراچی
راولپنڈی: کتب خانہ رشیدیہ راجہ بازار راولپنڈی
کوئٹہ: مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ بلوچستان
پشاور: حافظ کتب خانہ محلہ جنگی پشاور
: معراج کتب خانہ قصہ خوانی بازار پشاور

لاہور: مکتبہ رحمانیہ لاہور
: المیزان اردو بازار لاہور
صوابی: تاج کتب خانہ صوابی
اکوڑہ خٹک: مکتبہ علمیہ اکوڑہ خٹک
: مکتبہ رشیدیہ اکوڑہ خٹک
بنیر: مکتبہ اسلامیہ سواڑی بنیر
سوات: کتب خانہ رشیدیہ منگورہ سوات
تیمرگرہ: اسلامی کتب خانہ تیمرگرہ
باجوڑ: مکتبۃ القرآن والسنۃ خار باجوڑ

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
انتساب	9	کیا کامل وضو ضروری ہے جب کہ	
عرض مؤلف	10	رکعت نکل جائے	32
تقریظ حضرت مولانا مفتی نظام الدین	11	مجبوری کی وجہ سے کلی نہ کرنا	〃
ارشاد گرامی حضرت مولانا مفتی محمد		وضو ہوتے ہوئے وضو کرنا	〃
ظفیر الدین صاحب	12	مسجد کے فرش پر وضو کرنا	33
تقریظ حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب	13	وضو خانہ کی نالی مسجد کے صحن میں نکالنا	〃
آیت قرآنی مع ترجمہ وخلاصہ	15	قبر پر وضو کرنا	34
خلاصہ تفسیر	〃	گھر سے وضو کر کے آنا افضل ہے	〃
فضائل وضو	16	غسل کے بعد وضو کرنا	35
وضو کے فوائد اور حکمتیں	18	غسل کے دوران وضو ٹوٹ جائے تو؟	36
وضو کے ذریعہ کون سے گناہ معاف		گرم پانی سے وضو کرنا	〃
ہوتے ہیں……	20	عذر کی وجہ سے کھڑے ہو کر وضو کرنا	37
طہارت جراثیم کش ہے	21	وضو میں وگ یعنی مصنوعی بالوں کا حکم	〃
وضو کی تعریف	22	وضو کرتے ہوئے قبلہ کی طرف تھوکنا	38
کیسے پانی سے وضو وغسل کیا جائے	〃	وضو میں عذر کی وجہ سے اعضاء کو خشک	
دھوپ میں گرم ہوئے پانی سے وضو کرنا	28	کرتے جانا……	〃
آب زمزم سے وضو اور غسل	〃	وضو کے اعضاء کو تین بار سے زیادہ دھونا	39
بارش اور جاری پانی سے وضو غسل کرنا	29	ہر عضو کو تین بار دھونے کی حکمت	〃
جس حوض سے وضو جائز ہے اس کی پیمائش	30	وضو میں مسواک کی فضیلت	40
ناپاک حالت میں وضو کرنے سے کیا فائدہ	31	مسواک کرنے میں آنحضرت ﷺ کا معمول	42

مضمون	صفحہ
مسواک کیا ہے اور کیسی ہونی چاہئے؟	43
مسواک کرنے پر خون نکلتا ہے	46
وضو کے بعد عین نماز سے پہلے مسواک	47
کیا ٹوتھ برش مسواک کی سنت کا بدل ہے؟	48
وضو کے واجب ہونے کی شرطیں	〃
وضو کے صحیح ہونے کی شرطیں	49
وضو کے فرائض	51
وضو کے واجبات	52
وضو کی سنتیں	55
وضو کے مستحبات	56
وضو کے مکروہات	〃
وضو کے مسنون و مستحب طریقہ	60
وضو کے ختم پر دعا توبہ پڑھنے کا راز	〃
بطور استحباب وضو کا بچا ہوا پانی پینے کا راز	〃
وضو میں چہرے کو کہاں تک دھویا جائے؟	62
وضو میں ڈاڑھی اور مونچھ سے متعلق مسائل	63
وضو میں پلکوں کے بال سے متعلق مسائل	〃
وضو میں کہنیوں تک ہاتھ دھونے کا راز	64
وضو میں کہنیوں سے متعلق مسائل	〃
وضو میں پاؤں کو ٹخنوں تک کیوں دھوتے ہیں؟......	66
وضو میں پیر اور ٹخنوں سے متعلق مسائل	〃

مضمون	صفحہ
وضو میں سر کا مسح کرنے سے متعلق مسائل......	67
وضو میں ناک کو صاف کرنے کی حکمت	69
بیٹھ کر سونے میں کون سی صورت سے وضو	〃
قہقہہ سے نماز جنازہ ٹوٹنے اور وضو نہ	71
قہقہہ اور قے سے وضو ٹوٹنے کا راز	72
ہنسی سے متعلق مسائل	〃
پیٹ میں قراقر ہونا یا ریح روکنا	74
ریح نکلنے سے وضو کیوں ٹوٹتا ہے	75
کیا وریدی انجکشن ناقض وضو ہے	76
کیا مخصوص حصہ کو چھونے سے وضو ٹوٹ جائے گا	77
مرد یا عورت اپنے خاص حصہ میں جاذب وغیرہ رکھیں؟	79
شرمگاہ میں انگلی داخل کرنے پر وضو کا حکم......	80
شرمگاہ کے باہر حصہ پر انگلی لگانے پر وضو کا حکم......	81
ناخن پالش کے ہوتے ہوئے وضو کا حکم	〃
مرض سیلان میں حفاظت وضو کی تدبیر	82
بواسیر کی جو رطوبت باہر نہ آئے، اس کا حکم......	83

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
پاگل اور مجنون کے وضو کا حکم	83	قعدہ اور سجدہ سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟	108
وضو میں گرمی دانے سے پانی نکلنے کا حکم	85	پیشاب کے مریض کیلئے وضو کا حکم	109
وضو کرنے کے بعد کانچ نکل آئی	〃	معذور کے کپڑوں کا حکم	110
وضو میں پھوڑے اور پھنسی سے متعلق مسائل	86	کیا معذور اشراق کے وضو سے ظہر پڑھ	
وضو میں زخم سے متعلق مسائل	87	سکتا ہے؟	111
وضو میں آنکھ اور دانت سے متعلق مسائل	89	کیا معذور وقت سے پہلے وضو کر سکتا ہے؟	〃
وضو میں کان اور دانت سے متعلق مسائل	90	معذور کے وضو سے متعلق مسائل	113
وضو میں بال اور ناخن وغیرہ سے		وضو کے اعضاء میں سے کوئی زخمی ہو یا	114
متعلق مسائل......	91	وضو دو قسم کی چیزوں سے ٹوٹتا ہے	115
وضو میں تھوک بلغم اور زکام سے متعلق مسائل	92	وضو میں کسی عضوی کو نہ دھونے کا شبہ	117
وضو میں قے سے متعلق مسائل	94	وضو کے بعد رومالی پر پانی چھڑکنا	118
وضو نہ ہونے پر متعلقہ مسائل	95	وضو کے پانی کو تولیہ وغیرہ سے خشک کرنا	〃
وضو کے متفرق مسائل	97	وضو کرنے کے بعد تحیۃ الوضو پڑھنا	〃
بغیر وضو قرآن کریم کو ہاتھ لگانا	99	تیمم کیا ہے؟	119
تاجران کتب کیلئے بلا وضو قرآن مجید		تیمم کے بارے میں چند روایات	121
کو چھونا......	101	تیمم کے معنی	123
دستانے پہن کر بلا وضو قرآن پاک چھونا	〃	تیمم امت محمدیہ کیلئے مخصوص ہے	〃
معذور کی تعریف اور حکم	103	پانی نہ ملنے پر تیمم کیوں؟	124
قابل غور بات	105	وضو غسل کیلئے نہ پانی ملے اور نہ تیمم	
معذور کیسے وضو کرے؟	〃	کیلئے مٹی	125
مذی کے مریض کیلئے وضو کا حکم	106	تیمم کو خلیفہ وضو غسل ٹھہرانے کی وجہ	126
جس کے ہاتھ پاؤں کٹے ہوئے یا مصنوعی	108	مٹی سے تخصیص تیمم کی وجہ	〃

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
تیمم کرنا بھی اللہ ہی کا فرمان ہے	127	تیمم جن چیزوں سے ٹوٹ جاتا ہے	141
تیمم میں وہم کا اعتبار نہیں	128	تلاوت کی نیت سے تیمم کیا تو اس سے	142
تیمم کا حکم سب کیلئے یکساں ہے	129	بیماری میں مریض کی طبیعت کا	
تیمم میں کاہلی اور سستی کو دخل نہیں ہے	130	اعتبار ہے یا......	143
سرد ملکوں میں تیمم کرنے کا حکم	131	وقت کی تنگی کے باعث تیمم کرنا	۔
تیمم کے واجب ہونے کی شرطیں	۔	بیمار کو نجاست لگ جائے اور پانی	
تیمم کے صحیح ہونے کی شرطیں	132	نقصان کرے......	۔
تیمم کا مسنون طریقہ	133	بلا ناغہ احتلام ہونے پر تیمم کرنا	144
تیمم کے فرائض اور واجبات	۔	جس عورت کو غسل کرنے سے تکلیف	
تیمم کی سنن اور مستحاب	134	ہوتی ہو......	۔
پانی کے استعمال سے معذور ہونے کی		بڑھاپے کی وجہ سے تیمم کرنا	145
صورتیں......	135	حالتِ بخار میں تیمم کرنا	146
پاؤں اور سر پر مسح تیمم مشروع نہ		اندیشہ بخار میں تیمم	۔
ہونے کی وجہ......	136	ریل و بس میں تیمم کے شرائط	147
وضوء اور غسل کے تیمم میں فرق نہ ہونے		زخمی اور چیچک کے مریض کیلئے تیمم کا حکم	۔
کی وجہ......	137	نماز جنازہ اور سنتِ مؤکدہ کیلئے	
تیمم کیلئے کتنا بڑا ڈھیلہ ہو؟	138	تیمم کرنا......	149
ایک ڈھیلہ پر متعدد بار تیمم کرنا	۔	تیمم کے متفرق مسائل	150
تیمم کے ڈھیلہ سے استنجا کرنا	۔	پیشاب کا حکم اور اس سے نہ بچنے پر وعید	155
جن چیزوں سے تیمم جائز ہے اور جن سے	139	پیشاب کی چھینٹوں سے نہ بچنے پر عذاب قبر	156
تیمم کے احکام	140	استنجا کیا ہے؟	158

مضمون	صفحہ
استنجا کی تعریف	158
بیت الخلاء شیاطین کے اڈے ہیں	159
بیت الخلاء میں جانے اور نکلنے وقت کی دعا.....	160
استنجا کا حکم عام ہے	161
استنجے سے عاجز کا حکم	163
وضو کرنے کے بعد استنجا کرنا	164
جس جگہ پیشاب و پاخانہ کرنا درست نہیں ہے.....	〃
پیشاب و پاخانہ سے استنجا درست نہیں ہے.....	165
جن چیزوں سے استنجا درست نہیں ہے	〃
جن چیزوں سے استنجا بلا کراہت درست ہے.....	166
رفع حاجت میں پابندیاں ہیں	167
استنجا کے واجب امور	168
پانی سے استنجا کرنے کی دو شرطیں	172
پہلے آگے کے مقام کو دھوئے یا پیچھے کے	〃
استنجا میں ڈھیلے کی جگہ اور کیا استعمال کر سکتے ہیں.....	173
استبراء مردوں کیلئے ہے	174
پیشاب کے مریض کے آپریشن کا حکم	175
پیشاب کی راہ سے سفید پانی نکلنے کا حکم	〃
استنجا میں ایک ڈھیلہ دو مرتبہ استعمال کرنا...	〃
صرف ڈھیلے سے استنجا کرنا	176
کھڑے ہو کر پیشاب کرنا	177
استنجا کرنے کے بعد تری کا نکلنا اور اس کا علاج	178
پاکی میں وسوسہ کو ختم کرنے کی ترکیب	179
رفع حاجت کے وقت آفتاب اگر بادل کی آڑ میں ہو.....	181
کمرہ کے اندر کسی برتن میں پیشاب کرنا	〃
استنجے میں ڈھیلے کا عدد طاق ہونا چاہئے	182
پیشاب و پاخانہ کے تقاضہ کے وقت نماز.....	183
استنجے سے متعلق مسائل	〃
ماخذ و مراجع	187

☆☆

فلاحی کتب خانہ

☆تمت بالخیر☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتساب

میں اپنی اس کاوش (مسائل وضو) کو جامع شریعت وطریقت جامع العلوم فقیہہ الامت
سیدی وشیخی واستاذی ومربی حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی
قدس اللہ سرہ العزیز چشتی قادری سہروردی، نقشبندی سابق
مُفتی اعظم دار العلوم دیوبند کی طرف منسوب کرنے
کی سعادت حاصل کررہا ہوں، جن کا وصال
بعمر ۹۲ سال ۱۷ ربیع الثانی ۱۴۱۷ھ
مطابق ۲ ستمبر ۱۹۹۶ء کو موصوف
مرحوم کے خلیفہ وخادم
خاص مولانا
محمد ابراہیم صاحب دامت برکاتہم افریقی
کے وطن جنوبی افریقہ کے شہر جوہانس برگ میں
ہوا اور وہیں آپ کی تدفین عمل میں آئی۔
اللہ تعالی اپنی رحمت کاملہ سے
حضرت مفتی صاحب مرحوم کی مغفرت فرما کر ان کی قبر کو اپنے انوار سے بھردے۔ آمین

یکے از خدام حضرت مفتی صاحب مرحوم
محمد رفعت قاسمی غفرلہ　مدرس دار العلوم دیوبند
یکم رجب ۱۴۱۸ ہجری

عرض مؤلف

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمدلله رب العلمین و الصلوۃ والسلام علی سید الانبیاء و المرسلین
محمد و علی اله و اصحابه و ازواجه و سلم. امابعد

خیال یہ تھا کہ ''مسائل وضوء'' اور ''مسائل غسل'' پر ایک مختصر کتاب ہو جائے گی، اس لئے اس کا اعلان کر دیا تھا، لیکن ضروری ضروری مسائل کافی تعداد میں جمع ہو گئے اس لئے مسائل وضوء اور مسائل غسل کو الگ الگ دو کتابوں میں مرتب کر دیا گیا ہے۔ قدرے تاخیر کی وجہ سے منتظرین و مخلصین کے کتاب کی طلب میں بہت خطوط آئے۔ میں ان سب حضرات سے علمی مشغولیت و مصروفیت کی وجہ سے معذرت خواہ ہوں۔

الحمد للہ چودھویں کتاب ''مکمل و مدلل مسائل وضوء'' پیش ہے، جس میں فضائل وضوء اور اس کی حکمتیں، کیسے پانی سے اور کس جگہ وضوء کیا جائے، وضوء کے صحیح ہونے کی شرطیں فرائض، واجبات، سنن و مستحبات وضوء، نواقض وضوء، ہاتھ، پیر، منہ، ناک، کان، سر کا مسح، چوٹ، پلاسٹر، زخم، مریض اور معذوروں سے متعلق مسائل وضوء نیز بیمار ہونے یا پانی نہ ملنے پر تیمم کیوں ہے؟ اومتعلقہ مسائل، پیشاب کا حکم، اس سے احتیاط نہ کرنے پر عذاب قبر کی وعید، استنجے سے متعلق مسائل، غرض یہ کہ وضوء، تیمم اور استنجے سے متعلق تقریبا نو سو (۹۰۰) مسائل درج ہیں۔

یا اللہ! ہم سب کو ان مسائل پر عمل کرنے کی توفیق عنایت فرما اور اپنے فضل و کرم سے احقر کی اس کاوش کو قبول فرما کر آئندہ بھی دینی خدمت کا موقع عطا فرما۔ آمین

محمد رفعت قاسمی
خادم التدریس دارالعلوم دیوبند
یکم رجب ۱۴۱۸ مطابق ۲ نومبر ۱۹۹۷ء

تقریظ

حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب دامت برکاتھم
صدر مفتی دار العلوم دیوبند

باسمہ سبحانہ،

الحمدلله رب العالمین والصلوة والسلام علی خیر خلقه وخاتم النبین محمد صلی الله علیه وسلم وعلی آله واصحابه وعلی من تبعه بالصدق الی قیام القیمة اجمعین

وبعد :

پیش نظر کتاب مرتبہ
حضرت مولانا محمد رفعت صاحب قاسمی
استاد دار العلوم دیوبند کو چیدہ چیدہ مقامات سے دیکھا۔
ماشاء اللہ اچھا مجموعہ ہے۔ بعض جگہ احقر کو کچھ تردد ہوا ظاہر کر دیا
اور حضرت مولانا موصوف نے اس کی درستگی کی درخواست کو
قبول بھی فرمالیا، اس لئے قوی امید ہے کہ یہ
کتاب بھی حضرت مولانا موصوف کی
سابقہ کاوشوں کی طرح مقبول
عوام وخواص ہوگی۔ اس
کے لئے دل سے
دعاء بھی کرتا ہوں کہ اللہ تعالی قبول فرمائیں۔
آمین

فقط والسلام مکتبہ العبد نظام الدین
مورخہ ۲۸ رجب، ۱۴۱۸ ھجری

ارشاد گرامی قدر

حضرت مولانا مفتی محمد ظفیر الدین صاحب دامت برکاتہم

مرتب فتاوی دار العلوم ومفتی دار العلوم دیوبند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ و کفیٰ و سلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد

قابل مبارکباد ہیں مولانا محمد رفعت صاحب قاسمی استاذ دار العلوم دیوبند جو عرصہ سے ان تمام مسائل کو جو بکھرے ہوئے ہیں مختلف فتاوی اور فقہ کی کتابوں میں جمع کررہے ہیں۔ جن کی اکثر دیندار مسلمانوں کو ضرورت رہتی ہے، اس سے پہلے آپ کی تیرہ کتابیں شائع ہوکر مقبول خاص وعام ہوچکی ہیں، یہ آپ کی چودہویں کتاب مسائل وضوء ہے، اس میں آپ نے وضوء، تیمم اور استنجے کے تمام مسائل کو جمع کرنے کی سعی کی ہے جو فتاوی کی بہت سی کتابوں میں ہیں، وضوء کی حکمت وضرورت، اس کے فوائد پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ تقریباً ۳۵ کتابوں سے حوالہ دیا گیا ہے، اس موضوع کا شائد ہی کوئی مسئلہ رہ گیا ہو۔ اور ناظرین کیلئے بڑی سہولت ہوگئی ہے مسئلہ تلاش کرنے کی۔ پھر مسائل کے ضمن میں ماء مستعمل، غیر مستعمل، حوض، اس کی پیمائش مسواک سے متعلق مسائل، معذور کے مسائل واحکامات، یہ ساری مسائل عمدہ انداز میں آگئی ہیں۔ اور مسائل کا نایاب خزانہ اس کتاب میں جمع کردیا ہے۔ قدیم مسائل کے ساتھ جدید مسائل بھی آئے ہیں۔ جن کی موجودہ دور میں کافی ضرورت ہے، جو ڈھونڈنے سے جلدی نہیں ملتے وہ سب یکجا کردیئے ہیں۔

مسائل وضوء، وتیمم کے ساتھ استنجاء کے مسائل بھی تفصیل کے ساتھ آگئے ہیں۔ جن کا جاننا ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے۔ استنجاء کے آداب اور اس کی ضرورت کا بھی بیان ہے، کتاب اس عنوان پر بڑی جامع ہے۔ ہر مسلمان کیلئے قابل مطالعہ ہے۔

ہماری دعاء ہے کہ رب العالمین موصوف کی یہ خدمت قبول فرمائے اور ان کیلئے ذخیرہ آخرت بنائے۔ (آمین)

طالب دعا محمد ظفیر الدین غفرلہ
مفتی دار العلوم دیوبند ۲۰ رجب ۱۴۱۸ ہجری

تقریظ

فقیہ النفس حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب مدظلہ العالی پالن پوری

محدث کبیر دار العلوم دیو بند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ وسلامٌ علیٰ عبادہ الّذین اصطفٰی..... امابعد

امام الہند، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ نے تحصیل سعادت کا مرجع چار خصلتوں کو بتایا ہے، ان میں سے ایک طہارت (پاکی) ہے۔ پاکی انسان کو ملاء اعلیٰ کے مشابہ بناتی ہے، جبکہ حدث اور ناپاکی سے شیطانی وسوسے قبول کرنے کا مادہ پیدا ہوتا ہے۔ جب طہارت اور پاکیزگی انسان پر غالب آتی ہے اور وہ طہارت کی حقیقت سے آگاہ اور باخبر ہو جاتا ہے اور تحصیل طہارت میں ہمہ تن مصروف ہو جاتا ہے۔ تو اسکے اندر الہامات ملائکہ کو قبول کرنے کی استعداد پیدا ہو جاتی ہے۔ نیز ملائکہ کو دیکھنے کی بھی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے، انسان عمدہ عمدہ خواب دیکھنے لگتا ہے اور اس میں ظہور انوار کی قوت وصلاحیت پیدا ہو جاتی ہے (حجۃ اللہ البالغۃ ص ۵۴ جلد ۱)......اور طہارت کا اہتمام کرنے کیلئے اس کے متعلقہ مسائل کا جاننا ضروری ہے۔ شریعت کی راہنمائی کے بغیر اور وضوء اور غسل کے احکام جانے بغیر آدمی صحیح طریقہ پر پاکی کا اہتمام نہیں کرسکتا۔

مجھے خوشی ہے کہ برادر مکرم جناب مولانا رفعت قاسمی صاحب استاذ دار العلوم دیو بند نے وضوء وغسل کے مفصل احکام مرتب فرمائے ہیں اور وہ بڑی حد تک عقلی اور نقلی دلائل سے مدلل بھی ہیں، موصوف ماشاء اللہ موفق ہیں، متعدد کتابیں ان کے قلم سے وجود میں آکر قبولیت عام حاصل کر چکی ہیں۔

اُمید کرتا ہوں کہ ان کی یہ کتاب بھی بارگاہ خداوندی میں قبولیت کا شرف حاصل کرے گی اور امت کو اس سے فیض پہنچے گا۔ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے اس کتاب کو قبولیت کا شرف بخشیں۔ (آمین)

سعید احمد عفا اللہ عنہ پالن پوری خادم دار العلوم دیو بند
یکم شعبان ۱۴۱۸ ہجری

بسم الله الرحمن الرحيم

پی ڈی ایف کنندہ نوید فلاحی

مکمل و مدلل مسائل وضوء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا
اے ایمان والو جب تم اٹھو نماز کو، تو دھولو۔
وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُؤُوسِكُمْ
اپنے منہ اور ہاتھ کہنیوں تک اور مل لو اپنے سر کو
وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا
اور پاؤں ٹخنوں تک اور اگر تم کو جنابت ہو تو خوب طرح پاک ہو
وَإِنْ كُنْتُمْ مَّرْضَى أَوْ عَلَى سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِّنْكُمْ
اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں یا کوئی تم میں آیا ہے
مِّنَ الْغَائِطِ أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا
جائے ضرور سے، یا پاس گئے ہو عورتوں کے پھر نہ پاؤ تم پانی تو قصد کرو
صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ مِّنْهُ مَا
مٹی پاک کا اور مل لو اپنے منہ اور ہاتھ اس سے اللہ
يُرِيدُ اللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَلَٰكِنْ يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ
نہیں چاہتا کہ تم پر تنگی کرے لیکن چاہتا ہے کہ تم کو پاک کرے
وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ
اور پورا کرے اپنا احسان تم پر تا کہ تم احسان مانو۔

خلاصہ تفسیر

اے ایمان والو جب تم نماز کو اٹھنے لگو (یعنی نماز پڑھنے کا ارادہ کرو اور تم کو اس وقت وضوء نہ ہو) تو (وضوء کر لو یعنی) اپنے چہروں کو دھوؤ اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت (دھوؤ) اور اپنے سروں پر (بھیگا) ہاتھ پھیرو۔ اور اپنے پیروں کو بھی ٹخنوں سمیت (دھوؤ) اور

اگر تم جنابت کی حالت میں ہو تو (نماز سے پہلے) سارا بدن پاک کرلو اور اگر تم بیمار ہو (اور پانی کا استعمال مضر ہو) یا حالت سفر میں ہو (اور پانی نہیں ملتا جیسا آگے آتا ہے، یہ تو عذر کی حالت ہوئی) یا (اگر مرض وسفر کا عذر بھی نہ ہو بلکہ ویسے ہی وضوء یا غسل ٹوٹ جاوے اس طرح سے کہ مثلا) تم میں سے کوئی شخص (پیشاب یا پاخانہ کے) استنجے سے (فارغ ہوکر) آیا ہو (جس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے) یا تم نے بیبیوں سے قربت کی ہو (جس سے غسل ٹوٹ گیا ہو) اور پھر (ان ساری صورتوں میں) تم کو پانی کے استعمال کا موقع) نہ ملے (خواہ بوجہ ضرر کے یا پانی نہ ملنے کے) تو (ان سب حالتوں میں) تم پاک زمین سے تیمم کرلیا کرو یعنی اپنے چہروں اور ہاتھوں پر پھیر لیا کرو۔ اس زمین (کی جنس) پر سے (ہاتھ مار کر) اللہ تعالیٰ کو (ان احکام کے مقرر فرمانے سے) یہ منظور نہیں کہ تم پر کوئی تنگی ڈالیں (یعنی یہ منظور ہے کہ تم پر کوئی تنگی نہ رہے، چنانچہ احکام مذکورہ میں خصوصا اور جمیع احکام شرعیہ میں عموما رعایت، سہولت ومصلحت کی ظاہر ہے) لیکن اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ تم کو پاک صاف رکھے (اس لئے طہارت کے قواعد اور طرق مشروع کیے اور کسی ایک طریق پر بس نہیں کیا گیا کہ اگر وہ نہ ہو تو طہارت ممکن ہی نہ ہو، مثلاً صرف پانی کو مطہر رکھا جاتا تو پانی نہ ہونے کے وقت طہارت حاصل نہ ہوسکتی، یہ طہارت ابدان تو خاص احکام طہارت ہی میں ہے۔ اور طہارت قلوب تمام طاعات میں ہے، پس یہ تطہیر دونوں کو شامل ہے اور اگر یہ احکام نہ ہوتے تو کوئی طہارت حاصل نہ ہوتی)۔ اور یہ (منظور ہے) کہ تم پر اپنا انعام تام فرمادے۔ (اس لیے احکام کی تکمیل فرمائی تاکہ ہر حال میں طہارت بدنی وقلبی جس کا ثمرہ رضاء وقرب ہے جو اعظم نعم ہے حاصل کرسکو) تاکہ تم (اس عنایت کا) شکر ادا کرو (شکر میں امتثال بھی داخل ہے)۔ (معارف القرآن ص ۶۵ جلد ۳) (پارہ نمبر ۶ سورہ مائدہ)

فضائل وضوء

نبی کریم صلی اللہ علیہ اسلم نے طہارت کو (جس کا ایک جزو وضوء ہے) نصف ایمان فرمایا ہے۔
(ترمذی شریف)

ایمان کے دو حصے ہیں: اعتقاد اور عمل۔ عمل کا بڑا حصہ یعنی نماز، طہارت (پاکی) پر موقوف ہے، اس لیے اس کو نصف ایمان فرمایا گیا۔

(۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وضوء کرنے سے اللہ تعالیٰ صغیرہ (چھوٹے گناہوں کو معاف کرتا ہے اور آخرت میں بڑے مرتبے دیتا ہے اور وضوء کرنے سے تمام بدن کے گناہ نکل جاتے ہیں۔ (بخاری ومسلم)

(۲) بعض احادیث میں ہے کہ منہ دھونے سے وہ گناہ معاف ہوتے ہیں جو آنکھ سے ہوئے تھے۔ اور ہاتھ دھونے سے وہ گناہ معاف ہوتے ہیں جو ہاتھ سے ہوئے تھے اور پیر دھونے سے وہ گناہ معاف ہوتے ہیں جو پیر سے ہوئے تھے، گویا میل کے ساتھ گناہ بھی دھل جاتے ہیں، یہاں تک کہ آدمی وضوء کے بعد گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے۔ اس حدیث سے آنکھ اور پیر ہاتھ کی تخصیص سے یہ گمان نہ ہونا چاہیئے کہ اور اعضاء کے گناہ معاف نہیں ہوتے، اس لیے بعد میں فرمایا گیا ہے کہ وضوء کرنے کے بعد گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے اور دوسری حدیثوں میں بدن کا لفظ ہے جو تمام اعضاء پر بولا جاتا ہے

(۳) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی مسنون طریقے سے وضوء کرے اور اس کے بعد کلمہ شہادت پڑھے، اس کیلئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے جس دروازے سے چاہے جائے۔ (مسلم)

(۴) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن میری امت کہہ کر پکاری جائے گی، یہ اس لیے کہ وضوء کا پانی جن اعضاء پر پڑتا ہے وہ اعضاء قیامت کے دن نہایت چمکدار اور روشن ہو جائیں گے۔ (بخاری ومسلم)

بعض صحیح احادیث میں ہے سردارِ دو عالمؐ نے فرمایا کہ میں اپنی امت کو قیامت کے دن پہچان لوں گا۔ کسی نے معلوم کیا کہ حضرتؐ اتنے کثیر مجمع میں آپ کیسے پہچان لیں گے؟ ارشاد ہوا، ایک پہچان ہوگی وہ یہ کہ وضوء کی وجہ سے ان کے منہ، ہاتھ پیر چمکتے ہوں گے۔

(۵) باوضوء رہنے سے آدمی شیطان کے شر سے محفوظ رہتا ہے۔ احادیث میں ہے کہ ہر وقت باوضوء رہنا سوا مومن کامل کے اور کسی سے نہیں ہوسکتا۔

(۶) باوضو نماز کے لیے مسجد میں جانے میں ہر قدم پر گناہ معاف ہوتے ہیں اور ثواب ملتا ہے

(۷) باوضو مسجد میں نماز کا انتظار کرنے سے جتنا وقت انتظار میں گزرتا ہے وہ سب نماز میں شمار ہوتا ہے اور نماز کا ثواب ملتا ہے۔ (علم الفقہ ص ۵۲ جلد اول۔ بخاری ص ۲۵ جلد اول۔ مسلم ص ۹۲ جلد اول۔ مسلم ص ۱۲۷ جلد اول۔ ترمذی ص ۳۳ جلد اول)۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا؛ اگر تم طاقت رکھتے ہو ہر وقت وضوء سے رہنے کی، تو ایسا کرو۔ (ہر وقت وضوء سے رہنا مستحب ہے)۔ پس جس کو موت اس حالت میں آئے کہ وہ باوضو ہو تو اسے شہادت (کا ثواب) مرحمت ہے۔ (بہشتی زیور ص ۹۲ جلد اول)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جن حالتوں میں نفس کو ناگواری ہو، ایسی حالت میں وضوء اچھی طرح کرنے سے گناہ دھل جاتے ہیں۔ (ناگواری کبھی سستی سے ہوتی ہے کبھی سردی سے) ناگواری کی حالت میں وضوء کرنے سے بہت سے صغیرہ گناہ بہت کثرت سے معاف ہوتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض لوگوں کو دیکھا کہ وہ وضوء کر چکے تھے مگر ایڑیاں کچھ خشک رہ گئی تھیں تو آپؐ نے فرمایا "بڑا عذاب ہے ایڑیوں کو دوزخ کا۔"
(بہشتی زیور ص ۲۹ جلد ۷)

(خشکی کی وجہ سے کھال میں سختی پیدا ہو جاتی ہے خاص طور پر سردی میں خشکی بڑھ جاتی ہے اس لیے دھونے میں احتیاط ضروری ہے کہ بال برابر بھی خشک نہ رہنے پائے۔ رفعت قاسمی)

وضوء کے فوائد اور حکمتیں

(۱) وضوء انسان کو ظاہری و باطنی گناہوں اور غفلت ترک کرنے پر آگاہ کرتا ہے، اگر نماز بغیر وضوء کے پڑھنی مشروع ہوتی تو انسان اسی طرح پردہ غفلت میں سرشار رہتا اور غافلانہ نماز میں داخل ہو جاتا، دنیاوی ہموم وشواغل میں پڑ کر نشیلے آدمی کی طرح ہو جاتا، لہذا اس نشہ غفلت کو اتارنے کیلیے وضوء مشروع ہوا تا کہ انسان باخبر وباحضور ہو کر خدا کے آگے کھڑا ہو۔

(۲) طبی مشاہد ہیں کہ انسان کے اندرونی جسم کے زہریلے مواد اطراف بدن سے خارج ہوتے رہتے ہیں اور وہ ہاتھ، پاؤں یا اطراف منہ وسر پر آکر ٹھہر جاتے ہیں اور مختلف

اقسام کے زہریلے پھوڑے پھنسیوں کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں اور اطراف بدن کو دھونے سے وہ گندے مواد دفع ہوتے رہتے ہیں، یا تو جسم کے اندر ہی اندر ان کا جوش پانی سے بجھ جاتا ہے یا خارج ہوتا رہتا ہے۔

(۳) تجربہ سے شہادت ملتی ہے کہ ہاتھ پاؤں کے دھونے سے اور منہ اور سر پر پانی چھڑکنے سے نفس پر بڑا اثر ہوتا ہے اور اعضاء رئیسہ میں تقویت و بیداری پیدا ہو جاتی ہے، غفلت اور خواب اور نہایت بے ہوشی اس فعل سے دور ہو جاتی ہے۔ اس تجربہ کی تصدیق حاذق اطباء سے ہو سکتی ہے، کیونکہ جس کو غشی ہو، یا اسہال آتے ہوں یا کسی کے فصد لی گئی ہو، اس کے اعضاء مذکورہ پر پانی چھڑکنا تجویز کرتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ انسان کو حکم ہوا اپنے نفس کی کاہلی اور پژمردگی و سستی و کثافت کو وضوء کے ذریعہ دور کرے تاکہ خدا تعالی کے حضور میں کھڑے ہونے کے لائق ہو سکے۔ کیونکہ اللہ تعالی سدا ہوشیار اور بیدار ہے۔ ”**لا تاخذہ سنة و لا نوم**“ (اللہ تعالی کو غفلت و نیند نہیں پکڑتی)۔ پس غافل و کاہل اس کے حضور میں کھڑے ہونے کے قابل نہیں ہو سکتے، یہی وجہ ہے کہ نشہ اور مستی کی حالت میں نماز پڑھنا مشروع نہیں ہے۔ کسی نشہ باز کو کسی ظاہری بادشاہ کے دربار میں نشہ کی حالت میں جانے کی اجازت نہیں دی جاتی، پس جب نشہ باز اور شرابی بحالت نشہ و غفلت ایک دنیاوی حاکم کے دربار میں باریاب نہیں ہو سکتا تو جو شخص نشہ باز و غافل جیسی حالت بنائے ہوئے ہو، اس کو احکم الحاکمین کے دربار میں کب شرف باریابی عطا ہو سکتا ہے؟

(۴) جب طہارت کی کیفیت نفس میں راسخ ہو جاتی ہے تو ہمیشہ کیلیے نور ملکی کا ایک شعبہ اس میں ٹھہر جاتا ہے اور بہیمیت کی تاریکی کا حصہ مغلوب ہو جاتا ہے۔

(۵) گناہوں اور کسل کے باعث جو روحانی نور و سرور اعضاء سے سلب ہو چکا، وضوء کرنے سے دوبارہ ان میں عود (لوٹ) کر آتا ہے، یہی روحانی نور قیامت میں اعضاء وضوء میں نمایاں طور پر چمکے گا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ”قیامت کے دن میری امت جب آئے گی تو وضوء کے آثار سے ان کے ہاتھ پاؤں اور چہرے روشن ہوں گے۔ اس لیے تم میں سے جو کوئی اپنی روشنی بڑھا سکے وہ بڑھائے (المصالح العقلیہ ص ۱۲)

تفصیل ملاحظہ ہو ”اسرار شریعت۔ حجۃ اللہ البالغہ“)

وضوء کے ذریعہ کون سے گناہ معاف ہوتے ہیں؟

عن عثمان رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من توضاء فاحسن الوضوء خرجت خطایاہ من جسدہ حتی تخرج من تحت اظفارہ. (مسلم)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے وضوء کیا اور اچھی طرح سے کیا تو اس کے جسم سے تمام گناہ دور ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ ناخنوں کے نیچے تک گناہ صاف ہو جاتے ہیں۔ (مسلم)

تشریح:۔ جسم اور روح کا ایک نہایت قریبی تعلق ہے جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ کسی ایک پر جو کیفیت طاری ہوگی دوسرے کا قدرتی طور پر اس سے متاثر ہونا ناگزیر ہے۔ چنانچہ نیکی اور بدی کا تعلق بلاشبہ روح سے ہے، نیک اعمال سے نورانیت وجلاء اور بدعملیوں سے ظلماتی اثرات روح پر پڑتے ہیں۔ لیکن لازمی طور پر جسم بھی ان چیزوں کے اچھے اور برے اثرات سے ضرور متاثر ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وضو جو ایک نیکی ہے اور اس کا تعلق اصلاح روح سے ہے، اس وضو کے ذریعہ بدعملیوں کے ان ظلماتی اثرات کی صفائی ہو جاتی ہے جو روح کے توسط سے جسم پر بھی آئے ہوتے ہیں۔ (حدیث شریف میں یہ پلکوں کی جڑوں اور ناخنوں کے نیچے تک کے الفاظ (وضوء سے گناہ دھل جاتے ہیں) اس بات کی دلیل ہیں کہ گناہ صرف روح ہی کو پلید اور ناپاک نہیں کرتا بلکہ جسم پر بھی روح کا یہ میل جسمانی میل کی طرح جم جاتا ہے، جس کو وضوء اور اسی طرح دوسری نیکیاں دھوتی ہیں۔ ارشاد باری تعالی ہے: ان الحسنات یذھبن السیئات (بلاشبہ نیکیاں گناہوں کو مٹا دیتی ہیں۔ (سورہ ھود)

لیکن جس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ معمولی گرد وغبار تو ذرا جھاڑنے جھٹکنے یا تھوڑا سا پانی بہا دینے سے صاف ہو جاتا ہے لیکن جو میل زیادہ گہرا جما ہوتا ہے اس کے لیے رگڑنا، مسلنا، ملنا، صابن وغیرہ لگانا ضروری ہوتا ہے، اس طرح گناہوں کے بھی مختلف درجات ہیں۔ معمولی درجے کے چھوٹے گناہ تو دن ورات کی عبادتوں اور وضوء نماز وغیرہ کے ذریعہ معاف ہو جاتے ہیں لیکن بڑے گناہوں کی صفائی کے لیے یہ چیزیں کافی نہیں ہوتیں۔ انہیں

دھونے کے لیے توبہ استغفار اور ندامت و شرمندگی کے آنسوؤں کے چند قطروں کی ضرورت پڑتی ہے۔

چنانچہ علماء اسلام نے قرآن و سنت کی روشنی میں یہی فیصلہ کیا ہے کہ مختلف اعمال صالحہ پر جو گناہوں کی معافی کی بشارت ہوتی ہے اس سے چھوٹے گناہ مراد ہوتے ہیں اور بڑے گناہوں کیلئے خدا کے سامنے توبہ کرنا بھی ضروری ہے، اس لیے اعمال صالحہ کے ساتھ ساتھ توبہ و استغفار کا بھی اہتمام کرنا چاہئے۔

(الترغیب والترہیب، ص ۳۴۰ جلد اول۔ (تفصیلی فضائل دیکھیے مظاہر حق، ص ۳۸ جلد اول)

طہارت جراثیم کش ہے

اسلام نے زندگی کے ہر شعبے میں طہارت (پاکی) قائم کرنے کو بڑا اہم قرار دیا ہے، کیونکہ صفائی اور طہارت انسانی زندگی کا ایک لازمی جزو ہے، اس لیے اسلام نے اپنے ماننے والوں کو جسم ولباس، گھربار، گلی و بازار، جذبات وخیالات، مسجد و مکتب گویا کہ انسان کا جس چیز سے بھی تعلق ہے اسے پاک صاف رکھنے کا حکم دیا ہے، لیکن جسم ولباس اور جگہ کی طہارت کا معیار جو اسلام نے قائم کیا ہے وہ دنیا کے کسی اور مذہب میں نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شریعت میں قدم قدم پر پاکی پر زور دیا گیا ہے۔ بلکہ قرآن کریم اور احادیث شریف میں جا بجا تاکید کی گئی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انسانی زندگی کا اصل مقصد عبادت الٰہی اور اطاعت ہے اور یہ دونوں حکم یعنی عبادت اور اطاعت اسی وقت انسان پر لاگو ہوتے ہیں جب انسان تندرست و توانا ہو اور جب انسانی جسم لاغر اور معذور ہو گا تو اس پر شریعت نے نرمی کا اصول رکھا ہے یا قواعد اور ضوابط کی گرفت سے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔

صحت و تندرستی کی بقاء کیلئے پاکی بہت ضروری ہے اگر انسان اپنے جسم لباس خوراک رہنے سہنے اور عبادت کرنے کی جگہ کو پاک صاف نہ رکھے گا تو وہ آئے دن طرح طرح کی بیماریوں کا شکار ہو کر کمزور و لاغر ہو جائے گا اور عبادت کے قابل نہیں رہے گا، اس لیے اسلام نے وضوء، غسل، آداب رفع حاجت اور نجاستوں سے پاکیزگی کے احکام دیئے ہیں تاکہ انسان اپنی صحت و تندرستی کو برقرار رکھ سکے اور خبیث بیماریوں سے بچا رہے۔

انسان کا جسم ایک مشین کی طرح ہے، اگر مشین کو گرد و غبار سے صاف نہ کیا جائے تو کچھ عرصہ بعد مشین گندگی کی وجہ سے کام کرنا چھوڑ دے گی۔ ایسے ہی مسلسل محنت اور کام کاج کرنے سے انسان کا جسم گندہ ہو جاتا ہے یا کسی اور وجہ سے جسم پر گندگی لگ جاتی ہے، اگر اس کو صاف نہ کیا جائے تو جسم سے بدبو آنے لگے گی اور مختلف قسم کے جراثیم پیدا ہو کر انسان بیماریوں کا شکار ہو جائے گا، اگر منہ کی صفائی کا خیال نہ کریں تو معدے، جگر اور گلے کی بہت سی بیماریاں جسم میں پیدا ہو جائیں گی، اگر دانتوں کی صفائی نہ کی جائے تو انسان پائریا وغیرہ کی خبیث اور موذی امراض کا شکار بن جائے گا۔

اگر ناک کو مواد غلیظ اور اس کی ریزش سے صاف نہ رکھا جائے تو ذہن کی بلادت عقل کی سبکی وغیرہ کی شکایات رونما ہو جائیں گی۔ ہاتھ، منہ نہ دھوئیں تو گرد و غبار جمع ہو کر چہرے کا رنگ و روپ بگاڑ دیں گے، خون میں فساد پیدا ہو جائے گا اور انسان پھوڑے و پھنسی وغیرہ کا ہمیشہ شکار رہے گا۔ غرض یہ کہ جسمانی صحت و تندرستی کیلیے ان اعضاء کو بار بار دھونا ان پر پانی بہانا اور تر رکھنا ضروری ہے جو غبار آلودہ ہوتے رہتے ہیں۔ (احکام طہارت)

وضو کی تعریف

لغت کی رو سے اس لفظ کے معنی خوبی اور پاکیزگی کے ہیں۔ اور اس لفظ (وضو) کے شرعی معنی ایک خاص طریق پر پاکیزگی کے ہیں، جس کے بجالانے سے ظاہری حسن اور باطنی معنوی پاکیزگی حاصل ہوتی ہے۔

شریعت کی اصطلاح میں وضوء سے مراد خاص خاص اعضاء مثلاً چہرہ اور ہاتھ وغیرہ پر خاص طریقے سے پانی کا استعمال کرنا ہے۔ (کتاب الفقہ ص ۴۷ جلد اول)

کیسے پانی سے وضوء و غسل کیا جائے؟

مسئلہ :۔ آسمان سے برسے ہوئے (بارش کے) پانی اور ندی، نالے، چشمے اور کنوں اور تالاب اور دریاؤں کے پانی سے وضوء اور غسل کرنا درست ہے چاہے میٹھا پانی ہو یا کھاری پانی ہو۔ (بہشتی زیور ص ۵۸ جلد اول بحوالہ شرح التنویر ص ۱۹۲)

مسئلہ: کسی پھل یا درخت یا پتوں سے نچوڑے ہوئے عرق سے وضوء کرنا درست نہیں ہے، اسی طرح جو پانی تربوز سے نکلتا ہے اس سے اور گنے وغیرہ کے رس سے وضوء وغسل درست نہیں ہے۔

مسئلہ: جس پانی میں کوئی اور چیز مل گئی ہو یا پانی میں کوئی چیز پکائی گئی ہو اور ایسا ہو گیا کہ اب بول چال میں اس کو پانی نہیں کہتے بلکہ اس کا کچھ اور نام ہو گیا تو اس سے وضوء اور غسل درست نہیں جیسے شربت، شیرہ، شوربا (سالن) سرکہ۔ عرق گلاب۔ گاؤزبان، وغیرہ کہ ان سے وضوء درست نہیں ہے۔

مسئلہ: ۔ جس پانی میں کوئی پاک چیز پڑ گئی اور پانی کے رنگ یا مزہ یا بو میں کچھ فرق آ گیا لیکن وہ چیز پانی میں پکائی نہیں گئی اور نہ پانی کے پتلے ہونے میں کچھ فرق آیا جیسے کہ بہتے ہوئے پانی میں کچھ ریت ملی ہوتی ہے یا پانی میں زعفران مل گئی اور اس کا بہت ہی ہلکا سا رنگ آ گیا، یا صابن پڑ گیا، یا اسی طرح کوئی چیز پانی میں مل گئی تو ان سب صورتوں میں وضوء وغسل درست ہے۔ (بہشتی زیور ص ۵۸ جلد اول بحوالہ درمختار ص ۱۸۲ جلد اول و کتاب الفقہ ص ۷۸ جلد ۱)

مسئلہ: ۔ اور اگر کوئی چیز پانی میں ڈال کر پکائی گئی، اس سے رنگ یا مزہ وغیرہ بدلا تو اس پانی سے وضوء درست نہیں ہے، البتہ کوئی ایسی چیز پانی میں ڈال کر پکائی گئی جس سے میل کچیل خوب صاف ہو جاتا ہے اور اس کے پکانے سے پانی گاڑھا نہ ہوا تو اس سے وضوء درست ہے جیسے مردہ کو نہلانے کیلیے بیری کی پتیاں پکاتے ہیں اس سے کچھ حرج نہیں ہے، البتہ اگر اتنی زیادہ ڈال دیں کہ پانی گاڑھا ہو گیا ہو تو اس سے وضوء وغسل درست نہیں ہے۔

(بہشتی زیور ص ۵۹ جلد اول بحوالہ فتاوی ہندیہ ص ۱۳ جلد اول)

مسئلہ: ۔ کپڑا رنگنے کیلیے زعفران گھولا تو اس سے وضوء درست نہیں۔ (منیہ ص ۳۲)

مسئلہ: ۔ اگر پانی میں دودھ مل گیا تو اگر دودھ کا رنگ اچھی طرح پانی میں آ گیا تو وضوء درست نہیں، اور اگر دودھ بہت کم تھا کہ رنگ نہیں آیا تو وضوء درست ہے۔

مسئلہ: ۔ جنگل میں کہیں تھوڑا پانی ملا تو جب تک اسکی نجاست کا یقین نہ ہو جائے تب تک اس سے وضوء کرے صرف اس وہم پر وضوء نہ چھوڑے کہ شاید یہ نجس ہو، اگر اسکے ہوتے ہوئے تیمم کرے گا تو تیمم نہ ہوگا۔ (بہشتی زیور ص ۵۹ جلد اول)

مسئلہ:۔ جس پانی میں نجاست پڑ جائے اس سے وضوء غسل کچھ بھی درست نہیں ہے، چاہے وہ نجاست تھوڑی ہو یا بہت، البتہ اگر بہتا ہوا پانی ہوتو وہ نجاست کے پڑنے سے ناپاک نہیں ہوتا، جب تک اس کے رنگ یا مزے یا بو میں فرق نہ آ جائے اور جب نجاست کی وجہ سے رنگ یا مزہ بدل گیا ہو یا بدبو آنے لگی تو بہتا ہوا پانی بھی نجس (ناپاک) ہو جائے گا۔ اس سے وضوء درست نہیں۔ اور جو پانی گھاس، تنکے، پتے وغیرہ کو بہالے جائے وہ بہتا ہوا پانی ہے چاہے کتنا ہی آہستہ آہستہ بہتا ہو۔ (بہشتی زیور ص ۵۹ جلد اول. بحوالہ البدایہ ص ۱۱)

مسئلہ: بڑا حوض جو دس ہاتھ لمبا اور دس ہاتھ چوڑا ہو اور اتنا گہرا ہو کہ اگر چلو سے پانی اٹھائیں یعنی لیں تو زمین نہ نظر آئے یہ بھی بہتے ہوئے پانی کے مثل ہے۔ ایسے حوض کو دہ دردہ کہتے ہیں۔ اگر اس میں نجاست گر جائے تو اس میں وضوء کرنا درست ہے، البتہ اگر رنگ یا مزہ بدل جائے یا بدبو آنے لگے تو نجس ہو جائے گا۔

(بہشتی زیور ص ۶۰ ج ۱، بحوالہ شرح التنویر ص ۱۹۹ ج ۱، وفتاوی دار العلوم ۱۷۲ ج ۱، بحوالہ ہدایہ ص ۱۳ ج ۱)

مسئلہ: مسقف (چھت پڑی ہوئی) حوض کے پانی سے وضو جائز ہے۔ اگر پانی چھت سے لگا ہوا نہ ہوتب تو کوئی اختلاف نہیں ہے، اور اگر پانی چھت سے لگا ہوا ہو یعنی چھت سے لگے ہوئے ہونے کی وجہ سے پانی نہ ہلتا ہو تو اس میں اختلاف ہے، حضرت تھانویؒ نے جواز کا فتوی دیا ہے۔ دیکھئے (امداد الفتاوی ص ۵۹ ج ۱)

بعض علماء کو اس سے اختلاف ہے، اس لیے ایسا حوض نہ بنایا جائے۔ (سعید احمد)

مسئلہ: ریل گاڑی کے بیت الخلاء کی ٹنکی کا پانی پاک ہوتا ہے، اس سے وضوء کرنا و پینا جائز و درست ہے۔ (فتاوی محمودیہ ص ۲۵ جلد ۲)

مسئلہ: اگر پانی آہستہ آہستہ آ رہا ہے تو بہت جلدی جلدی وضوء نہ کرے تا کہ جو دھوون گرتا ہے وہی ہاتھ میں نہ آئے۔ (منیہ ص ۳۶)

مسئلہ: دہ دردہ حوض میں جہاں پر دھوون گرا، اگر وہیں سے پھر پانی اٹھالے تو بھی جائز ہے

مسئلہ: اگر کوئی کافر یا بچہ اپنا ہاتھ پانی میں ڈال دے تو پانی نجس نہیں ہوتا، البتہ اگر معلوم ہو جائے کہ اس کے ہاتھ میں نجاست لگی تھی تو ناپاک ہو جائے گا۔ لیکن چھوٹے بچوں کا کوئی اعتبار نہیں ہے اس لیے جب تک کوئی اور پانی ملے اس کے ہاتھ کے ڈالے ہوئے پانی سے

وضوء نہ کرنا بہتر ہے۔

مسئلہ: جس پانی میں ایسی جاندار چیز مرجائے جس میں بہتا ہوا خون نہیں ہوتا، یا باہر مرکر پانی میں گر جائے تو پانی نجس نہیں ہوتا جیسے مچھر، بھڑ، بچھو، شہد کی مکھی وغیرہ۔

مسئلہ:۔ دھوپ میں ٹنکی گرم ہوئی اس سے پانی گرم ہوگیا تو وہ دھوپ کے جلے ہوئے پانی کے حکم میں نہیں ہے۔ اس سے وضوء وغسل درست ہے۔ (سعید احمد)

مسئلہ : دھوپ کے جلے ہوئے پانی سے سفید داغ ہوجانے کا اندیشہ ہے اسلئے اس سے وضو وغسل نہ کرنا چاہئے۔ یعنی باعتبار طب کے بہتر نہیں ہے یعنی اسمیں ثواب وگناہ کچھ نہیں ہے۔
(بہشتی زیور ص ۶۱ جلد اول بحوالہ شامی ص ۱۸۲ جلد۱)

مسئلہ : نلوں کے ذریعہ جو بدبودار پانی آتا ہے اور پھر صاف پانی آنے لگتا ہے اس بارے میں جب تک بدبودار پانی کی حقیقت معلوم نہ ہو یا رنگ اور بو سے ناپاکی کا پتہ نہ چلتا ہو، اس وقت تک اس کے ناپاک ہونے کا حکم نہیں دیا جائے گا۔ کیونکہ پانی کا بدبودار ہونا اور چیز ہے اور ناپاک ہونا دوسری چیز ہے۔ اور اگر تحقیق ہو جائے کہ یہ پانی گٹر کا (آمیزش شدہ) ہے تو نل کھول دینے کے بعد وہ "جاری پانی" کے حکم میں ہو جائے گا اور پاک ہو جائے گا۔ (جب صاف ہو جائے) بس بدبودار پانی نکال دیا جائے، بعد میں آنے والے صاف پانی سے وضوء اور غسل صحیح ہے۔ (آپ کے مسائل ص ۳۶ جلد۲)

مسئلہ: ٹینکی میں پرندہ گر کر پھول جائے اور مرجائے تو اس میں دو قول ہیں، ایک یہ کہ اگر جانور پھولا پھٹا ہوا پایا جائے تو اس کو تین دن کا سمجھا جائے گا اور تین دن کی نمازیں لوٹائی جائیں گی۔ دوسرا قول یہ ہے کہ جس وقت علم ہوا اسی وقت سے نجاست کا حکم کیا جائے گا۔ پہلے قول میں احتیاط ہے اور دوسرے میں آسانی ہے۔ (آپ کے مسائل ص ۳۷ جلد دوم)

مسئلہ : کنویں میں کیڑے مارنے کی دوا ڈالنے سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا، وہ پانی پاک ہے۔ (فتاوی دار العلوم ص ۲۲۷ جلد اول بحوالہ عالمگیری ص ۲۰ وفتاوی محمودیہ ص ۴۸ جلد۹)

مسئلہ : سائنس کے ذریعہ سے ناپاک گندی نالیوں کے پانی کو صاف شفاف بنا دینے سے پانی صاف تو ہو جائے گا، پاک نہیں ہوگا۔ صاف اور پاک میں بڑا فرق ہے۔
(آپ کے مسائل ص ۳۶ جلد دوم)

مسئلہ: طوائف کے بنائے ہوئے کنویں سے وضوء اور غسل کر سکتے ہیں۔

(فتاوی دار العلوم ص۲۱۹ جلد اول۔ بحوالہ غنیۃ الطالبین ص ۸۶)

مسئلہ: ۔ حرام مال سے جو کنواں تیار ہوا اس کے پانی سے وضو کر کے نماز ادا کی جائے تو نماز ہو جائے گی۔ (فتاویٰ دار العلوم ص۱۹۷ جلد اول)۔

مسئلہ: گیند کنویں میں گر جائے تو جب تک اس گیند کے نجس ہونے کا یقین نہ ہو اور نجاست لگنا اس کو خاص دیکھا نہ گیا ہو اس وقت کنویں کے پانی کو ناپاک نہ کہا جائے گا، شک سے حکم نجاست نہ کیا جائیگا۔ (فتاوی دار العلوم ص۲۰۴ جلد اول)

مسئلہ: ایسے ناپاک پانی کا استعمال جس میں تینوں وصف یعنی مزہ، بو اور رنگ نجاست کی وجہ سے بدل گئے ہوں کسی طرح درست نہیں ہے، نہ جانوروں کو پلانا درست ہے اور نہ مٹی (سیمنٹ) وغیرہ میں ڈال کر گارا بنانا جائز ہے، اور اگر تینوں وصف نہیں بدلے تو اس کا جانوروں کو پلانا، مٹی میں ملا کر گارا بنانا اور مکان میں چھڑکاؤ کرنا درست ہے مگر ایسے پانی کے گارے مسجد میں نہ لگائیں۔ (بہشتی زیور ص۶ جلد اول۔ بحوالہ عالمگیری ص۲۴ جلد اول)

مسئلہ: دریا، ندی اور وہ تالاب جو کسی کی زمین نہ ہو اور وہ کنواں جس کو بنانے والے نے وقف کر دیا ہو تو اس تمام پانی سے عام لوگ فائدہ اٹھا سکتے ہیں، کسی کو یہ حق نہیں کہ کسی کو اس کے استعمال سے منع کرے یا اس کے استعمال میں ایسا طریقہ اختیار کرے جس سے عام لوگوں کو نقصان ہو۔

مسئلہ: کسی شخص کی مملوک زمین میں کنواں، پانی کا چشمہ یا حوض یا نہر ہو تو دوسرے لوگوں کو پانی پینے سے یا جانوروں کو پانی پلانے سے یا وضوء و غسل وغیرہ کرنے سے منع نہیں کر سکتا۔

(تنویر الابصار ص ۲۵۷)

مسئلہ: لوگوں کے پینے کیلئے جو پانی رکھا ہوا ہو جیسے گرمیوں کے موسم میں پانی رکھ دیتے ہیں، اس سے وضوء، غسل درست نہیں ہے، ہاں اگر پانی زیادہ ہو تو مضائقہ نہیں ہے اور جو پانی وضوء کیلئے رکھا ہوا اس کو پینا درست ہے۔ (بہشتی زیور ص۷ جلد اول۔ بحوالہ در مختار ص۳۵ جلد اول)

مسئلہ: مباح پانی کے استعمال کرنے کا وہ شخص زیادہ حقدار ہے جس پر غسل فرض ہے، اس کو حائضہ عورت، بے وضوء شخص اور میت کے غسل پر ترجیح حاصل ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ

جنابت (ناپاکی) زیادہ اہم ہے، لہذا اس کا دور کرنا بھی اتنا ہی اہم ہوگا۔ اور اگر وہ پانی ان میں سے ایک کی ملکیت ہے تو وہ مالک سب سے مقدم ہے، یعنی سب سے پہلے اس کو استعمال کا حق ہے خواہ اس کو جس کی ضرورت ہو (مثلاً جنبی، بے وضوء اور حائضہ تین شخص تھے اور پانی ان میں سے کسی ایک کا مخصوص ہے تو پانی والا ہی زیادہ حقدار ہے)۔ اور اگر وہ پانی تینوں میں مشترک ہے، تو مناسب یہ ہے کہ اسے میت کے غسل میں خرچ کیا جائے۔

(کشف الاسرار ص۲۵ جلد دوم)

مسئلہ: عورت کے وضوء اور غسل کے بچے ہوئے پانی سے مرد کو وضوء اور غسل نہ کرنا چاہئے (جبکہ شہوت اور برے خیال کا اندیشہ ہو) گو ہمارے نزدیک اس پانی سے وضوء وغیرہ جائز ہے۔ (بہشتی زیور ص۱۰ اجلد۱۱ بحالہ درمختار ص۴۴)

مسئلہ: وضوء کے بقیہ پانی سے استنجاء اور استنجے کے بچے ہوئے پانی سے وضوء کرنا درست ہے۔ (فتاوہ دار العلوم ص۱۷۵ اجلد۱، واغلاط العوام ص۳۹)

مسئلہ: جن مقامات پر اللہ تعالی کا عذاب کسی قوم پر آیا ہو جیسے قوم ثمود اور عاد کی قوم، اس مقام کے پانی سے وضوء اور غسل نہ کرنا چاہئے۔ مجبوری میں اس کا بھی وہی حکم ہے جو زمزم کے پانی کا ہے (بہشتی زیور ص اجلد۱۱ بحوالہ درمختار ص۵۴)

مسئلہ :۔ شیعہ، مرزائی اور دوسرے کفار کے گھر سے پانی لے کر وضوء کرنا جائز ہے نماز ہو جائے گی، لیکن ان کے گھر کا گوشت کھانا جائز نہیں ہے، گوشت کے سوا دوسری چیزیں جائز ہیں۔ (احسن الفتاوی ص۴۶ جلد دوم)

مسئلہ:: غیر نمازی یا بدعتی وضوء کیلئے پانی دے تو اس سے وضوء درست ہے اور وضوء کرنے والوں کی نماز میں کچھ نقصان نہیں ہے۔

(فتاوی دار العلوم ص۱۷۶ اجلد اول، بحوالہ رد المختار ص۱۶۶ جلد اول باب المیاہ)

مسئلہ: سرکاری نہر سے وضوء اور غسل کیلئے پانی لینا درست ہے۔

(فتاوی دار العلوم ص۱۷۷ اجلد اول)

مسئلہ: مشرکین اور کفار کا جھوٹا پانی پاک ہے (بشرطیکہ شراب نہ پی رکھی ہو) اس سے غسل اور وضوء درست ہے۔ (فتاوی دار العلوم ص۳۵۱ جلد اول، بحوالہ رد المختار باب فی السور ص۲۰۵ جلد اول)

مسئلہ : ڈرم یا ڈبہ وغیرہ کو سفیدہ یا رنگ لگانے سے کچھ دن پانی میں رنگ کی بو آتی ہے اور ذائقہ میں بھی فرق آجاتا ہے یہ پانی وضوء اور غسل کے استعمال کیلئے جائز ہے جب کہ یہ رنگ خنزیر کے بالوں کے برش سے نہ کیا ہو تو اس پانی سے وضوء اور غسل جائز ہے۔ اگر چہ پانی میں رنگ کی بو یا ذائقہ آجائے۔ (احسن الفتاوی ص۴۴ جلد دوم)

مسئلہ :۔ اگر ہاتھ ناپاک ہوں اور پانی میں بغیر ہاتھ ڈالے ہوئے وضوء کرنا ممکن نہ ہو یعنی کوئی ایسا شخص نہ ہو جو ہاتھ دھلوائے یا پانی نکال کر دیدے اور نہ کوئی ایسا کپڑا وغیرہ ہے کہ جس کو پانی میں ڈال کر ہاتھ دھوئے تو اس صورت میں وضوء نہ کرنا چاہیئے۔

(علم الفقہ ص۸۳ جلد اول)

دھوپ میں گرم ہوئے پانی سے وضوء کرنا

مسئلہ : دھوپ کے پانی کے استعمال کی کراہت احناف کے ہاں مختلف فیہ ہے۔ راجح یہ ہے کہ مکروہ تنزیہی ہے۔ اور یہ کراہت بھی تب ہے کہ گرم علاقہ میں ہو اور گرم وقت میں ہو اور سونے اور چاندی کے سوا کسی دوسری دھات کے برتن میں ہو اور گرم ہونے کی حالت میں ہی استعمال کرے۔ (احسن الفتاوی ص۴۴ جلد۲ بحوالہ ردالمحتار ص۱۶۷ جلد اول (

مسئلہ : وضوء کرنے کی حالت میں یا وضوء کرنے کے بعد اگر وضوء کا پانی (مستعمل پانی کی چھینٹیں وغیرہ) جسم پر یا کپڑے وغیرہ پر گر جائے تو اس پانی سے مفتی بہ قول کے موافق نہ جسم ناپاک ہوتا ہے اور نہ کپڑا۔ (فتاوی محمودیہ ص۴۵ جلد۹ بحوالہ بحر ص۹۸ جلد اول)

آب زمزم سے وضوء اور غسل کرنا

مسئلہ: جو شخص باوضوء اور پاک ہو وہ اگر محض برکت کیلئے آب زمزم سے وضوء یا غسل کرے تو جائز ہے، اسی طرح کسی کپڑے کو برکت کیلئے زمزم سے بھگونا بھی درست ہے۔ لیکن بے وضوء آدمی کا زمزم سے وضوء کرنا یا کسی جنبی (ناپاک) کا اس سے غسل کرنا مکروہ ہے۔ اسی طرح اگر بدن یا کپڑے پر نجاست لگی ہو اس کو زمزم سے دھونا بھی مکروہ ہے۔ اور یہی حکم زمزم سے استنجاء کرنے کا ہے خلاصہ یہ کہ زمزم نہایت متبرک پانی ہے، اس کا ادب ضروری ہے۔

اس کا پینا موجب برکت ہے لیکن نجاست دور کرنے کیلئے اس کو استعمال کرنا ناروا ہے۔

(آپ کے مسائل ص ۳۰ جلد دوم)

مسئلہ: ہاں اگر مجبوری ہو کہ پانی ایک میل سے پہلے نہ ملے اور ضروری پاکی کسی اور طرح سے بھی حاصل نہ ہو سکے تو یہ سب باتیں زمزم کے پانی سے جائز ہیں۔

(بہشتی زیور ص ۱۰ جلد ۱ بحوالہ کبیری ص ۶۱۸)

مسئلہ: غسل جنابت بوقت اشد ضرورت جائز ہے زمزم سے۔

(فتاوی رحیمیہ ص ۲۲۳ جلد ۵ بحوالہ درمختار ص ۳۵۲ جلد اول)

بارش اور جاری پانی سے وضوء و غسل کرنا

مسئلہ: اگر کوئی بہتے ہوئے پانی میں یا بڑے حوض یا بارش میں اتنی دیر ٹھہرا رہے جتنا وقت غسل اور وضوء کرنے میں لگتا ہے تو اس نے غسل کی سنتیں ادا کر دیں، یعنی اس کی سنتیں خود بخود ادا ہو جائیں گی (جب کہ غسل و وضوء کی نیت بھی ہو) جاری پانی اور بارش میں پانی کا بار بار بدن سے ہو کر گزرنا تین مرتبہ بہانے کے قائم مقام ہو جائے گا، اسی وجہ سے بڑے حوض میں بھی بعض علماء نے کہا ہے کہ جاری پانی مراد ہے، ٹھہرا ہوا اور رکا ہوا پانی اس حکم میں نہیں ہے خواہ جتنا زیادہ بھی ہو، اور بعض نے کہا کہ ٹھہرے ہوئے (پاک) پانی میں ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونے سے یہ سنت ادا ہو جائے گی بلکہ نہانے والے کا صرف حرکت کرنا ہی کافی ہوگا۔

علامہ ابن حجرؒ نے لکھا ہے کہ ٹھہرے ہوئے (پاک) پانی میں تمام بدن کا تین مرتبہ ہلا دینا کافی ہے اگرچہ پاؤں ایک جگہ سے دوسری جگہ کی طرف منتقل نہ ہو، اس وجہ سے کہ حرکت میں ہر دفعہ نیا پانی بدن سے ملے گا۔ (کشف الاسرار ص ۲۷ جلد اول)

مسئلہ: غسل میں ایک حصہ بدن کا پانی دوسرے حصہ کی طرف اس شرط کے ساتھ لے جانا درست ہے کہ وہ ٹپکے، لیکن ایک عضو کا پانی دوسرے عضو کے واسطے لے جانا وضوء کے اندر صحیح نہیں ہے، جس کی وجہ یہ ہے کہ غسل میں سارا بدن ایک عضو کے حکم میں ہے بخلاف وضوء کے کہ اس میں ہر عضو علیحدہ علیحدہ شمار ہوتا ہے۔ (کشف الاسرار ص ۳۰ جلد اول)

(مطلب یہ ہے کہ وضوء میں جس عضو کو ایک پانی سے دھورہے اسی عضو کے پانی سے دوسرے عضو کا دھونا درست نہیں ہے بلکہ اس کے لیے دوسرا نیا پانی لینا ہوگا، ہاں غسل میں چونکہ تمام بدن ایک عضو کے حکم میں ہے اس لیے ایک عضو کے پانی کو منتقل کر کے دوسرے عضو کی طرف لے جانے میں کوئی قباحت نہیں ہے، البتہ یہ شرط ضرور ہے کہ پانی اتنا ہو کہ وہ جا کر دوسرے عضو سے ٹپکے، تا کہ حکما اس پر دھونے کا اطلاق ہو سکے۔ (محمد رفعت قاسمی غفرلہ)

مسئلہ: وضوء اور غسل میں پانی کی مقدار مد اور صاع آئی ہے وہ تحدید نہیں اس لیے کمی زیادتی جائز ہے اور اسراف کرنا مکروہ ہے (فتاوی دار العلوم ص۱۲۹ جلد اول، ص۱۳۳ ج۱ مشکوۃ ص۴۸ جلد اول)

وضوء اور غسل کیلئے حدیث شریف میں مذکور مقدار پانی واجب نہیں ہے لیکن مسنون یہ ہے کہ اس مقدار سے کم نہ ہو (وضوء میں تقریبا ایک کلو اور غسل میں چار پانچ کلو پانی) اگر کسی کا وضوء یا غسل مذکورہ مقدار سے کم میں ہو جاتا ہے یا مذکورہ مقدار سے زیادہ لینا پڑتا ہے تو حدیث میں مذکورہ مقدار سے زیادہ پانی سے بھی اس کا وضوء یا غسل جائز ہوگا۔

(مظاہر حق ص۳۱۴ جلد اول وص۳۰۶ جلد اول وفتاوی رشیدیہ ص۲۸۴ جلد اول)

جس حوض سے وضوء جائز ہے اس کی پیمائش

مسئلہ: حوض کی لمبائی و چوڑائی دس گز ہونا موافق فتوی فقہاء متاخرین کے ضروری ہے۔ گہرائی کا زیادہ ہونا کچھ مفید نہیں، گہرائی خواہ کتنی ہی زیادہ ہو یا کم اس کا اعتبار نہیں ہے۔ طول وعرض دس گز ہونا ضروری ہے اور گز شرعی کے مقدار گز مروجہ بزازان سے دیکھی گئی ہے، تقریبا دس ساڑھے دس گرہ کا ہوتا ہے جو قریب دو فٹ کے ہوگا یا قدرے کم۔ (فتاوی دار العلوم ص۱۹۳ جلد اول بحوالہ در مختار ص۱۷۷ جلد اول باب المیاہ۔ (فتاوی دار العلوم ص۱۸۸ جلد اول) (گز شرعی ۴۶ پوائنٹ ۲ سینٹی میٹر یعنی ساڑھے اٹھارہ انچ کا ہوتا ہے۔ (سعید احمد)

مسئلہ: حوض کا طول وعرض یکساں ہونا ضروری نہیں ہے۔ کمی وبیشی کی گنجائش ہے جس طرح دس ہاتھ لمبا اور دس ہاتھ چوڑا شرعی حوض ہے۔ اس طرح پانچ ہاتھ چوڑا اور بیس ہاتھ لمبا، یا چار ہاتھ چوڑا اور پچیس ہاتھ لمبا اور دو ہاتھ چوڑا اور پچاس ہاتھ لمبا بھی شرعی حوض ہے۔ اور اگر حوض مدور (گول) ہے تو اس کا محیط (گھیراؤ) چھتیس گز ہو (اور بقول صاحب محیط

احتیاط اس میں ہے کہ ۴۸ گز ہو) اور اگر حوض مثلث (تین گوشہ والا) ہو تو ہر جانب سے ساڑھے پندرہ گز ہونا چاہئے۔ گہرائی کم از کم اتنی ضروری ہے کہ چلو سے پانی لیا جائے تو زمین نظر نہ آئے۔ (فتاوی رحیمیہ ص ۲۵۵ جلد ۴ بحوالہ طحطاوی علی المراقی ص ۷ وشامی جلد اول)

مسئلہ: حوض کے اندر کوئی جانور گر کر مر گیا اور گل سڑ گیا، اگر اس کے گل سڑ جانے سے پانی کا رنگ یا بو یا مزہ بدل گیا ہو تو حوض کا پانی ناپاک ہو جائے گا اور اگر ان تینوں اوصاف میں سے کوئی بھی نہ بدلا ہو تو چونکہ حوض کا پانی ماء کثیر یعنی زیادہ ہے اس لیے وہ ناپاک نہ ہوگا۔

اور جب اس کا رنگ یا مزہ بدل گیا تو پانی ناپاک ہوگا۔ اس سے وضوء، غسل، استنجاء کرنا صحیح نہیں ہے، اگر کیا جائے تو طہارت (پاکی) حاصل نہ ہوگی، لہذا اگر اس ناپاک پانی سے استنجاء کرنے کے بعد (چاہے وہ استنجاء دیدہ دانستہ کیا ہو یا عدم واقفیت کی وجہ سے کیا ہو) وضوء کر کے نماز پڑھائی ہو (یا پڑھی ہو) تو نماز نہ ہوگی، اس کا اعادہ ضروری ہے۔

(رحیمیہ ص ۲۷۸ جلد ۴ تفصیل دیکھیے حوض شامی ۱۲۹ جلد اول، شامی ص ۱۳۰ شرح تنویر الابصار، احسن الفتاوی ص ۴۵ جلد ۲ ہدایہ ص ۳۲ جلد اول و (فتاوی دار العلوم ص ۱۷۵ جلد اول)

ناپاک حالت میں وضوء کرنے سے کیا فائدہ؟

سوال: غسل جنابت میں اول وضوء کرنے میں کیا فائدہ ہے؟ کیا ناپاکی دور کیے بغیر وضوء ہو جاتا ہے؟ صحابہ کرامؓ کا عمل رہا کہ مباشرت کے بعد وضوء کر کے سوئے۔ یہ ناپاکی میں وضوء کیسا؟ سمجھ میں نہیں آتا۔

جواب: حالت جنابت میں وضوء کرنے سے پاکی (طہارت) تو حاصل نہیں ہوتی مگر حدث (ناپاکی) میں کچھ تخفیف ہو جاتی ہے۔ اگر کسی حکم شرعی کی حکمت سمجھ میں نہ آئے تو کیا حرج ہے؟

مسئلہ :۔ اگر رات کو کسی وجہ سے غسل کی حاجت ہوئی اور اسی وقت غسل کرنے میں وقت ہے تو بہتر تو یہ کہ غسل کرے لیکن اگر غسل نہ کرے تو استنجاء اور وضوء کر کے سو جائے یہ طریقہ مسنون اور پسندیدہ ہے۔ (الجواب المتین ص ۱۰)

مسئلہ: رات کو سوتے وقت وضوء کرنا (یعنی وضوء کے ساتھ سونا) افضل ہے۔

(آپ کے مسائل ص ۳۶ جلد دوم)

مسئلہ: عیادت کیلئے جانے کے واسطے وضوء کر کے جانا سنت ہے۔ (مظاہر حق ص ۳۵۳) (غالباً اس کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ عیادت کرنا بھی عبادت ہے اور یہ ظاہر ہے کہ وضوء سے عبادت کامل اور افضل ہوتی ہے۔ (محمد رفعت)

کیا کامل وضوء ضروری ہے جبکہ رکعت نکل جائے؟

مسئلہ: جماعت ہو رہی ہو تب بھی کامل وضوء کرے، سنن وضوء کا پورا کرنا ضروری ہے اگرچہ جماعت ختم ہو جائے۔ (فتاوی دار العلوم ص ۱۳۱ ج ۱ بحوالہ مرقاۃ ۱۲۱ ج ۱)

مسئلہ: ایک ہاتھ سے وضوء کرنا درست ہے مگر خلاف سنت ہے، بلا ضرورت ایسا نہ کرنا چاہئے۔ (فتاوی دار العلوم ص ۱۳۲ ج ۱)

مجبوری کی وجہ سے کلی نہ کرنا

سوال: ایک شخص اگر کلی کرتا ہے تو اس کے منہ سے خون نکلتا ہے، کچھ دیر کے بعد بند ہو جاتا ہے، چونکہ کلی کرنے میں وضوء ٹوٹنے کا اندیشہ ہے، اس لیے اگر وہ کلی نہ کرے اور نماز پڑھ لے تو صحیح ہے یا نہیں؟

جواب: ایسی حالت میں کلی نہ کرنا درست ہے، بغیر کلی کے نماز صحیح ہے۔

(فتاوی دار العلوم ص ۱۲۹ ج ۱ بحوالہ رد المحتار ص ۱۴۵ جلد اول کتاب الطہارۃ سنن الغسل)

وضوء کے ہوتے ہوئے وضوء کرنا

مسئلہ: اگر کسی نے ظہر کی نماز کے لیے وضوء کیا اور پھر وضوء نہیں ٹوٹا تو اگلی نماز کا وقت آنے پر نیا وضوء کرنا واجب نہیں ہے، (اسی وضوء سے نماز پڑھ سکتا ہے جب تک وضوء نہ ٹوٹے)۔

(کتاب الفقہ ص ۸۱ جلد اول)

مسئلہ: اگر وضوء ہونے پر دوبارہ وضوء کرے تو بہت ثواب ملتا ہے۔

(بہشتی زیور ص ۴۸ جلد اول، کبیری ص ۳۶، آپ کے مسائل ص ۳۱ جلد ۲)

مسئلہ: وضوء کے دوران کوئی امر منافی وضوء پیش آجائے یعنی وضوء کرنے میں کوئی وضوء توڑنے والی چیز پیش آگئی مثلاً اگر منہ دونوں ہاتھ دھولے پھر وضو ٹوٹ گیا تو ضروری ہوگا کہ

دوبارہ پھر سے وضوء کرے، لیکن معذور ہونے کی حالت اس سے مستثنیٰ ہے۔

(کتاب الفقہ ص ۸۱ جلد اول، فتاوی دار العلوم ص ۱۴۱ جلد اول بحوالہ رد المختار ص ۷۹ جلد اول)

مسجد کے فرش پر وضوء کرنا

مسئلہ: مسجد میں جہاں پر نماز پڑھی جاتی ہے (جو جگہ نماز کے لئے متعین ہے) وضو کرنا درست نہیں ہے، ہاں اگر اس طرح وضوء کرے کہ پانی مسجد میں نہ گرے تو جائز ہے۔

(علم الفقہ ص ۸۳ جلد اول)

مسئلہ:: مسجد کے فرش پر جو نماز کیلئے مقرر ہے وضوء کرنا جائز نہیں ہے۔ اگر نالی وضوء کیلئے موجود ہو تو وہاں وضوء کریں، ورنہ مسجد کے فرش سے علیحدہ جا کر وضوء کریں۔ غرض وضوء کا مستعمل پانی مسجد کے فرش پر ڈالنا منع ہے۔

(فتاوی محمودیہ ص ۱۳۷ ج ۱۰ بحوالہ شامی ص ۱۳۳ جلد دوم باب الاعتکاف)

مسئلہ: مسجد کے وضوء خانہ کا پانی وضوء کیلیے مخصوص ہے، اس کا لے جانا درست نہیں ہے، البتہ اگر محلہ والوں نے یہ نل (ٹینکی وغیرہ) رفاہِ عام کیلیے لگایا ہو، اور لے جانے کی اجازت ہو تو جائز ہے۔ (آپ کے مسائل ص ۱۴۵ جلد ۳)۔

وضوء خانہ کی نالی مسجد کے صحن سے نکالنا

سوال: مسجد کے برآمدہ کے متصل دائیں جانب وضوء کرنے کی نالی ہے اور وہ نالی باہر مسجد کے صحن کے نیچے نکالی گئی ہے اور باہر والی وضوء کی نالی پر آ کر مل جاتی ہے تو کیا وضوء کا پانی مسجد کے صحن کے نیچے کو گزار سکتے ہیں؟ اور نماز میں کچھ فرق نہیں آتا؟

جواب: اگر مسجد بناتے وقت نالی کی یہی صورت رکھی گئی ہے تو شرعاً درست ہے، اس سے نماز میں فرق نہیں آتا لیکن اگر اس نالی کا رخ (آسانی سے) کسی دوسری طرف بدلا جا سکتا ہے تو وہ زیادہ مناسب ہے۔ (فتاوی محمودیہ ص ۹۸ جلد ۱۰)

مسئلہ: وضوء کرنے کے بعد مسجد میں داخل ہوتے وقت مسجد کے فرش پر جو وضوء کے پانی کے قطرے گرتے ہیں وہ ناپاک نہیں ہوتے ہیں۔ نیز حوض سے وضوء کرتے وقت احتیاط

سے کام لینا چاہئے کہ حوض میں چھینٹیں نہ گریں۔ لیکن ان چھینٹوں سے حوض ناپاک نہیں ہوتا ہے۔ (آپ کے مسائل ص ۸۵ جلد ۳)

مسئلہ :وضوء کر کے تر پاؤں ایسی جگہ رکھے جہاں جوتے رکھے تھے اور پھر مسجد کی صف پر پھرا، تو اس صورت میں اس کے پیر ناپاک نہیں ہوئے لہذا صفیں سب پاک ہیں اور وضوء اور نماز سب کی صحیح ہے۔ (فتاوی دار العلوم ص ۳۷۳ جلد اول بحوالہ رد المحتار ص ۳۲۴ جلد اول)

قبر پر وضوء کرنا

مسئلہ :روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جو معاملہ کسی کے ساتھ زندگی میں تکلیف دہ ثابت ہو، مرنے کے بعد بھی وہی حکم ہے اور ظاہر ہے کہ اگر زندگی میں کسی زندہ شخص کے پاس بیٹھ کر اس طرح وضوء کریں کہ اس پر وضوء کے پانی کی چھینٹیں پڑیں تو اس کو تکلیف ہوگی۔

(امداد الفتاوی ۳۰۷ جلد اول)

مسئلہ: وضوء کا پانی یعنی ایسی جگہ وضوء کرنا جہاں پر وضوء کا پانی قبر پر گرے جائز نہیں ہے۔

(امداد الفتاوی ص ۳۰۷ جلد اول)

گھر سے وضوء کر کے آنا افضل ہے

مسئلہ: گھر سے وضوء کر کے مسجد میں آنا افضل ہے، گھر سے وضو کر کے مسجد کی طرف آنے کی فضیلت احادیث میں آئی ہے، عقلاً بھی گھر سے وضوء کر کے مسجد کی طرف چلنے کی فضیلت ظاہر ہے اس لیے کہ اس میں مسجد اور جماعت کا احترام ہے۔ کوئی شخص کسی دربار میں حاضر ہونا چاہے تو اس کی عظمت کا تقاضہ ہے کہ گھر سے صاف ستھرا ہو کر چلے، نہ یہ کہ دربار میں پہنچ کر پانی تلاش کرے، یہ دربار کی عظمت کے خلاف ہے۔ جیسا کہ حرم میں داخل ہونے والے کے لیے مواقیت سے احرام باندھنے کے حکم سے بھی بیت اللہ کی عظمت کا اظہار مقصود ہے۔

(احسن الفتاوی ص ۱۱ ج ۲)

مسئلہ: آج کل بھی جو شخص وضوء کر کے مکان سے چلے اس کو زیادہ ثواب حاصل ہوتا ہے۔ لیکن مسجد کے لیے وضوء خانہ اور غسل خانہ وغیرہ بنا دینا موجب ثواب اور مسنون و مستحب

ہے۔ (الجواب المتین ص ۱۰)

حدیث شریف میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو شخص فرض ادا کرنے کے لیے وضو کر کے اپنے گھر سے نکلتا (اور مسجد کو جاتا) ہے تو اس کو اسی طرح ثواب ملتا ہے جس طرح حج کرنے والے، احرام باندھنے والے کو ثواب ملتا ہے۔

تشریح: جس طرح حج کرنے والے، احرام باندھنے والے کو ثواب ملتا ہے۔

گویا وضوء تو احرام کے مشابہ ہے اور نماز حج کے مشابہ ہے۔ اور مشابہت اس جہت سے بیان ہوئی ہے کہ نمازی نماز کے لیے مسجد کو جانے کے واسطے جب گھر سے نکلتا ہے تو نماز سے فارغ ہو کر جب تک گھر واپس نہیں آجاتا تب تک برابر ثواب پاتا رہتا ہے، جیسا کہ حاجی جب حج کے لیے گھر سے نکلتا ہے تو جب تک حج سے فارغ ہو کر گھر واپس نہیں آجاتا تب تک برابر ثواب پاتا رہتا ہے۔ لہذا یہ بات ذہن میں رہنی چاہئے کہ حدیث شریف میں جو مشابہت بیان ہوئی ہے وہ صرف اس جزوی مماثلت سے ہے نہ کہ جمیع وجوہ ثواب میں برابری کے اعتبار سے، کیونکہ حج کا ثواب اگر بس اتنا ہی مانا جائے جتنا مذکورہ نمازی کو ملتا ہے تو پھر حج کرنا ہی عبث ہوگا۔

فرض نماز پڑھنے والے کو حج کرنے والے کے ساتھ مشابہت دی گئی اور نفل یعنی چاشت وغیرہ کی نماز پڑھنے والے کو عمرہ کرنے والے کے ساتھ مشابہت دی گئی ہے۔ (مظاہر حق ص ۶۱۸ جلد اول)

غسل کے بعد وضوء کرنا

مسئلہ: وضوء نام ہے تین اعضاء (منہ، ہاتھ اور پاؤں) کے دھونے اور سر کے مسح کرنے کا۔ اور جب کسی آدمی نے غسل کر لیا تو اس کے ضمن میں وضوء بھی ہو گیا۔ غسل سے پہلے وضوء کر لینا سنت ہے لیکن اگر کسی نے غسل سے پہلے وضوء نہیں کیا تب بھی غسل ہو جائے گا۔ اور غسل کے ضمن میں وضوء بھی ہو جائے گا۔ مسح کے معنی تر ہاتھ سر پر پھیرنے کے ہیں۔ جب سر پر پانی ڈال کر مل لیا تو مسح سے بڑھ کر غسل ہو گیا۔ بہر حال عوام کا یہ طرز عمل کہ وہ غسل کے بعد پھر وضوء کرتے ہیں، بالکل غلط ہے، وضوء، غسل سے پہلے کرنا چاہئے تا کہ غسل کی سنت ادا ہو

جائے، غسل کے بعد وضوء کرنے کا جواز نہیں۔ (آپ کے مسائل ص ۲۸ جلد دوم)

مسئلہ: غسل کے بعد جب تک وضوء نہ ٹوٹے دوبارہ وضوء کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

(آپ کے مسائل ص ۲۸ ج ۲ و احسن الفتاویٰ ص ۹ ج ۲ بحوالہ رد المختار ص ۹۹ جلد اول)

غسل کے دوران وضوٹوٹ جائے تو؟

سوال: غسل کرنے سے پہلے وضوء کیا لیکن غسل کے دوران وضوء ٹوٹ جائے تو غسل کے بعد دوبارہ وضوء کرنا چاہئے؟

جواب: اگر وضوء ٹوٹنے کے بعد غسل کیا اور اس سے وضوء کے اعضاء دوبارہ دھل گئے اس کے بعد وضوء توڑنے والی کوئی چیز پیش نہیں آئی تو اس کا وضوء ہوگیا۔ نماز بھی پڑھ سکتا ہے۔

مسئلہ: اور یہ جو مشہور ہے کہ برہنہ (ننگا) ہونے سے وضوٹوٹ جاتا ہے یا یہ کہ برہنہ ہونے کی حالت میں وضوء نہیں ہوتا، یہ محض غلط ہے۔ (آپ کے مسائل ص ۳۱ جلد ۲)

مسئلہ: نماز جنازہ والے وضوء سے دوسری نماز پڑھ سکتے ہیں مگر نماز جنازہ کیلئے جو تیمم کیا جائے اس سے دوسری نمازیں نہیں پڑھ سکتے۔ (آپ کے مسائل ص ۱۳)

مسئلہ: نماز جنازہ یا سجدہ تلاوت کیلئے وضوء کیا تو اس سے دوسری نمازیں پڑھنا جائز ہیں بلکہ پانی نہ ملنے یا مرض کی وجہ سے نماز جنازہ کیلئے تیمم کیا ہو تو اس سے بھی دوسری نماز پڑھنا جائز ہے (احسن الفتاوی ص ۱۸ جلد ۲ بحوالہ ردالمختار ص ۲۲۶ جلد اول فتاوی دارالعلوم ص ۱۵۰ جلد اول)

مسئلہ: جنازہ اٹھانے سے قبل وضوء کرلیں تاکہ نماز جنازہ فوت نہ ہوجائے اور یہ حکم بھی استحباباً ہے۔ (مظاہر حق ص ۳۸۲ جلد اول)

گرم پانی سے وضوء کرنا

مسئلہ: گرم پانی سے وضوء کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ: اگر وضوء کے دوران کوئی حصہ خشک رہ جائے تو دوبارہ وضو کرنے کی ضرورت نہیں ہے، صرف اس حصے کو دھولینا کافی ہے۔ لیکن اس خشک حصہ پر پانی بہانا ضروری ہے۔ صرف گیلا ہاتھ پھیر لینا کافی نہیں ہے۔ (آپ کے مسائل ص ۳۲ جلد ۲، احسن الفتاوی ص ۲۹ جلد ۲ آپ کے مسائل ص ۳۴ جلد ۲ احسن الفتاوی ص ۲۵ ج ۲ بحوالہ ردالمختار ص ۱۲۱ ج ۱)

عذر کی وجہ سے کھڑے ہو کر وضوء کرنا

مسئلہ: کھڑے ہو کر وضوء کرنے میں چھینٹے پڑنے کا احتمال ہے۔ اس لیے جہاں تک ہو سکے بیٹھ کر وضوء کرنا چاہیے۔ لیکن اگر مجبوری ہو تو کھڑے ہو کر وضوء کرنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

مسئلہ: آج کل گھروں میں واش بیسن لگے ہوئے ہیں، لوگ کھڑے ہو کر بیسن سے وضوء کر لیتے ہیں، وضوء تو اس طرح بھی ہو جاتا ہے لیکن افضل یہ ہے کہ قبلہ رخ بیٹھ کر وضوء کرے۔

مسئلہ: اگر بیٹھنے کا موقع نہیں ہے تو کھڑے ہو کر وضوء کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن چھینٹوں سے پرہیز کرنا چاہئے۔ (آپ کے مسائل ص ۳۳ جلد ۲)

مسئلہ: بیٹھے ہوئے وضوء کرے اگر بیٹھ کر پاؤں دھونے میں دقت ہو یا کھڑے ہو کر مستعمل پانی سے حفاظت ہوتی ہو تو کھڑے ہو کر پاؤں دھونے میں کوئی مضائقہ نہیں بلکہ استعمال شدہ پانی سے حفاظت کیلئے کھڑے ہو کر پاؤں دھونا بہتر ہے۔

(آداب وضوء، رد المختار ص ۸۶ جلد اول، فتاوی محمودیہ ص ۱۶ جلد ۷)

وضوء میں وگ یعنی مصنوعی بالوں کا حکم

سوال: اگر کوئی شخص بوجہ مجبوری سر پر.. وگ۔ (مصنوعی بالوں) کا استعمال کرتا ہے تو وہ شخص وضوء کے دوران سر کا مسح وگ پر ہی کر سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: مصنوعی بالوں کا استعمال جائز نہیں اور نہ اس کے استعمال میں کوئی مجبوری ہے، سر کا مسح ان کو اتار کر کرنا چاہیے، اگر ان پر مسح کیا تو وضوء نہیں ہوگا۔ (آپ کے مسائل ص ۳۶ ج ۲)

وضوء کرتے ہوئے قبلہ کی طرف تھوکنا

سوال: قبلہ رخ بیٹھ کر وضوء کرتے ہیں تو اس صورت میں تھوکتے بھی ہیں، ویسے قبلہ کی برف تھوکنے سے منع کرتے ہیں، اس کی کیا حیثیت ہے؟

جواب: قبلہ کی طرف تھوکنا مکروہ ہے۔ اگر قبلہ کی طرف منہ ہو مگر نیچے زمین کی طرف تھوکے تو اس میں کوئی کراہت نہیں چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ نماز میں اگر تھوکنے کی ضرورت

پیش آجائے تو پاؤں کے نیچے تھوک دے، حلانکہ اس وقت نمازی قبلہ رخ ہے، اس کے با وجود نیچے کی طرف تھوکنے کی اجازت دی گئی ہے۔ (احسن الفتاوی ص ۱۷ جلد دوم)

(اپنی جاءنماز وغیرہ کے نیچے تھوک سکتا ہے، مسجد کی جاءنماز پر نہیں)

وضوء میں عذر کی وجہ سے اعضاء کوخشک کرتے جانا

مسئلہ: وضوءاور غسل میں ولاء سنت ہے۔ یعنی اتنی تاخیر نہ کرے کہ معتدل ہوا میں دوسرا عضوء دھونے سے قبل پہلا عضوء خشک ہو جائے، اسی طرح مسح کے بعد اور تیمم میں اتنی تاخیر (دیر) کرنا کہ اس وقت اگر کوئی عضوء دھویا ہوتا تو وہ خشک ہوجاتا خلاف سنت ہے۔

(احسن الفتاوی ص ۱۴ جلد ۲، بحوالہ ردالمحتار ص ۱۱۴ جلد دوم)

مسئلہ: اعضائے وضوء میں موالات سنت ہے فرض نہیں۔ لہٰذا دوسرے عضوء عضوء کو پہلے عضوء کا پانی خشک ہونے پر دھونا مکروہ ہے، سنت یہ ہے کہ مثلاً چہرہ دھولیا تو فوراً ہی ہاتھوں (کہنیوں) کو دھویا جائے، اور کہنیوں کے خشک ہونے سے پہلے سر کا مسح کیا جائے وغیرہ۔ پس اگر چہرہ دھوکر اتنا توقف کیا کہ چہرے پر جو وضوء کا پانی تھا وہ خشک ہو گیا تو وضوء تو صحیح ہو جائے گا لیکن کراہت کے ساتھ۔ (کتاب الفقہ ص ۱۰۱ جلد اول)

مسئلہ: وضوء کے اعضاء میں ترتیب کا ملحوظ رکھنا سنت ہے فرض نہیں ہے۔

(کتاب الفقہ ص ۹۹ جلد اول)

مسئلہ: اثنائے وضوء میں عذر کی وجہ سے اعضاء کا خشک کرتے جانا بلا کراہت جائز ہے اور وضوء اس کا کامل ہے اور نماز اس سے درست ہے اور بلا عذر ایسے کرنا یعنی وضوء کے دوران اعضاء کوخشک کرتے جانا) البتہ خلاف سنت ہے، نماز پھر بھی اس وضوء سے صحیح ہے۔

(فتاوی دارالعلوم ص ۱۴۷ جلد اول، بحوالہ ردالمحتار ص ۱۴۷ جلد اول)

مسئلہ: ۔ وضوء میں جس حصہ عضوء پر پانی نہیں پہونچا اور خشک رہ گیا اس پر پانی بہادے پھر وضوء صحیح ہو جائے گا، اور اگر کوئی عضوء یا حصہ دھلنے اور تر ہونے کے بعد خشک ہو گیا تو اس سے وضوء میں کچھ خلل نہیں آیا، وضوء صحیح ہے۔

(فتاوی دارالعلوم ص ۱۴۷ جلد اول، بحوالہ ردالمحتار ص ۱۴۷ جلد اول)

مسئلہ :۔ وضوء کرتے وقت ایڑی پر یا کسی اور جگہ پر پانی نہیں پہنچا اور وضوء کرنے کے بعد معلوم ہوا تو وہاں پر فقط گیلا ہاتھ پھیرنا کافی نہیں ہے بلکہ پانی پہنچانا یعنی پانی بہانا ضروری ہے۔ (مراقی الفلاح ص ۳۶ جلد اول)

وضوء کے اعضاء کو تین بار سے زیادہ دھونا

مسئلہ : وضوء میں بعض لوگ تعن بار کہنی تک ہاتھ دھو کر پھر تین بار پانی بہاتے ہیں تو یہ چھ ہو گیا۔ اگر تین سے زائد اس اعتقاد سے دھو رہا ہے کہ یہ ثواب یا سنت ہے تو مکروہ تحریمی ہے۔ اور اگر یہ اعتقاد نہیں مگر بدون کسی ادعیہ سے کر رہا ہے تو عبث ہونے کی وجہ سے مکروہ تنزیہی ہے، اور اگر کبھی ازالہ شک اور طمانیت قلب کی خاطر تین بار دھو لیا تو کوئی کراہت نہیں البتہ مسجد اور مدرسہ کے وقف پانی سے زیادہ دھونا حرام ہے۔

(احسن الفتاوی ص ۱۵ جلد ۲ بحوالہ رد المحتار ص ۱۲۳ جلد اول و مظاہر حق ص ۳۰۶ جلد اول)

مسئلہ : وضوء میں دونوں ہاتھ تین مرتبہ دھونے چاہئیں، یہی سنت ہے باقی تر کرنے کے لیے ایک بار ہاتھ پھیرنے میں کچھ حرج نہیں ہے بلکہ اچھا ہے تاکہ تین مرتبہ پوری طرح پانی بہہ جائے، تیز پانی ہاتھ پر انگلی کی طرف سے بہائے اور انگلیوں میں خلال دھوتے وقت کرے یا بعد میں ہر طرح درست ہے۔

(فتاوی دار العلوم ص ۱۲۸ جلد اول بحوالہ رد المحتار ص ۱۰۹ جلد اول کتاب الطہارۃ)

ہر عضو کو تین بار دھونے کی حکمت

مسئلہ: وضوء میں تین مرتبہ ہر عضو کو دھونا آنحضرت ﷺ کے مبارک عمل سے ثابت ہے۔

(احسن الفتاوی جلد دوم ص ۹)

ہر عضوء کو تین بار دھونے کا حکم اس لیے ہوا کہ تین سے کم دھونے میں نفس پر پورا اثر پیدا نہیں ہوتا اور یہ امر تفریط میں داخل ہے اور زیادہ دھونے میں افراط و اسراف ہے۔ کیونکہ اگر دھونے میں ایک حد معین نہ ہوتی تو ظنی اور وہمی لوگ سارا دن ہاتھ پاؤں ہی دھونے میں گزار دیتے اور ان کی نماز کا وقت بھی گزر جاتا، یہی وجہ ہے کہ ایک صحابی نے آپ سے معلوم

کیا کہ کیا وضوء میں بھی اسراف ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں بے شک وضوء میں بھی اسراف ہوتا ہے خواہ (وضو کرنے والا) جاری نہر کے کنارے پر بیٹھ کر وضوء کرے۔ (المصالح العقلیہ ص ۱۹)

وضوء میں مسواک کی فضیلت

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسواک منہ کی صفائی اور پاکیزگی کا ذریعہ اور پروردگار کی رضاء وخوشنودی کا وسیلہ ہے۔ اور ام المومنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب بھی سو کر اٹھتے، خواہ رات میں سوتے خواہ دن میں تو وضوء کرنے سے پہلے مسواک کرتے۔

آپؓ سے ہی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نماز (کی وضوء) کیلئے مسواک کی گئی، وہ نماز اس نماز پر ستر درجہ فضیلت زیادہ رکھتی ہے جس کیلئے مسواک نہ کی گئی ہو۔ (مظاہر حق ۳۸۱ جلد اول)

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ مسواک کرنے کے بعد (اپنی وہ مسواک) مجھ کو دے دیتے تا کہ میں اس کو دھوؤں۔ چنانچہ پہلے تو میں اس سے مسواک کرتی اور پھر اس کو دھو کر آنحضرت ﷺ کو دیتی تھی۔ (ابوداؤد)

تشریح: تا کہ میں اس کو دوؤں اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ مسواک کرنے کے بعد اس مسواک کا دھو لینا مستحب ہے۔ اور علامہ ابن ہمامؒ نے لکھا ہے یہ مستحب ہے کہ مسواک تین بار کی جائے اور ہر بار اس کو پانی سے دھویا جائے، اور یہ کہ مسواک نرم ہونی چاہئے۔

اور پہلے تو میں اس سے مسواک کرتی یعنی آپؐ مسواک کرنے کے بعد اپنی وہ مسواک مجھے دھونے کیلئے دیتے تھے، مگر میں اس کو دھونے سے پہلے اپنے منہ میں لے کر اس سے مسواک کرتی تھی۔ اور حضرت عائشہؓ ایسا اسلیئے کرتی تھی کہ اس مسواک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو لعاب لگا ہوتا تھا وہ ان (حضرت عائشہؓ) کے منہ میں آجائے جس سے انکو برکت حاصل ہو۔ اور پھر اس کو دھونے کے بعد وہ مسواک حضرت عائشہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس لیے دیتی تھیں کہ اگر مسواک کرنی باقی رہ گئی ہو تو اسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پورا کرلیں۔

بہر حال اس سے یہ معلوم ہوا کہ کسی کی مسواک کو اپنے منہ میں لینا اور اس سے خود مسواک کرنا مکروہ نہیں ہے، اگر مسواک کرنے والے کی رضامندی حاصل ہو۔ اور دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ صلحاء کے لعاب وغیرہ سے برکت حاصل کرنا اچھی چیز ہے۔ (اور تیسرے یہ کہ عورتوں کیلئے بھی مسواک کرنا سنت ہے)

(مظاہر حق جدید ص۳۸۰ جلد اول) (محمد رفعت قاسمی غفرلہ)

وضوء کے آداب وسنن میں سے کوئی عمل ایسا نہیں ہے جس کی تاکید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنی کی ہو جتنی مسواک کے متعلق کی ہے۔ اور آپؐ نے خود بھی اس کا بے حد اہتمام فرمایا۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ منہ کے سوا بیرون جسم میں کوئی اور حصہ ایسا نہیں ہے جہاں اس قدر رطوبت اور غذا کے بقیہ اجزاء جمع رہتے ہوں اور ہوا نہ لگنے کی وجہ سے چونکہ منہ میں بدبو پیدا ہو جاتی ہے اس لیے آدمی بدبودار اور گندے منہ سے جب تلاوت قرآن کرتا ہے اور نماز پڑھتا ہے تو یہ بات خدا تعالیٰ کو بھی ناپسند ہے اور پاکیزہ مخلوق فرشتے بھی اس سے تکلیف پاتے ہیں۔ مسواک میں جسمانی صحت کے بے شمار فائدوں کے علاوہ ایک اہم فائدہ یہ ہے کہ یہ خدا کو راضی کرنے والی ہے اور عبادتوں کے اجر وثواب میں اجر واضافہ کرنے والی ہے۔ (الترغیب والترہیب ص۳۳۶ جلد اول)

(مسواک میں اگرچہ محنت کچھ بھی نہیں ہے لیکن نماز کی خوبی وعمدگی میں اضافہ ہوتا ہے اور انسان بارگاہ خداوندی میں جس منہ سے ہم کلامی کرنے والا ہے اسے پاک صاف کر کے تیار ہو جاتا ہے۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہ)

حدیث شریف میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر مجھے اُمت والوں پر زیادہ بوجھ پڑنے کا خیال نہ ہوتا تو ان کو یہ حکم دیتا کہ عشاء کی نماز تاخیر سے پڑھا کریں، اور ہر نماز کیلئے مسواک کیا کریں۔ (بخاری ومسلم)

تشریح:۔ اپنی اُمت والوں پر زیادہ بوجھ پڑ جانے کا خیال نہ ہوتا۔ یعنی اگر مجھے یہ ڈر نہ ہوتا کہ میری اُمت کے لوگ دشواری میں پڑ جائیں گے اور ان پر گراں گزرے گا تو میں ایک بات تو یہ لازم قرار دیتا کہ عشاء کی نماز تہائی رات تک یا آدھی رات تک تاخیر کر کے پڑھی

جائے۔ اور دوسری بات یہ لازم کرتا کہ ہر نماز کیلئے یعنی ہر نماز کے وضوء کے وقت مسواک ضرور کی جائے۔ یہ دونوں باتیں بہت مستحب ہیں۔ اور بڑی فضیلت رکھتی ہے۔

(مظاہر حق ص ۳۷۴ جلد اول)

مسواک کرنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب گھر میں تشریف لاتے تو سب سے پہلے مسواک کیا کرتے۔ (مسلم)

تشریح:۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مزاج مبارک میں نظافت و پاکیزگی اور لطافت کا جوہر جس کمال درجہ کا تھا۔ یہ اسی کا اثر تھا کہ آپؐ گھر میں تشریف لاتے تو سب سے پہلے مسواک کرتے تھے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ احساس ہوتا تھا کہ باہر مجلس میں زیادہ چپ رہنے یا لوگوں سے کلام و گفتگو کرنے کے سبب شاید منہ میں کچھ تغیر آگیا ہو تو وہ اس مسواک کرنے سے جاتا رہے، لیکن اگر حقیقت کے اعتبار سے دیکھا جائے تو آپ کا یہ مبارک عمل امت کے لوگوں کو یہ بتانے اور سکھانے کیلئے تھا کہ اپنے گھر کے افراد کے درمیان نہایت پاکیزگی اور نظافت و لطافت کے ساتھ رہن سہن رکھنا چاہئے۔ یہاں تک کہ آپس میں بات چیت اور اختلاط کے وقت کوئی شخص منہ کے تغیر (مثلاً بدبُو) وغیرہ کی صورت میں تم سے کراہت و بے زاری اور تکلیف محسوس نہ کرے، اس لیے پہلے مسواک کرلیا کرو۔ اور علامہ ابن حجرؒ لکھتے ہیں کہ اس حدیث شریف میں ہر شخص کیلئے تاکید ہے کہ جب اپنے گھر میں داخل ہو تو سب سے پہلے مسواک کرے۔ کیونکہ اس کہ وجہ سے مُنہ نہایت پاکیزہ اور خوشبودار ہو جاتا ہے۔ اور یہ بات گھر والوں کے ساتھ نہایت خوش گوار اور بہترین سلوک وتعلقات کا باعث بنتی ہے۔

اور اس حدیث شریف سے ان لوگوں کے لیے بھی غور وفکر کرنے کا مقام ہے جو گھر میں گھر والوں کے ساتھ نہایت ہی گندہ دنی یا میلے کچیلے کپڑوں وغیرہ کے ساتھ رہتے ہیں اور باہر نہایت اہتمام سے نکلتے ہیں، بے شک گھر سے نکلنے میں بھی اہتمام صفائی وستھرائی کا ہو لیکن گھر میں بھی کچھ کم نہ ہو کیونکہ جس طرح سے مرد اپنی بیوی کو اچھی حالت میں دیکھنا چاہتا ہے عورت بھی شوہر کو۔۔۔)

"علماء نے لکھا ہے کہ مسواک کرنے کے ستر فائدے ہیں اور ان میں سب سے کم درجہ کا فائدہ یہ ہے کہ مسواک کرنے کی عادت رکھنے والا موت کے وقت کلمہ شہادت کو یاد رکھے گا۔ (مظاہر حق ص ۳۷۴ جلد اول)

نیز مسواک کی پابندی اور اہتمام کرنے والا انشاء اللہ خاص کر منہ کے کینسر میں مبتلا نہ ہوگا۔ (محمد رفعت قاسمی غفرلہ)

مسواک کیا ہے اور کیسی ہونی چاہیئے؟

سواک (مسواک) کا لفظ سوک سے بنا ہے جس کے معنی ہیں ملنا، رگڑنا۔

اصطلاح میں سواک (یعنی مسواک کرنے) کا مطلب ہوتا ہے دانتوں کو مل کر صاف کرنا اور یہ دانتوں اور منہ کی صفائی اگر چہ ہر اس چیز سے حاصل کی جاسکتی ہے جو سخت اور کھر کھری ہو اور دانتوں کا میل اور زردی دور کردے لیکن اس کام کیلئے شرعی طور پر جو چیز اصل ہے اور جس چیز کے ساتھ سنت و استحباب کی فضیلت و برکت وابستہ ہے وہ لکڑی ہے جس کو مسواک کہا جاتا ہے۔

تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مسواک کرنا سنت ہے۔ تاہم امام اعظم ابوحنیفہؒ کے مسلک میں تو یوں ہے کہ بالخصوص جب بھی وضوء کیا جائے تو مسواک کی جائے اور حضرت امام شافعیؒ کے مسلک میں یہ ہے کہ جب بھی وضوء کیا جائے اور جب بھی نماز پڑھی جائے تو مسواک کی جائے۔ (گویا کوئی شخص اگر ایک وضوء سے مثلاً چار نمازیں پڑھنا چاہے تو امام شافعیؒ کے مسلک کے مطابق چار ہی مرتبہ (ہر نماز کے وقت) مسواک کرنا مسنون ہوگا۔) واضح رہے کہ فجر اور ظہر کی نماز سے پہلے مسواک کرنے کی اور زیادہ تاکید ہے۔

مُنہ کی صفائی اور پاکیزگی پروردگار کو پسند ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کا بہت زیادہ اہتمام رکھتے تھے۔ علماء نے لکھا ہے کہ مسواک کی فضیلت میں چالیس حدیثیں منقول ہیں جن سے مُنہ کی صفائی و پاکیزگی کے لیے مسواک کرنے کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں نہ صرف دانتوں اور منہ کے لیے، بلکہ پوری جسمانی صحت وتندرستی کے لیے مسواک کرنے میں بہت بڑے بڑے فائدے ہیں، لہٰذا مسواک کرنا ہر حالت میں مستحب

اور اچھا ہے۔ خصوصاً وضوء کرتے وقت، تلاوتِ قُرآن کے وقت، جب دانت زرد ہو گئے ہوں، یا سو جانے یا خاموش رہنے یا بھوکا رہنے کی وجہ سے، یا بدبودار چیز کھانے اور پینے کی وجہ سے، منہ کا مزہ بگڑ گیا ہو اور منہ میں بدبو آتی ہو تو اس صورت میں مسواک کرنا بہت ہی مستحب اور نہایت ہی اچھا ہے۔

مسواک کسی کڑوے درخت (مثلاً نیم وغیرہ) کی ہونی چاہئے۔ اور اگر پیلو کے درخت کی ہو تو بہت بہتر ہے کیونکہ حدیث شریف میں پیلو کے درخت کی مسواک کا ذکر آیا ہے۔ مسواک کی لکڑی ایسی ہونی چاہئے جو موٹائی میں چھنگلیا انگلی کے بقدر (کم از کم) ہو، اور لمبائی میں ایک بالشت کے برابر ہو۔ نیز مسواک کرتے وقت یہ خیال رکھنا چاہئے کہ دانتوں کی چوڑان پر ہو، نہ کہ لمبان پر، کیونکہ دانتوں کے لمبان پر مسواک کرنے سے مسوڑھے چھل جاتے ہیں۔ اور جیسا کہ اکثر علماء نے لکھا ہے کہ وضوء میں مسواک اس وقت کی جائے جب کلی کی جاتی ہے، اور بعض حضرات نے یہ لکھا ہے کہ وضوء شروع کرنے سے پہلے مسواک کر لینی چاہئے:۔ (دونوں طرح جائز ہیں)

مسئلہ :۔ کسی مجلس میں یا لوگوں کے سامنے اس طرح مسواک کرنا کہ رال ٹپکتی جائے مکروہ ہے، خصوصاً علماء اور بزرگانِ اُمت کے سامنے اس طرح مسواک کرنے سے بچنا چاہئے۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص مسواک نہیں رکھتا ہو، یا جس شخص کے دانت ٹوٹے ہوئے ہوں یا ہلتے ہوں اور مسواک نہ کر سکتا ہو تو وہ اپنے دائیں ہاتھ کی انگلی سے دانت مل کر منہ صاف کر سکتا ہے۔

مسئلہ : مستحب ہے کہ دانتوں پر دائیں طرف سے مسواک کرنا اور ملنا شروع کیا جائے، امام نووی لکھتے ہیں، مستحب یہ ہے کہ پیلو کی لکڑی سے مسواک کی جائے، اگر مسواک کو نرم بنانا ممکن نہ ہو تو اس صورت میں کسی موٹے اور کھر کھرے کپڑے یا انگلی سے مل کر دانتوں کو صاف کیا جائے جس سے منہ کا اور دانتوں کا میل وغیرہ دور کیا جا سکے (مظاہر حق ص ۳۷۳ جلد اول)

مسواک کرنے پر خون نکلتا ہے؟

سوال: ایک شخص اگر وضوء کرتے وقت مسواک کرتا ہے تو منہ وغیرہ دھونے کے بعد تک اس کے دانتوں سے خون آتا رہتا ہے، کیا وہ دوبارہ وضوء کرے؟

جواب: ایسی حالت میں وضوء دوبارہ کرنا چاہئے۔

(فتاوی دار العلوم ص ۱۳۶ جلد اول۔ بحوالہ ردالمحتار ص ۱۲۸ جلد اول باب الوضوء)

مسئلہ: مسواک کو وضوء کرنے کے لوٹے (برتن) میں تر ہونے کیلئے ڈال دیں تو اس پانی سے وضوء کرنے میں کچھ کراہت نہیں ہے، لیکن بہتر یہ ہے کہ مسواک پانی سے دھو کر نرم کر لی جائے، لوٹے میں ڈالنے کی ضرورت نہیں ہے۔

(فتاوی دار العلوم ص ۱۸۴ جلد اول۔ بحوالہ ردالمحتار ص ۱۰۵ جلد اول)

(کیونکہ دوسرے حضرات کو اس لوٹے سے وضوء کرنے میں تکلف ہوگا اور بعض حضرات کو منہ کی بیماری وغیرہ ہوتی ہے اس کی وجہ سے لوگوں کو ایذاء ہوگی۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہ)

مسئلہ: وضوء کے وقت مسواک کرنے کے بعد مسواک کو پیر کی انگلی اور انگوٹھے سے پکڑنا مسنون نہیں ہے، اس کی کوئی سند نہیں ہے۔ (فتاوی محمودیہ ص ۴۱ جلد ۲)

(اگر ضرورت ہو پکڑ سکتے ہیں لیکن سنت سمجھ کر نہیں پکڑنا چاہئے۔ (رفعت قاسمی)

مسئلہ: مسواک کرنا عورت اور مرد دونوں کے لیے مسنون ہے۔ (امداد الفتاوی، ص ۲۹ جلد اول)

اصل سنت درخت کی مسواک ہے، وہ نہ ملے یا دانت نہ ہوں یا دانت و مسوڑھے کی خرابی کی وجہ سے مسواک سے تکلیف ہوتی ہو تو ضرورۃ ہاتھ کی انگلیوں یا موٹے کھردرے کپڑے یا منجن، ٹوتھ پیسٹ یا برش سے مسواک کا کام لیا جا سکتا ہے مگر مسواک کے ہوتے ہوئے مذکورہ چیزیں مسواک کی سنت کے ادا کرنے کے لیے کافی نہیں اور مسواک کی سنت کا پورا اجر حاصل نہ ہوگا۔ (فتاوی رحیمیہ ص ۱۲۶ جلد ۳۔ بحوالہ شامی ص ۱۰۷ و کبیری ص ۳۲ و ہدایہ ص ۶ جلد اول و صغیری ص ۱۴ و بحر ص ۲۱ جلد ۱ و عالمگیری ص ۷ جلد ۱)

مسئلہ: مسواک ایک بالشت سے زائد نہ رکھی جائے۔ ابتداء ایک بالشت ہو تو بہتر ہے، کم میں بھی مضائقہ نہیں، پھر جس قدر چھوٹی ہو کر استعمال کے قابل رہے استعمال کی جائے۔

(فتاوی محمودیہ ص ۲۹ جلد ۲ بحوالہ شامی ص ۸۷ جلد اول)

مسئلہ: مسواک کا ایک بالشت ہونا مستحب ہے۔

مسئلہ: شروع ہی سے ایک بالشت سے کم مسواک بنانا خلاف استحباب ہے، استعمال کے بعد کم ہو جائے تو کچھ حرج نہیں ہے۔ (احسن الفتاوی ص ۱۵ جلد ۲ بحوالہ ردالمحتار ص ۱۰۷ جلد اول)

وضوء کے بعد عین نماز سے پہلے مسواک کرنا کیسا ہے؟

سوال: میں نے ریاض میں دیکھا کہ لوگ صفوں میں بیٹھے ہوئے مسواک کر رہے ہیں اور جب مکبر نے تکبیر کہنی شروع کی تو انہوں نے پہلے مسواک کی اور کھڑے ہو کر نماز پڑھنی شروع کر دی۔ جب نماز ختم ہوئی تو میں نے دریافت کیا کہ کیا اس طرح مسواک کرنا جائز ہے؟ تو امام صاحب نے فرمایا: حدیث شریف میں ہے کہ نماز شروع کرنے سے پہلے اور وضوء کرنے سے پہلے مسواک کر لیا کرو۔ تفصیل فرمائیں۔

جواب: ان امام صاحب نے جس حدیث پاک کا حوالہ دیا ہے وہ یہ ہے اگر اندیشہ نہ ہوتا کہ میں اپنی امت کو مشقت میں ڈال دوں گا تو ان کو ہر نماز کے وقت مسواک کا حکم کرتا۔

اس حدیث کے راویوں کے الفاظ کے نقل کرنے میں اختلاف ہے۔ بعض حضرات عندکل صلوۃ کے الفاظ نقل کرتے ہیں اور بعض اس کی بجائے عندکل وضوء نقل کرتے ہیں۔

(صحیح بخاری ص ۲۵۹)

یعنی ہر وضوء کے وقت مسواک کا حکم کرتا۔ ان دونوں الفاظ کے پیش نظر حضرت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک حدیث شریف کا مطلب یہ نکلتا ہے کہ ہر نماز سے پہلے وضوء کرے اور ہر وضوء کی ابتداء مسواک سے کرنے کی ترغیب دی گئی ہے اور ہر نماز کے وقت مسواک کا حکم دینے سے مقصود یہ ہے کہ ہر نماز کے وضوء سے پہلے مسواک کی جائے عین نماز کیلئے کھڑے ہونے کے وقت مسواک کی ترغیب مقصود نہیں، اگر اول نماز کیلئے کھڑے ہوتے وقت مسواک کرے تو اندیشہ ہے کہ دانتوں سے خون نکل آئے جس سے وضوء ساقط ہو جائے گا اور جب وضوء نہ رہا تو نماز بھی نہ ہوگی۔ اس لیے امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ ہر نماز کے وضوء سے پہلے مسواک کرنا سنت ہے۔ عین نماز کے وقت مسواک نہیں کی جاتی۔

علاوہ ازیں مسواک منہ کی نظافت اور صفائی کیلئے کی جاتی ہے اور یہ مقصود اسی وقت حاصل ہو سکتا ہے جب کہ وضوء کرتے ہوئے مسواک کی جائے اور پانی سے کلی کر کے منہ اچھی طرح صاف کر لیا جائے۔ نماز کیلئے کھڑے ہوتے وقت بغیر پانی اور کلی کے مسواک کرنے سے منہ کی نظافت اور صفائی حاصل نہیں ہوتی جو مسواک سے مقصود ہے۔

سعودی حضرات چونکہ امام احمد بن حنبلؒ کے مقلد ہیں اور ان کے نزدیک خون نکل آنے سے وضوء نہیں ٹوٹتا اس لیے وہ نماز کیلئے کھڑے ہوتے وقت مسواک کرتے ہیں اور حدیث شریف کا یہ بھی منشاء سمجھتے ہیں۔ (آپ کے مسائل ص ۳۵ جلد ۲)

مسئلہ : حنفیہ کے نزدیک رمضان شریف میں بھی ہر ایک وضوء میں مسواک کرنا مستحب ہے اور وہ خلوف جو اللہ کو پسند ہے مسواک کے بعد بھی رہتا ہے۔

(فتاوی دار العلوم ص ۱۳۰ جلد اول۔ بحوالہ ہدایہ ص ۲۰۳ جلد اول)

مسئلہ : وضوء کرتے وقت مسواک کرنا سنت ہے۔ خواہ وضوء پر وضوء کیا جائے اور کھانے کے بعد مسواک کرنا ایک الگ سنت ہے۔

مسئلہ : مسواک خواتین کیلئے بھی سنت ہے لیکن اگر ان کے مسوڑھے مسواک کے متحمل نہ ہو تو ان کیلئے دنداسہ کا استعمال بھی مسواک کے قائم مقام ہے جب کہ مسواک کی نیت سے اس کا استعمال کریں۔ (آپ کے مسائل ص ۳۴ جلد دوم و نماز مسنون ص ۷۷)

مسئلہ : دانت پر میل آجانے کے وقت، سو کر اٹھنے کے بعد منہ میں بدبو آجانے کے وقت، خانہ کعبہ میں داخل ہونے کے وقت، کسی مجلس اور مجمع میں جانے کے وقت، اور قرآن شریف پڑھنے کیلئے مسواک کرنا مستحب ہے، اس طرح کوئی ایک وضوء سے دوسرے وقت کی نماز پڑھے تو اس کو بھی مسواک کرنا مستحب ہے۔ (علم الفقہ ص ۸۳ جلد اول و کتاب الفقہ ص ۱۱۹ جلد اول)

کیا ٹوتھ برش مسواک کی سنت کا بدل ہے؟

مسئلہ : بہتر تو یہی ہے کہ ادائے سنت کیلئے مسواک کا استعمال کیا جائے، برش استعمال کرنے سے بعض اہل علم حضرات کے نزدیک مسواک کی سنت ادا ہو جاتی ہے، اور بعض کے نزدیک نہیں ہوتی۔ (آپ کے مسائل ص ۳۵ جلد ۲)

(برش میں صرف صفائی کی سنت ادا ہوگی، باقی سنتیں رہ جائیں گی، مثلاً پیلو یا کڑوے درخت، لمبائی و موٹائی وغیرہ۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہ)

مسئلہ : برش استعمال کر سکتا ہے بشرطیکہ حرام بالوں کا بنا ہوا نہ ہو لیکن سنت اس سے ادا نہ ہوگی۔ (نماز مسنون ص ۷۷)

مسئلہ : کچھ دانت وغیرہ گر جانے کی وجہ سے اگر مسواک کا استعمال نہ ہو سکے تو کسی بھی منجن تانوتھ پیسٹ وغیرہ سے بوجہ مجبوری مسواک کا ثواب ملے گا۔ ورنہ مسواک کا ثواب نہ ملے گا۔ (نظام الفتاویٰ ص ۴۳ جلد اول)

وضوء کے واجب ہونے کی شرطیں

(۱) مسلمان ہونا، کافر پر وضوء واجب نہیں۔ (کیونکہ وضوء عبادت ہے اور کافروں کو عبادت کا حکم نہیں)۔

(۲) بالغ ہونا۔ نابالغ پر وضوء واجب نہیں۔

(۳) عاقل ہونا، دیوانہ، مست اور بے ہوش پر وضوء واجب نہیں۔

(۴) پانی کے استعمال پر قادر رہنا، جس شخص کو پانی کے استعمال پر قدرت نہ ہو اس پر وضوء واجب نہیں (قدرت نہ ہونے کی صورتیں تیمم کے بیان میں آئیں گی)

(۵) نماز کا اس قدر وقت باقی رہنا کہ جس میں وضوء اور نماز کی گنجائش ہو۔ اگر کسی شخص کو اتنا وقت نہ ملے تو اس پر وضوء واجب نہیں ہے۔ مثلاً کوئی کافر ایسے تنگ وقت میں اسلام لایا کہ وضوء اور نماز دونوں کی گنجائش نہیں۔ یا کوئی نابالغ ایسے تنگ وقت میں بالغ ہوا۔

(علم الفقہ ص ۵۳ جلد اول و کتاب الفقہ ص ۸۰ جلد اول)

مسئلہ: اگر کوئی نابالغ وضوء کرے تو وضوء صحیح متصور ہوگا۔ چنانچہ اگر مثلاً بالغ ہونے سے کچھ دیر پہلے وضوء کیا اور پھر بالغ ہوگیا تو اس کا وضوء بحال رہے گا، اس کیلئے جائز ہے کہ اسی وضوء سے نماز پڑھ لے۔ یہ صورت حال اگر نہ نادر الوقوع ہے لیکن مسافروں کیلئے اور صحراؤں میں جہاں پانی کی قلت ہو، زندگی بسر کرنے والوں کیلئے مفید ہے۔ (کتاب الفقہ ص ۸۷ جلد اول)

وضوء کے صحیح ہونے کی شرطیں

(۱) تمام اعضاء پر پانی کا پہنچ جانا، اگر کوئی جگہ بال کے برابر بھی خشک رہ جائے تو وضوء نہ ہوگا۔

(۲) جسم پر ایسی چیز کا نہ ہونا جس کی وجہ سے جسم پر پانی نہ پہنچ سکے۔ مثال وضوء کے

اعضاء پر چربی (گھی، تیل وغیرہ) یا خشک موم لگا ہوا ہو۔ یا انگلی میں تنگ انگوٹھی ہو۔

(۳) جن حالتوں میں وضوء جاتا رہتا ہے اور جو چیزیں وضوء کو توڑتی ہیں وضوء کی حالت میں ان چیزوں کا نہ ہونا، بشرطیکہ وہ شخص معذور نہ ہو۔ (معذور کا وضوء ان حالتوں کے ساتھ بھی صحیح ہو جاتا ہے جیسے کسی کو پیشاب کا مرض ہو کہ ہر وقت پیشاب جاری رہتا ہے تو اس کا وضوء اسی حالت میں درست ہے) حیض ونفاس والی عورت وضوء کرے تو وضوء درست نہیں۔ جنبی (جس کو غسل کی حاجت ہو) وضوء کرے تو وضوء نہ ہوگا۔ پیشاب و پاخانہ کرتے وقت وضوء کرے تو وضوء نہ ہوگا۔ (علم الفقہ ص ۵۳ جلد اول وکتاب الفقہ ص ۸۲ جلد اول)

مسئلہ: اگر حیض کی حالت میں وضوء کیا اور پھر حیض سے پاک ہوگئی تو اس وضوء کا اعتبار نہیں ہے کیونکہ سرے سے درست ہی نہ تھا۔ (کتاب الفقہ ص ۸۳ جلد اول)

وضوء کے فرائض

وضوء میں چار فرض ہیں (۱) منہ کا دھونا (۲) دونوں ہاتھوں کا دھونا (۳) سر کا مسح کرنا (۴) دونوں پیروں کا دھونا۔ انہی چار چیزوں کا نام وضوء ہے۔

پہلا فرض

(۱) تمام منہ کا ایک مرتبہ دھونا۔ خواہ وضوء کرنے والا خود دھوئے یا کوئی دوسرا دھلوائے یا خود بخود دھل جائے جیسے کوئی شخص دریا میں غوطہ لگائے، یا بارش کا پانی چہرے پر پڑ جائے اور تمام منہ دھل جائے تمام منہ سے مراد وہ سطح ہے جو ابتدائے پیشانی سے ٹھوڑی تک اور دونوں کانوں کے بیچ میں ہے اور دھونا فقہاء کے نزدیک اس کا نام ہے کہ پانی ایک مقام سے دوسرے مقام پر بہہ جائے اور کم از کم دو قطرے عضوء سے دھونے کے بعد فورا ٹپک جائیں۔

(۲) آنکھ کا جو گوشہ ناک کے قریب ہے اس کا دھونا فرض ہے اور اکثر اس پر میل آجاتا ہے اس کو دور کر کے پانی پہنچانا چاہیے۔

(۳) جو سطح رخساروں (کلوں) اور کان کے درمیان میں ہے اس کا دھونا فرض ہے خواہ ڈاڑھی نکلی ہو یا نہیں۔

(۴) ٹھوڑی کا دھونا فرض ہے۔ بشرطیکہ ڈاڑھی کے بال اس پر نہ ہو یا ہو لیکن اس قدر کم ہوں کہ جلد نظر آجائے۔

(۵) ہونٹ کا جو حصہ کہ ہونٹ بند ہونے کے بعد دکھلائی دیتا ہے اس کا دھونا فرض ہے۔

دوسرا فرض

(۱) دونوں ہاتھوں کا کہنیوں تک ایک مرتبہ دھونا خواہ وضوء کرنے والا خود دھوئے یا کوئی دوسرا دھلوائے یا اور کسی طریقہ سے دھل جائیں، دونوں ایک مرتبہ ملا کر دھوئے یا علیحدہ علیحدہ،

(۲) انگلیوں کی گھائی میں بغیر خلال کے پانی نہ پہنچے تو خلال کرنا فرض ہے۔

(۳) کسی شخص کے ایک جانب میں پورے دو پیر یا دو ہاتھ ہو تو وہ اگر دونوں ہاتھوں میں ہر ایک سے کام لیتا ہے یعنی چیزوں کو پکڑ سکتا ہے اور اٹھا سکتا ہے۔ دونوں ہاتھوں کا دھونا فرض ہے۔ اسی طرح اگر دونوں پیروں میں ہر ایک سے پیر کا کام لیتا ہے، چل سکتا ہے تو دونوں پیروں کا دھونا فرض ہے اور اگر دونوں سے کام نہیں لے سکتا تو اگر دونوں کے جڑے ہوئے انگوٹھے ہوں تب بھی دونوں کا دھونا فرض ہے اور اگر ملے ہوئے نہ ہوں بلکہ جدا ہوں تو صرف اسی کا دھونا فرض ہے جو کام دیتا ہے۔

ہاتھ پیر کے درمیان سے اگر دوسرا ہاتھ پیر جما ہو تو اس کا دھونا فرض ہے بشرطیکہ اس مقام سے جما ہو جس کا دھونا وضوء میں فرض ہے، مثلاً ہاتھ میں کہنی یا کہنی کے نیچے جما ہو پیر میں ٹخنے کے نیچے سے جما ہو اور اگر کہنی یا ٹخنے کے اوپر سے جما ہو تو اس قدر حصہ کا دھونا فرض ہے جو کہنی یا ٹخنے کے نیچے کے حصہ کے مقابلہ میں ہو۔

تیسرا فرض

سر کے کسی جزو کا مسح۔

چوتھا فرض

دونوں پیروں کا ٹخنوں تک ایک مرتبہ دھونا بشرطیکہ (چمڑے کا) موزہ پہنے ہوئے نہ ہو اگر

انگلیوں کی گھائی میں بغیر خلال کے پانی نہ پہنچے تو خلال بھی فرض ہے۔

(علم الفقہ ص ۵۸ جلد اول شرح وقایہ ص ۵۱ جلد اول، ہدایہ ص ۴ جلد اول، مراقی الفلاح ص ۱۸، کبیری ص ۷۱ شرح نقایہ ص ۴، ابوداؤد ص ۲۰ جلد اول، قرآن کریم مائدہ پارہ نمبر ۶)

مسئلہ : وضوء میں پیروں کا دھونا فرض ہے اور نص قطعی (وَاَرْجُلَکُمْ) سے ثابت ہے، مسح اس صورت میں ہے کہ پیروں پر چمڑے کے موزے پہنے ہوں۔ مسح شیعوں کا قول ہے ہرگز درست نہیں ہے۔ (فتاوی دار العلوم ص ۱۲۷ جلد اول بحوالہ ردالمحتار ص ۸۶ جلد اول ومعیہ ص ۱۵)

وضوء کے واجبات

مسئلہ: وضوء میں چار واجب ہیں۔

(۱) بھویں یا ڈاڑھی یا مونچھ اگر اس قدر گھنی ہوں کہ ان کے نیچے کی جلد چھپ جائے اور نظر نہ آئے تو ایسی صورت میں اس قدر بالوں کا دھونا واجب ہے جن سے جلد چھپی ہوئی ہے، باقی بال جو جلد کے آگے بڑھ گئے ہیں ان کا دھونا واجب نہیں۔

(۲) کہنیوں کا دھونا۔ اگر ایک ہی جانب کسی کے دو ہاتھ ہوں تو اسے دوسرے ہاتھ کی کہنیاں دھونا بھی واجب ہے بشرطیکہ دونوں سے کام لے سکتا ہو ورنہ اگر دونوں ہاتھ ملے ہوئے ہوں تب بھی دوسرے ہاتھ کی کہنی کا دھونا واجب ہے۔ اور اگر ملے ہوئے نہ ہوں تو صرف اسی ہاتھ کی کہنی کا دھونا واجب ہے جو کام دیتا ہے۔ ہاتھ کے درمیان سے اگر دوسرا ہاتھ نکلا ہو تو اس کے کہنی یا وہ حصہ کا جو کہنی کے مقابل ہو دھونا واجب ہے۔

(۳) چوتھائی سر کا مسح کرنا واجب ہے، اگر سر پر بال ہوں تو صرف انہی بالوں کا مسح کرنا واجب ہے جو چوتھائی سر پر ہوں۔

(۴) دونوں پیروں کے ٹخنوں کا دھونا واجب ہے۔ اگر چمڑے کے موزے نہ ہوں، اگر ایک ہی جانب میں کسی شخص کے دو پیر ہوں تو اس میں بھی وہی تفصیل ہے جو کہنی کے بیان میں گزری ہے۔ (علم الفقہ ص ۵۹ جلد اول)

مسئلہ : ڈاڑھی یا مونچھ یا بھویں اگر اس قدر گنی ہوں کہ کھال نظر نہ آئے تو اس کھال کا دھونا جو اس سے چھپی ہو فرض نہیں ہے بلکہ وہ بال ہی قائم مقام کھال کے ہیں ان پر سے پانی بہا

دینا کافی ہے، ایسی صورت میں اس قدر بالوں کا دھونا واجب ہے جو حد چہرہ کے اندر ہے باقی بال جو حد چہرہ مذکور سے آگے بڑھ گئے ہوں ان کا دھونا واجب نہیں ہے۔

(بہشتی زیور ص ۱۳ جلد ۱۱ بحوالہ درمختار ص ۹ جلد اول فتاوی دار العلوم ص ۱۲۶ جلد اول)

مسئلہ: آنکھ، ناک، منہ کے اندر کا دھونا فرض نہیں ہے۔ (۲) ڈاڑھی یا مونچھ یا بھویں اگر اس قدر گھنی ہوں کہ جلد نظر نہ آئے تو اس جلد کا دھونا جو اس سے چھپی ہوئی ہے فرض نہیں۔ (۳) وضوء میں جن اعضاء کا دھونا فرض ہے اگر ان پر کوئی چیز لگ جائے جو پانی کو پہنچنے سے منع نہ کرے تو اس کا چھڑانا فرض نہیں ہے، مثلاً منہ یا ہاتھ یا پیر پر مٹی وغیرہ لگ جائے تو اس کا چھڑانا فرض نہیں ہے (جب کہ پانی پہنچ جائے)۔ (علم الفقہ ص ۵۸ جلد اول)

نوٹ: اگر چہ فقہاء کرام نے وضوء اور غسل کے احکام میں فرض اور واجب کی تفصیل نہیں کی ہے دونوں کو ایک ہی جگہ جمع کر دیا ہے بلکہ بعض نے واجبات کو بھی فرض کے عنوان سے بیان کیا ہے اور بعض نے یہ بھی لکھ دیا ہے کہ وضوء اور غسل میں کوئی واجب نہیں ہے مگر اس کی خاص وجہ یہ ہے کہ وضوء اور غسل میں واجب اور فرض ہی دونوں عمل میں یکساں ہیں، جیسا فرض کے ترک (چھوٹنے) سے وضوء اور غسل نہیں ہوتا ویسا ہی واجب کے ترک ہونے سے بھی نہیں ہوتا، مگر ناظرین کے سہولت کیلئے فرائض کو علیحدہ بیان کیا ہے اور واجبات کو علیحدہ، مثلاً فقہاء کرام نے دونوں ہاتھوں کا کہنیوں سمیت دھونا فرض لکھا ہے۔ ہم نے فرائض میں صرف ہاتھوں کو دھونا لکھا ہے کہنیوں کا دھونا واجبات میں لکھا ہے۔ (حاشیہ علم الفقہ ص ۵۹ جلد اول)

وضوء کی سنتیں

(۱) وضوء کی نیت کرنا اور نیت یہ نہیں ہے کہ زبان سے کچھ کہے بلکہ محض یہ ارادہ کرے کہ میں وضوء محض ثواب اور خدا کی خوشی کیلئے کرتا ہوں، نہ اپنے ہاتھ پیر منہ صاف کرنے کیلئے (درمختار)

(۲) (بسم اللہ العظیم و الحمدللہ علی دین الاسلام) پڑھ کر وضوء شروع کرنا

(۳) منہ دھونے سے پہلے دونوں ہاتھوں کا مع گٹوں کے ایک بار دھونا، اور جب ہاتھوں کو کہنیوں تک دھوئے تو ہاتھوں کو پھر یہیں سے دھونا چاہئے۔

(۴) تین بار کلی کرنا لیکن پانی ہر بار نیا ہو اور منہ بھر کر ہو اور کلی میں اس قدر مبالغہ کرے کہ پانی حلق کے قریب تک پہنچ جائے بشرطیکہ روزہ دار نہ ہو، اگر روزہ دار ہو تو اس قدر مبالغہ نہ کرنا چاہئے۔

(۵) کلی کرتے وقت مسواک کرنا، مسواک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ مسواک داہنے ہاتھ میں اس طرح لے کہ مسواک کے ایک سرے کے قریب انگوٹھا اور دوسرے سرے کے نیچے آخر کی انگلی اور درمیان میں اور اوپر کی جانب اور انگلیاں رکھے اور مٹھی باندھ کر نہ پکڑے اور پہلے اوپر کے دانتوں کے طول میں داہنی طرف کرے پھر بائیں طرف اسی طرح پھر نیچے کے دانتوں میں اسی طرح اور ایک بار مسواک کرنے کے بعد مسواک کو منہ سے نکال کر نچوڑ دے اور نئے پانی سے بھگو کر پھر کرے، اسی طرح تین بار کرے اس کے بعد مسواک کو دھو کر دیوار وغیرہ سے کھڑی کر کے رکھ دے زمین پر ویسے ہی نہ رکھ دے، دانتوں کے عرض میں مسواک نہ کرنی چاہئے (یعنی مسواک کو دانتوں پر دائیں بائیں چلانا چاہئے نہ کہ اوپر نیچے) مسواک ایسی خشک اور سخت لکڑی کی نہ ہو جو دانتوں کو نقصان پہنچائے اور نہ ایسی تر اور نرم ہو کہ میل کو صاف نہ کر سکے، بلکہ متوسط درجے کی ہو، نہ بہت سخت اور نہ بہت نرم، زہریلے درخت کی بھی نہ ہو۔ پیلو یا زیتون یا کسی کڑوے درخت مثلاً نیم وغیرہ کی ہو تو بہتر ہے لمبائی میں ایک بالشت کی ہونا چاہئے، استعمال سے تراشتے تراشتے اگر کم ہو جائے تو مضائقہ نہیں، اور موٹائی میں انگوٹھے سے زیادہ نہ ہو، سیدھی ہو، گرہ دار نہ ہو، اگر مسواک نہ ہو یا دانت نہ ہو کپڑے یا انگلی سے مسواک کا کام لینا چاہئے۔

(۶) ناک میں تین بار پانی لینا اور ہر بار نیا پانی ہو اور اس قدر مبالغہ کیا جائے کہ پانی نتھنوں کی جڑ تک پہنچ جائے بشرطیکہ روزہ دار نہ ہو۔

(۷) تین بار اس شخص کو منہ دھونے کے بعد جو محرم نہ ہو (یعنی جو حج یا عمرہ کے ارادہ سے احرام باندھے۔ اور یہ شرط اس لیے کہ خلال کرنے میں بال ٹوٹنے کا اندیشہ ہے اور احرام باندھنے والے کو بال توڑنا منع ہے)۔ ڈاڑھی کا خلال کرنا بشرطیکہ ڈاڑھی گھنی ہو، خلال کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ داہنے چلو میں پانی لے کر ٹھوڑی کے نیچے کے بالوں کی جڑوں میں ڈالے اور ہاتھ کی پشت گردن کی جانب کر کے انگلیاں بالوں میں ڈال کر نیچے سے اوپر کی جانب

لے جائے۔

(۸) ہاتھوں کو انگلیوں کی طرف سے دھونا، کہنیوں کی طرف نہ دھونا چاہیے۔

(۹) کہنیوں تک تین بار دھونے کے بعد ہاتھوں کی انگلیوں کا تین بار خلال کرنا (ہاتھ کی انگلیوں کا خلال اس وقت مسنون ہے کہ جب انگلیوں کی گھائی میں پانی پہنچ جائے اور اگر پانی نہ پہنچے تو پانی پہنچانا فرض ہے اور یہی کیفیت پیر کی انگلیوں کے مسح کی بھی ہے) اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ ایک ہاتھ کی پشت دوسرے ہاتھ کی ہتھیلی پر رکھ کر اوپر کے ہاتھ کی انگلیاں نیچے کے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر کھینچ لے۔

(۱۰) تین بار پیر کے دھونے کے وقت پیر کی انگلیوں کا ہر بار خلال کرنا، پیر کی انگلیوں کا خلال بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے کرنا چاہیے اس طرح کہ داہنے پیر کی انگلی سے شروع کرے اور بائیں پیر کی چھوٹی انگلی پر ختم کرے۔

(۱۱) پورے سر کا ایک بار مسح کرنا۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھ مع انگلیوں کے اور ہتھیلیوں کے تر کر کے سر کے آگے کے حصہ پر رکھ کر آگے سے پیچھے لے جائے اور پھر پیچھے سے آگے لائے۔

(۱۲) سر کے مسح کے بعد کانوں کا مسح کرنا لیکن کانوں کے مسح کے لیے از سر نو (نئے پانی سے) ہاتھوں کو تر نہ کرے بلکہ سر کے مسح کے لیے تر کرنا اس کے لیے بھی کافی ہے، ہاں اگر سر کے مسح کے بعد عمامہ یا ٹوپی یا ایسی چیز چھوئے جس سے ہاتھوں کی تری جاتی رہے تو پھر دوبارہ تر کر لے۔ کانوں کے مسح کا طریقہ یہ ہے کہ چھوٹی انگلی کو کان کے سوراخ میں ڈال کر حرکت دے اور شہادت کی انگلی سے کان کے اندرونی حصے کو اور انگوٹھے سے ان کی پشت پر مسح کرے۔ (بحرالرائق)

(۱۳) ہر وضوء کا تین بار اس طرح دھونا کہ ہر بار پورا دھل جائے اور اگر ایک بار آدھا اور پھر دوسری بار باقی دھویا تو یہ دو بار نہ سمجھا جائے گا بلکہ ایک ہی بار سمجھا جائے گا۔

(۱۴) وضوء اسی ترتیب سے کرنا جس ترتیب سے لکھا گیا یعنی پہلے کلی کرنا پھر ناک میں پانی لینا پھر منہ دھونا پھر ڈاڑھی کا خلال کرنا پھر ہاتھوں کا دھونا پھر انگلیوں کا خلال کرنا پھر سر کا

مسح کرنا، پھر کانوں کا مسح پھر پیروں کا دھونا پھر پیر کی انگلیوں کا خلال۔

(۱۵) داہنے عضوء کو بائیں عضوء سے پہلے دھونا۔

(۱۶) ایک عضوء کے دھونے کے بعد دوسرے عضوء کے دھونے میں اس قدر دیر نہ کرنا کہ پہلا عضوء باوجود ہوا اور جسم کے معتدل ہونے کے خشک ہوجائے، ہاں اگر کسی ضرورت کی وجہ سے اس قدر دیر ہوجائے تو مضائقہ نہیں۔ (یعنی بلا ضرورت اتنا وقفہ نہ ہو کہ پہلا عضوء خشک ہوجائے)

(۱۷) دھونے کے وقت اعضاء کو ہاتھ سے ملنا اور ہاتھ کا اعضاء پر پھیرنا۔

(علم الفقہ ص ۶ جلد اول، ہدایہ ص ۵ جلد اول، کبیری ص ۳۳ شرح نقایہ ص ۹ جلد اول وکتاب الفقہ ص ۱۰۵ تا ص ۱۱۲ جلد اول)

وضوء کے مستحبات

وضوء میں چودہ مستحب ہیں:

(۱) وضوء کرنے کے لیے کسی اونچے مقام پر بیٹھنا تاکہ استعمال شدہ پانی جسم و کپڑوں پر نہ پڑے۔

(۲) وضوء کرتے وقت قبلہ رو ہوکر بیٹھنا۔

(۳) وضوء کا برتن مٹی کا ہونا۔ (کانسی، پیتل وغیرہ کے برتن لوٹے سے بھی جائز ہے۔

(فتاوی دارالعلوم ص ۱۲۶ جلد اول، بحوالہ ردالمحتار ص ۳۰۰ جلد اول)

(۴) وضوء کرنے میں کسی سے مدد نہ لینا یعنی دوسرے شخص سے اعضائے وضوء کو نہ دھلوانا (جبکہ کوئی معذوری و مجبوری نہ ہو) بلکہ خود ہی دھونا اور اگر کوئی دوسرا شخص پانی دیتا جائے اور اعضائے وضوء کو وہ خود ہی دھوئے تو کوئی مضائقہ نہیں۔

(۵) اعضاء کو جہاں تک دھونا فرض یا واجب ہے، اس سے تھوڑا سا زیادہ دھوڈالنا۔

(۶) داہنے ہاتھ سے کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا۔

(۷) بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرنا۔

(۸) انگوٹھی وغیرہ اگر ایسی ہو کہ جسم تک پانی پہنچنے سے منع کرتے تو حرکت دینا۔

(۹) کانوں کے مسح کے وقت چھوٹی انگلی کا دونوں کے سوراخ میں ڈالنا۔

(۱۰) پیر دھوتے وقت داہنے ہاتھ سے پانی ڈالنا اور بائیں ہاتھ سے ملنا۔

(۱۱) سردیوں کے موسم میں پہلے ہاتھ پیروں کو تر ہاتھ سے ملنا تاکہ تمام عضوء دھوتے وقت پانی آسانی سے پہنچ جائے۔ (کیونکہ بعض مرتبہ پیر پھٹے ہوئے ہوتے ہیں پانی کا پہنچنا مشکل ہوتا ہے)

(۱۲) ہر عضوء دھوتے وقت یا مسح کرتے وقت بسم اللہ اور کلمہ شہادت پڑھنا اور عبادت کی نیت کرنا۔

(۱۳) وضوء میں اور وضوء کے بعد جو دعائیں احادیث شریف میں آئی ہیں ان کا پڑھنا۔ (یہ دعائیں وضوء کے مسنون طریقہ میں درج ہیں)

(۱۴) وضوء کے بچے ہوئے پانی کا کھڑے ہو کر پینا۔

(علم الفقہ ص ۶۲ جلد اول و کتاب الفقہ ص ۱۲۳ جلد اول)

وضوء کے مکروہات

(۱) جو چیزیں وضوء میں مستحب ہیں ان کے خلاف کرنے سے وضوء مکروہ ہو جاتا ہے۔

(۲) پانی ضرورت سے زیادہ خرچ کرنا۔

(۳) پانی کا اس قدر کم خرچ کرنا کہ جس سے اعضاء کے دھونے میں نقصان ہو۔

(۴) حالت وضوء میں کوئی دنیا کی بات بلا عذر کرنا۔

(۵) بلا عذر دوسرے اعضاء کا وضوء میں دھونا۔

(۶) منہ اور دوسرے اعضاء پر زور سے چھینٹا مارنا۔

(۷) تین بار سے زیادہ عضوء کو دھونا۔

(۸) نئے پانی سے تین بار مسح کرنا۔

(۹) وضوء کے بعد ہاتھوں کا پانی جھٹکنا (علم الفقہ ص ۶۳ جلد اول و نور الایضاح ص ۸ و کتاب الفقہ ص ۱۲۳ جلد اول)

وضوء کا مسنون و مستحب طریقہ

وضوء کے لیے کسی مٹی (وغیرہ) کے برتن میں پانی لے کر اونچے مقام پر قبلہ رو ہو کر بیٹھے اور دل

میں یہ ارادہ کرے کہ میں یہ وضوء خالص اللہ تعالیٰ کی خوشی اور ثواب کے لیے کرتا ہوں بدن کا صاف کرنا، منہ ہاتھ دھونا مجھے مقصود نہیں، یہی ارادہ ہر عضوء کے دھوتے یا مسح کرتے وقت رہے اور پھر (**بسم الله العظيم والحمد لله على دين الاسلام**) پڑھ کر داہنے چلو میں پانی لے اور دونوں ہاتھوں کو گٹوں تک مل مل کر دھوئے، اسی طرح تین بار کرے پھر داہنے ہاتھ کے چلو میں پانی لے کر کلی کرے اور مسواک کو داہنے ہاتھ میں اس طرح پکڑے کہ چھوٹی انگلی مسواک کے ایک سرے پر اور انگوٹھا مسواک کے دوسرے سرے کے قریب اور باقی انگلیاں مسواک کے اوپر ہوں، اور اوپر کے دانتوں کے طول میں داہنی طرف سے ملتا ہوا بائیں طرف لائے پھر اسی طرح نیچے کے دانتوں کو ملے پھر مسواک کو منہ سے نکال کر نچوڑ ڈالے اور دھو کر پھر اسی طرح ملے اسی طرح تین بار ملے اور اس کے بعد دو کلیاں اور کرے تا کہ تین کلیاں پوری ہو جائیں، تین سے زیادہ بھی نہ ہوں۔ کلی اسی طرح کرے کہ پانی حلق تک پہنچ جائے یعنی غرغرہ کرے اگر روزہ دار نہ ہو۔

کلی کرتے وقت بعد بسم اللہ کلمہ شہادت کے بعد یہ دعاء پڑھتا جائے۔ **اللهم اعنى على تلاوة القران و ذكرك و شكرك و حسن عباد تك۔**

ناک میں پانی لیتے وقت بسم اللہ اور کلمہ شہادت کے بعد یہ دعاء پڑھتا جائے **اللهم ارحنى رائحت الجنة و لا ترحنى رائحة النار۔** پھر داہنے ہاتھ کے چلو میں پانی لے کر ناک میں اس طرح لے کہ نتھنوں کی جڑ تک پانی پہنچ جائے اگر روزہ دار نہ ہو اور بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرے، اس طرح تین بار کرے اور ہر بار نیا پانی ہو، پھر دونوں چلوؤں میں پانی لے کر تمام منہ کو مل کر دھوئے اس طرح کہ کوئی جگہ بال برابر بھی چھوٹنے نہ پائے، پھر اگر محرم (احرام نہ باندھا) نہ ہو تو ڈاڑھی کا خلال کرے اس طرح کہ داہنے چلو میں پانی لے کر ڈاڑھی کی جڑ تک تر کرے اور ہاتھ کی پشت گردن کی طرف کر کے انگلیاں بالوں میں ڈال کر نیچے سے اوپر کی جانب لے جائے، اسی طرح دو مرتبہ اور منہ دھوئے اور ڈاڑھی کا خلال کرے تا کہ تین مرتبہ منہ دھل جائے اور تین بار ڈاڑھی کا خلال ہو جائے، تین بار سے زیادہ نہ ہونے پائے۔ اور منہ دھوتے وقت بعد بسم اللہ اور کلمہ شہادت کے یہ دعاء پڑھتا جائے **اللهم بيض وجهى يوم تبيض وجوه و تسود وجوه۔**

پھر داہنے چلو میں پانی لے کر کہنیوں تک بہادے اور مل کر دھوئے کہ ایک بال برابر بھی خشک نہ رہ جائے، اگر ہاتھ میں انگوٹھی ہو تو اس کو حرکت دیدے اگر چہ انگوٹھی ڈھیلی ہو اور اسی طرح عورت اپنے چھلوں (کان میں پہنے ہوئے ہو) آرسی کنگن چوڑی وغیرہ کو حرکت دے۔ اسی طرح دوبارہ داہنے ہاتھ کو دھوئے، پھر اسی طرح تین بار بائیں ہاتھ کو دھوئے اور داہنا ہاتھ دھوتے وقت۔ بسم اللہ اور کلمہ شہادت کے بعد یہ دعاء پڑھتا جائے ,,**اللھم اعطنی کتابی بیمینی و حاسبنی حسابا یسیرا**،،

اور بایاں ہاتھ دھوتے وقت بعد۔ بسم اللہ اور کلمہ شہادت کے یہ دعاء پڑھے **اللھم کا تعطنی کتابی بشمالی ولا من وراء ظھری۔**

پھر دونوں ہاتھوں کو تر کر کے پورے سر کا مسح اس طرح کرے کہ دونوں ہتھیلیاں مع انگلیوں کے سر کے اگلے حصے پر رکھ کر آگے سے پیچھے لے جائے اور پھر پیچھے سے آگے لے آئے اور ان ہی ہاتھوں سے اگر خشک نہ ہو گئے ہوں اور اگر خشک ہو گئے ہو تو دوسری دفعہ تر کر کے کانوں کا مسح کرے اس طرح کہ چھوٹی انگلی دونوں کانوں کے سوراخ میں ڈالے اور سر کا مسح کرتے وقت بعد بسم اللہ اور کلمہ شہادت کے بعد یہ دعا پڑھے **اللھم اظلنی تحت عرشک یوم لا ظل الاظل عرشک۔**

اور سر کا مسح ایک ہی بار کرے اور کانوں کے مسح کے وقت بعد۔ بسم اللہ اور کلمہ شہادت کے یہ دعاء پڑھے **اللھم اجعلني من الذین یستمعون القول فیتبعون احسنه۔**

پھر داہنے ہاتھ سے پانی ڈالے اور بائیں ہاتھ سے پہلے داہنا پیر تین بار دھوئے اور ہر بار اس کی انگلیوں کا بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے خلال کرتا جائے، خلال داہنے پیر کی چھوٹی انگلی سے شروع کرے پھر بایاں پیر تین بار دھوئے اور ہرہ بار اس کی انگلیوں کو بھی بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے خلال کرتا جائے، بائیں پیر کا خلال بائیں پیر کے انگوٹے سے شروع کرے۔ داہنا پیر دھوتے وقت بعد۔ بسم اللہ اور کلمہ شہادت کے یہ دعاء پڑھے۔ **اللھم ثبت قدمی علی الصراط المستقیم یوم تزل الاقدام۔**

اور بایاں پیر دھوتے وقت بعد بسم اللہ اور کلمہ شہادت کے یہ دعاء پڑھے۔ اللھم اجعل ذنبي مغفورا وسعيي مشكورا وتجارتی لن تبورا۔

اب وضوء تمام ہو چکی ہے، اور وضوء خود ہی کرے (بغیر کسی مجبوری و معذوری کے) کسی دوسرے سے نہ کرائے اور ایک عضوء دھونے کے بعد فوراً دوسرا عضوء دھوڈالے کہ پہلا عضو باجود ہوا اور جسم کے معتدل ہونے کے خشک نہ ہونے پائے، اگر وضوء سے کچھ پانی بچ جائے (پیاس ہو تو کھڑے ہو کر پی لے اور کلمہ شہادت پڑھ کر یہ دعاء پڑھے۔

اللھم اجعلنی من التوابین واجعلنی من المتطھرین واجعلنی من عبادک الصالحین واجعلنی من الذین لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون۔

یہی وہ وضوء ہے کہ جس کی نسبت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ اگر کوئی میرے جیسا وضوء کرے تو اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

(علم الفقہ ص ۵۶ جلد اول، مسلم شریف ص ۱۲۲ جلد اول، و کتاب الفقہ ص ۱۲۴ جلد اول،
ترمذی شریف ص ۳۲ جلد اول، بہشتی زیور ص ۴۸ جلد اول)

مسئلہ: وضوء کرنے کے بعد بعض حضرات انا انزلنا الخ پوری سورت پڑھتے ہیں، اس کا کسی صحیح روایت میں ذکر نہیں ہے، بعض مشائخ کرام کے معمولات میں اس کا اور دیگر ادعیہ کے پڑھنے کا ذکر اگرچہ ملتا ہے لیکن صحیح احادیث میں اس کا ثبوت نہیں، جو روایات اس سلسلہ میں ذکر کی جاتی ہیں، وہ قابل اعتبار نہیں، اس کا التزام کرنا اور اس کو مستحب جاننا خلاف سنت ہے۔ (نماز مسنون ص ۸۲ تفصیل دیکھئے امداد الفتاوی جدید ص ۳۲ جلد اول)

ویسے پڑھنے میں تو ثواب ہے لیکن مستحب و مسنون سمجھ کر نہ پڑھے۔ (رفعت)

حنفیہ ان دعاؤں کو سنت میں شمار نہیں کرتے بلکہ وہ کہتے ہیں یہ مستحب یا مندوب ہیں۔

(کتاب الفقہ ص ۱۲۵ جلد اول)

مسئلہ: وضوء کرنے کے بعد کلمہ شہادت پڑھتے وقت آسمان کی طرف دیکھنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔

سبحانک اللھم و بحمدک اشھد ان لا الہ الا انت استغفرک و اتوب الیک و اشھد ان محمدا عبدک و رسولک

(احسن الفتاوی ص ۱۷ جلد ۲، بحوالہ رد المحتار ص ۹۵ جلد اول، فتاوی رحیمیہ ص ۱۴۰ جلد ۷،
شامی ص ۱۱۹ جلد اول و فتاوی محمودیہ ص ۲۷ جلد ۲)

(یعنی وضوء کے بعد آسمان کی طرف منہ دیکھتے ہوئے یہ دعاء پڑھے۔ یہ محض آداب میں سے ہے (رفعت قاسمی غفرلہ)

جو شخص وضوء کرتے وقت مذکورہ دعائیں پڑھتا ہے اس کے لیے (مغفرت کا) ایک پرچہ لکھ کر اور پھر اس پر مہر لگا کر رکھ دیا جاتا ہے، قیامت کے دن تک اس کی مہر نہ توڑی جائے گی (اور مغفرت کا حکم برقرار رہے گا۔ (حصن حصین عربی ص ۶۸)

وضوء کے ختم پر دعاء توبہ پڑھنے کا راز

وضوء میں ساتوں انداموں کو دھونا سات قسم کے گناہوں کے ترک کی طرف ایماء (اشارہ) ہے اور رجوع الی اللہ کی صورت اور صفائی ظاہر و باطن کی استدعاء اور زبان حال کی دعاء ہے۔ اس کے بعد دعاء توبہ کو زبان قال سے پڑھنا رحمت الٰہی کو جذب کرنے کے لیے بہت ہی مناسب و مؤکد مدعاء ہے، کیونکہ جب انسان کا ظاہر پانی سے پاک ہو جاتا ہے تو یہ اس کی فطرت کا تقاضا ہے کہ اس کا دل بھی اسی طرح پاک وصاف ہو جائے مگر وہاں تو دست قدرت الٰہی کے سوا کسی اور کی دسترس نہیں ہو سکتی۔ (المصالح العقلیہ ص ۱۵)

بطور استحباب وضوء کا بچا ہوا پانی پینے کا راز

وضوء کا بچا ہوا پانی پینے میں یہ راز ہے کہ جس طرح انسان ظاہری اندامو ں پر پانی ڈال کر ظاہری اندامو ں کے گناہوں سے تائب اور طالب مغفرت ہوتا ہے ایسے ہی وضوء کرنے والے کی طرف سے وضوء کا بقیہ پانی پینے سے یہ اشارہ ہوتا ہے کہ اے میرے خدا جس طرح تو نے میرے ظاہر کو پاک کیا، اسی طرح میرے باطن کو پاک وصاف کر۔ (المصالح العقلیہ ص ۱۷)

وضوء کے پانی میں ایک خاص طرح کی برکت اور نیک تاثیر پیدا ہوتی ہے، اس لیے وضوء کے بچے ہوئے پانی کو (اگر خواہش ہو تو) پی لینا چاہئے اور یہ پانی کھڑے ہو کر پینا بھی جائز ہے۔ (مظاہر حق جدید ص ۳۹۶ جلد اول)

وضوء میں چہرے کو کہاں تک دھویا جائے؟

وضوء کے فرائض چہارگانہ کی تفصیل جو حنفیہ کے نزدیک معتبر ہے۔

(۱) پہلا فرض چہرہ کا دھونا ہے، اس کے متعلقہ چار مسائل یہ ہیں۔

(۱) اول چہرے کی حدود اربعہ، لمبائی اور چوڑائی میں کیا ہیں؟

(۲) دوم یہ کہ ڈاڑھی، مونچھ اور پلکوں کے بال کو کہاں تک دھونا چاہئے؟

(۳) سوم یہ کہ آنکھوں کا ظاہری اور باطنی کون سا حصہ دھونا واجب ہے اور کون سا واجب نہیں ہے؟

(۴) چہارم یہ کہ ناک کے نتھنوں کو کہاں تک دھونا چاہئے۔

(۱) چہرے کے حدود اربعہ یہ ہیں۔ بے ریش (بغیر ڈاڑھی کے) آدمی کا چہرہ لمبائی میں اس جگہ سے جہاں سے بالعموم بال اگتے ہیں، ٹھوڑی کے نیچے تک ہے۔

بال اگنے کی جگہ پیشانی کے اوپر ہے، جسے عامہ یا قورہ کہتے ہیں، پس بالعموم انسان کا چہرہ پیشانی کے اس کنارے سے شروع ہوتا ہے جہاں بال اگتے ہیں۔ بال اگنے کی غیر معمولی صورت یہ ہے کہ یا تو انسان اصلع ہوگا یا افرع ((یعنی ماتھا ننگا ہوگا یا کوتاہ پیشانی)، اصلع (چوڑے ماتھے والا) وہ شخص ہے جس کے سر کے بال آگے کی جانب سے اُڑ گئے ہوں، یہاں تک کہ وہ ایسا ہو جائے کہ گویا اس کے بال پیدا ہی نہیں ہوئے۔ ایسی صورت میں یہ حکم ہے کہ وہ تمام جگہ جہاں گنج ہے (جو بالوں سے خالی جگہ ہے) دھونا واجب نہیں ہے، بلکہ صرف وہاں تک دھونا واجب ہے جہاں بالعموم سر کے بال پیدا ہوتے ہیں یعنی پیشانی سے کسی قدر اوپر کا حصہ۔

افرع (یعنی کوتاہ پیشانی) وہ شخص ہے جس کے بال اتنے بڑھ جاتے ہیں کہ اس کی پیشانی پر آجائیں۔ اور بعض لوگوں کا خیال ہے کہ وہ پلکوں کے قریب تک پہنچ جاتے ہیں اس کو اغم (یعنی بادل کی طرح چھائے ہوئے بال والا) کہتے ہیں۔ ایسی صورت میں وہی حکم ہے جو اصلع کا ہے یعنی اس کو بھی پیشانی سے کسی قدر اوپر تک دھونا واجب ہے۔ کیونکہ اکثر اشخاص کے سر کے بال اسی جگہ پیدا ہوتے ہیں، ایسی صورت میں اکثریت ہی کی پیروی کی جائے گی

اگر کوئی شخص خلقی (پیدائشی) طور پر بیشتر انسانوں سے مختلف ہو تو اس شخص پر عام انسانوں سے ہٹ کر کوئی حکم عائد نہیں کیا جاتا۔

اب سمجھنا چاہئے کہ چوڑائی میں چہرے کی حد ایک کان کی جڑ سے دوسرے کان کی جڑ تک ہے۔ جس کو بعض لوگ وتد کہتے ہیں۔ (وتد کان کی لو کے اوپر چھوٹا سا ابھرا ہوا حصہ یا پردہ گوش)۔

واضح ہو کہ ٹھوڑی اور کان کے درمیان کی جو خالی جگہ ہے وہ بھی قدرتی طور پر چہرے میں شامل ہے لہٰذا اس کا دھونا بھی واجب ہے۔

حنفیہ کے نزدیک چہرے کی تعریف اس کی لمبائی اور چوڑائی کے اعتبار سے یہی ہے۔ (کتاب الفقہ ص ۸۸ جلد اول وامداد الفتاوی ص ۳۱ جلد اول)

وضوء میں ڈاڑھی اور مونچھ سے متعلق مسائل

مسئلہ: چہرے پر جو بال ہوتے ہیں ان میں سب سے زیادہ قابل ذکر ڈاڑھی اور مونچھ کے بال ہیں۔ ڈاڑھی کے بال کے متعلق حکم یہ ہے کہ چہرے کی جلد کے ساتھ جو بال ہیں اوپر سے لے کر ٹھوڑی کی نچلی جلد تک، جن کو بشرہ کہتے ہیں، ان کا دھونا واجب ہے۔ اور جو اس کے آگے بڑھے ہوئے بال ہیں، ان کا دھونا واجب نہیں ہے۔ لہٰذا ایسے اشخاص جن کی ڈاڑھیاں لمبی ہیں انہیں صرف وہ بال جو چہرے کی جلد پر ہیں اور وہ بال جو ٹھوڑی کی اوپری سطح پر ہیں دھونا واجب ہیں۔ اس کے علاوہ زائد بالوں کا دھونا واجب نہیں ہے۔

اگر بال چھوٹے ہیں کہ چہرے کی جلد کی سطح پر پانی پہنچایا جا سکے تو اس میں خلال کرنا (یعنی ہاتھ کی انگلیوں سے کنگھی کی طرح چلانا) واجب ہے، بصورت دیگر بالوں کو اوپر ہی سے دھونا کافی ہے۔

مونچھ کے بالوں کے متعلق مسائل میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اگر مونچھیں گنجان اور گھنیری ہوں کہ پانی ڈالنے سے جلد تک نہ پہنچے، تو وضوء باطل ہوگا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ وضوء باطل نہ ہوگا بلکہ ڈاڑھی کی طرح اوپر سے دھو لینا کافی ہے جہاں تک وضوء کا تعلق ہے قول مفتی یہ ہے کہ باطل نہ ہوگا، لیکن غسل کے باب میں گھنیری مونچھوں کو یہ رعایت نہیں ہے (یعنی صرف اوپر سے دھو لینے پر اکتفاء کیا تو غسل باطل ہو جائے گا)۔

غالباً اس کا سبب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مونچھیں بڑھانے سے منع

فرمایا، کیونکہ اسے میں غذا کی کثافت چمٹ کر رہ جاتی ہے، اس لیے سختی کے ساتھ حکم ہے کہ اس کو دھویا جائے اور بے فائدہ اس کو (مونچھ کو) بڑھنے نہ دیا جائے۔

وضوء میں پلکوں کے بال سے متعلق مسائل

اب رہے وہ بال جو پلکوں سے اوپر ہوتے ہیں (یعنی موئے ابرو یا بھنویں) تو اس کی بابت حکم یہ ہے کہ اگر بال چھوٹے ہوں کہ پانی سطح جلد تک پہنچ جائے تو اس کو ہلانا واجب ہے تاکہ پانی اس کے نیچے پہنچ جائے۔ اگر گھنیرے ہوں تو خلال کرنا واجب نہیں ہے۔

ناک کی بابت یہ حکم ہے کہ اس کلی کی تمام نمایاں سطح کو دھونا چاہئے، کیونکہ وہ چہرے کا ایک حصہ ہے۔ اگر ذرا سا حصہ بھی خواہ کتنا ہی چھوٹا ہو دھونے سے رہ گیا تو وضوء فاسد ہو جائے گا۔

دونوں نتھنوں کے درمیان جو پردہ ہے اس کا نچلا حصہ ناک میں شامل ہے حنفیہ کے نزدیک ناک کے اندرونی حصہ کا دھونا فرض نہیں ہے، البتہ اگر چہرہ پر زخم ہو اور گہرائی تک اس کا اثر ہو تو اس میں پانی پہنچانا واجب ہے۔ (جب کہ زخم میں تکلیف نہ ہو) جس طرح چہرے کا تکا میش یعنی جھریوں میں پانی پہنچانا واجب ہے۔

مسئلہ: وضوء کرنے کے بعد اگر ڈاڑھی منڈوائی (کتوائی) تو وضوء باطل نہیں ہوگا۔

(کتاب الفقہ ص ۸۹ جلد اول و احسن الفتاویٰ ص ۱۶ جلد ۲ و امداد الفتاویٰ ص ۳۰ جلد اول)

مسئلہ: بغیر ناک میں پانی ڈالے ہوئے وضوء درست ہے مگر خلاف سنت ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۱۲۵ جلد ۱ بحوالہ رد المحتار ص ۱۰۷ جلد ۱)

مسئلہ: غسل میں ناک میں ہڈی کے اندر پانی پہنچانا ضروری نہیں ہے بلکہ ہڈی جہاں شروع ہوتی ہے وہاں تک پانی پہنچانا فرض ہے جو معمولی اہتمام سے لت ہو سکتا ہے۔ (پانی دماغ کی طرف سانس کے ذریعہ کھینچنے کی ضرورت نہیں صرف جس طرح وضوء میں ناک میں پانی ڈالتے ہیں وہ صحیح ہے)۔ (احسن الفتاویٰ ص ۳۸ جلد ۲ و کشف الاسرار ص ۱۹ جلد اول و فتاویٰ محمودیہ ص ۲۵ جلد ۲)

وضوء میں کہنیوں تک ہاتھ دھونے کا راز

(۱) تقویت و تصفیہ خون وجگر کے لیے ہاتھوں کا دھونا بہت مفید ہے، ہاتھوں کی وہ رگیں جو

بالواسطہ اور بغیر واسطہ دل وجگر کو پہنچتی ہیں، وہ دھونے میں شامل ہو جائیں اور جو رگیں دل و جگر تک پہنچتی ہیں وہ کچھ ہاتھوں کی انگلیوں سے اور کچھ کف دست وساعد (ہتھیلی اور بازو) سے اور کچھ کہنیوں سے شروع ہوتی ہیں، اسی وجہ سے کہنیوں تک ہاتھوں کا دھونا مقرر ہوا تا کہ تمام رگیں دھونے میں شامل ہو جائیں۔ ہاتھوں کے اور منہ کے دھونے سے دل اور جگر کو تقویت پہنچتی ہے اور پانی کا اثر رگوں کے ذریعہ سے اندر جاتا ہے۔

جو لوگ فن سرجری کے ماہر ہیں وہ اس بات سے خوب واقف ہیں کہ اکحل رگ جس کا دوسرا نام مہری عظام اور تیسرا نام انہر البدن ہے، جب کبھی دلی وجگری وجلدی بیماریوں کے دور کرنے کے لیے اور تصفیہ خون کے لیے اس رگ کا خون نکالنا تجویز کرتے ہیں تو کہنیوں کے برابر ہی اس رگ پر نشتر لگا کر خون نکالا کرتے ہیں کیونکہ اس جگہ میں یہ رگ ظاہر و باہر بھی ہوتی ہے۔

نیز علاوہ دل وجگر کے اس کا اثر سارے بدن پر حاوی بھی ہے، پس ہاتھوں کا دھونا کہنیوں تک بھی اس لیے مقرر ہوا کہ انہر البدن کے ذریعے پانی کا اثر پورا پورا اندر چلا جائے۔

(۲) جب کہ وضوء میں اصل اطراف بدن کا دھونا مقرر ہے تو ہاتھوں کا کہنیوں تک دھونا اس لیے ٹھہرا کہ اس سے کم کا اثر نفس انسانی پر کچھ محسوس نہیں ہوتا کیونکہ کہنی سے کم عضوء ناتمام ہے۔ (المصالح العقلیہ ص ۲۲ جلد ۱)

وضوء میں کہنیوں سے متعلق مسائل

مسئلہ: فرائض وضوء میں سے دوسرا فرض کہنیوں تک دونوں ہاتھوں کا دھونا ہے۔ کہنی سے مراد جوڑ کی وہ ابھری ہوئی ہڈی ہے جو ہاتھ کے نچلے سرے پر ہوتی ہے۔ اس کے متعلق چند مسائل ہیں۔ ایک یہ کہ اگر انسان کی انگلیاں پانچ سے زائد ہوں تو اس کا دھونا واجب ہے، لیکن اگر پورا ہاتھ زیادہ ہو اور وہ زائد ہاتھ اس کے قدرتی ہاتھ کے برابر ہے تو اس کا دھونا واجب ہے اگر اس سے نکلا ہوا ہے تو صرف وہاں تک دھونا واجب ہے جہاں تک برابر ہے اور زائد حصہ کا دھونا واجب نہیں ہے، لیکن مستحب یہی ہے کہ اسے بھی دھولیا جائے۔

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ اگر ہاتھ میں کوئی چیز چپک جائے یا ناخنوں میں کوئی چیز مثلاً مٹی

یا آٹا جم جائے تو لازم ہے کہ پہلے اس کو نکال دیا جائے اور پانی ناخنوں کی جڑ تک پہنچایا جائے، ورنہ وضوء باطل ہو جائے گا۔ ناخنوں کی جڑ سے مراد وہ حصہ ہے جو انگلیوں کے گوشت سے پیوست (چپکا ہوا) ہے۔

مسئلہ: اگر ناخن اتنا بڑھا ہوا ہے کہ انگلی سے آگے نکل گیا ہے تو اس کا دھونا واجب ہے، ورنہ وضوء باطل ہو جائے گا۔ اور وہ میل کچیل جو ناخنوں کے نیچے ہو اس کی بابت قول مفتیٰ بہ یہ ہے کہ اس سے وضوء میں کوئی خلل نہیں پڑتا (جب کہ پانی پہنچ جائے اور تر ہو جائے) خواہ وضوء کرنے والا شہری ہو یا دیہاتی باشندہ، یہ حکم دشواری سے بچانے کے لیے ہے۔ لیکن اہل تحقیق حنفیہ کے نزدیک یہ ضروری ہے کہ بڑھے ہوئے ناخنوں کے نیچے جو میل کچیل چمٹ گیا ہو اس کو دھوڈالنا چاہیے۔ اگر یہ نہ کیا تو وضوء باطل ہو جائے گا (جبکہ خشکی رہ جائے)

یوں بھی یہ کام پسندیدہ ہے، کیونکہ ناخن کے نیچے جو بہت سی گندگی جم جاتی ہے وہ مرض کا باعث ہوتی ہے۔ تاہم روٹی پکانے والوں کو جن کے ناخن لمبے ہوں اور ان کے نیچے کچھ آٹا جم کر رہ جائے، ان کے پیشے کے تقاضوں کے پیش نظر معاف قرار دیا گیا ہے۔

مسئلہ: مہندی لگانے یا رنگنے سے جو رنگ لگا رہ جائے اس سے وضوء میں خلل نہیں آتا، البتہ بستہ مہندہ اگر ہاتھ پر جمی رہ گئی تو اس سے وضوء میں خلل پڑے گا کیونکہ وہ جسم پر پانی پہنچنے سے مانع ہوتی ہے۔

مسئلہ: کسی شخص کے ہاتھ کا کچھ حصہ کٹا ہوا ہے تو واجب ہے کہ جو حصہ باقی ہے اس کو دھویا جائے اگر وہ پورا عضو جس کا دھونا فرض تھا کٹ گیا تو اس کا دھونا بھی ساقط ہو گیا۔ (کتاب الفقہ ص ۹۰ جلد اول)

مسئلہ: ۔ وضوء میں ہاتھوں کی انگلیوں کا خلال تو ہاتھوں کو کہنیوں تک دھونے کے بعد کیا جائے، اور پاؤں کی انگلیوں کا خلال ان کو دھونے کے بعد کیا جائے، افضل یہی ہے۔

(مظاہر حق ص ۳۹۵ جلد اول)

مسئلہ: رنگ ریز جو کپڑا رنگنے کا کام کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر جو رنگ لگا ہوتا ہے، اس کو اتارنے کی ضرورت نہیں۔ البتہ لکڑی اور لوہے وغیرہ پر کرنے کا چپکنے والا روغن اگر جم گیا ہو تو

اس کو اتارے بغیر وضوء نہ ہوگا۔ ہاں اگر ایسے روغن کی تہہ نہیں جمی صرف رنگ نظر آتا ہو تو وضوء ہو جائے گا اس لیے کہ یہاں پانی کے پہنچنے سے کوئی مانع نہیں ہے۔

(احسن الفتاویٰ ص ۲۰ جلد ۲ بحوالہ رد المختار ص ۱۴۳ جلد اول)

وضو میں پاؤں کو ٹخنوں تک کیوں دھوتے ہیں؟

(۱) پاؤں کو ٹخنوں تک دھونے میں یہ راز ہے کہ وہ رگیں جو پاؤں سے دماغ کو پہنچتی ہیں وہ کچھ پاؤں کی انگلیوں سے شروع ہوتی ہے اور ان سب کو شامل کر لینے سے دماغ کے بخارات ردیہ بجھ جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ پاؤں کا دھونا ٹخنوں تک وضوء میں مقرر ہوا ہے۔

(۲) چونکہ پاؤں اکثر ٹخنوں تک ننگے (کھلے) رہتے ہیں اور ان پر اجرام موذیہ اور گرد غبار پڑتا رہتا ہے، لہٰذا پاؤں کو ٹخنوں تک دھونے کا حکم ہوا ہے۔

(۳) پاؤں کو ٹخنوں تک دھونے میں یہ راز بھی ہے کہ اس سے کم نا تمام عضو ہے لہٰذا سارے عضو کا دھونا مقرر ہوا تا کہ اس دھونے کا اثر بالاستیعاب ہو۔ (المصالح العقلیہ ص ۲۴)

وضو میں پیر اور ٹخنوں سے متعلق مسائل

فرائض وضوء میں سے تیسرا فرض دونوں پیروں کو ٹخنوں تک دھونا ہے ٹخنہ اس ہڈی کو کہتے ہیں جو پنڈلی کے نچلے کنارے پر پیر کے اوپر ابھری ہوئی ہوتی ہے وضوء کرنے والے پر واجب ہے کہ ایڑی کے ڈھلوان کی طرف خاص دھیان دے، اسی طرح قدم کے نچلے حصہ میں جو پھٹن ہے اس کے دھونے کی طرف خاص توجہ دی جائے۔

اگر پیر کا کچھ حصہ یا تمام کا تمام کٹ جائے تو اس کا حکم وہی ہے جو کٹے ہوئے ہاتھ کے متعلق اوپر بیان ہوا ہے۔

مسئلہ: اگر ہاتھ یا پیر میں تیل لگایا اور پھر وضوء کیا، پانی اس کے اوپر سے بہہ گیا اور چکنائی کے باعث عضو میں جذب نہ ہوا تو اس سے وضوء میں کوئی خلل نہیں ہوگا۔

مسئلہ: اگر پاؤں پھٹ گیا ہے اور اس پر مرہم یا ویزلین وغیرہ لگایا اور اس کے نیچے پانی پہنچانا نقصان دہ ہے تو دھونا واجب نہیں ہے۔ اگر نقصان نہ ہو تو لازم ہے کہ اس پٹی وغیرہ کو

اتار کر نیچے کی جگہ کو دھویا جائے۔

مسئلہ: اگر پاؤں میں پھٹن وغیرہ ہو کہ اس کا دھونا یا کم از کم پاؤں کو پانی میں ڈبو کر بغیر مسلے جلدی سے نکال لینا مضر ہو تو فریضہ غسل (دھونا) ساقط ہو جائے گا۔ اس کو چاہئے کہ تر ہاتھ اس پر پھیر لے یعنی پیروں کا مسح کر لے۔ اور اگر اس سے بھی عاجز ہو تو مسح بھی ساقط ہو جائے گا اور صرف اس حصے کا دھونا واجب ہوگا جو نقصان دہ نہ ہو۔

مولانا اشرف علی تھانویؒ کے مواعظ علم وعمل ص ۳۳ میں لکھا ہے:

وضوء سے قبل پیروں کو پانی سے تر کر لیا جائے۔ یہ اچھا عمل ہے، کر سکتے ہیں، مقصود پیروں کے دھونے میں مبالغہ ہے۔ اور پیروں کو پہلے سے تر کر لینا اس کے لیے (دھونے میں) معین ہے، مگر اس کو سنت طریقہ نہ سمجھا جائے۔ (فتاوی رحیمیہ ص ۲۴۷ جلد ۴)

وضوء میں سر کے مسح سے متعلق مسائل

فرائض وضوء میں سے چوتھی چیز ایک چوتھائی سر کا مسح کرنا، اور چوتھائی سر کی مقدار ہتھیلی کے برابر قرار دی گئی ہے۔ لہذا واجب ہے کہ پوری ہتھیلی کے برابر سر کے حصے کا مسح کیا جائے۔ لہذا اگر ہاتھ میں پانی لگا ہوا ہے اور اس ہاتھ کو سر پر پیچھے یا آگے سے یا کسی بھی طرف سے ہتھیلی کے برابر جگہ پر پھیر لیا تو مسح جائز ہوگا۔ اس بناء پر کہ مسح کیلئے یہ ضروری نہیں ہے کہ ہتھیلی ہی سے مسح کیا جائے، بلکہ چوتھائی سر پر (ہتھیلی کے برابر جگہ پر) تر ہاتھ کا پانی پہنچ جائے تو کافی ہے۔

مسئلہ: ہاتھ سے مسح کرنے کے لیے یہ شرط ہے کہ کم از کم تین انگلیوں کو استعمال کیا جائے تا کہ خشک ہونے سے پہلے چوتھائی سر تک پانی پہنچ جائے۔

مسئلہ: اگر صرف دو انگلیوں کو مسح کیلئے استعمال کیا گیا تو بسا اوقات چوتھائی سر تک ہاتھ پہنچنے سے پہلے ہی (انگلی) خشک ہو جائے گی اور پانی وہاں تک نہیں پہنچ سکے گا جہاں تک پانی پہنچانا مقصود ہے۔

مسئلہ: اگر انگلیوں کے سرے سے مسح کیا جن سے اتنا پانی ٹپک رہا تھا کہ پانی وہاں تک پہنچ گیا جہاں تک پہنچانا مطلوب تھا تو مسح صحیح ہوگا، ورنہ نہیں۔

بدیں جہت کہ نئے پانی سے سر کا مسح کرنا شرط صحت نہیں ہے لہذا اگر ہاتھ تر تھا تو مسح

جائز ہوگا، لیکن یہ جائز نہیں ہے کہ دوسرے تر عضو کی تری لے کر اس سے مسح کیا جائے، مثلاً کہنی دھونے کے بعد ہاتھ خشک ہوگیا پھر ہاتھ کو کہنی کے پانی سے تر کیا اور اس سے سر کا مسح کر لیا تو یہ کافی نہیں ہے۔

مسئلہ : جس شخص کے سر کے بال لمبے ہوں کہ پیشانی یا گردن تک لٹک رہے ہوں اور اسی یعنی لٹکے ہوئے حصہ پر مسح کر لیا تو جائز نہ ہوگا، کیونکہ غرض چوتھائی سر کا مسح کرنے سے ہے، پس اگر سر منڈا ہوا ہے تب تو کوئی بات ہی نہیں (کہ سر کا مسح ہو ہی سکتا ہے لیکن) اگر سر پر بال ہیں تو ان بالوں پر مسح لازم ہے جو سر کے کسی حصہ کے اوپر اُگے ہوئے ہیں یعنی جو بال لٹک رہے ہیں وہ تو سر پر ہے ہی نہیں، لہٰذا اُس کا مسح کرنے سے سر کا مسح نہیں ہوسکتا۔

مسئلہ : اگر سر کا کچھ حصہ منڈا ہوا ہے اور کچھ نہیں ہے، تو جس حصہ پر بھی مسح کر لیا جائے وہ صحیح ہوگا۔

مسئلہ : سر پر مسح کرنے کے بعد بال منڈانے سے وضوء باطل نہیں ہوتا۔

مسئلہ : اگر برف کا ٹکڑا لے کر سر پر پھیرا گیا تو مسح ہو جائے گا (جبکہ مسح کی غرض سے ہو تو)

مسئلہ : اگر سر اور چہرے کو ایک ساتھ دھوڈالا تو مسح ہو جائیگا، لیکن مکروہ ہے۔

مسئلہ : عمامہ وغیرہ پر بغیر معذوری کے مسح کرنا جائز نہیں ہے، اسی طرح عورت کیلئے جائز نہیں ہے رومال یا اوڑھنی وغیرہ سے ڈھکے ہوئے سر کا اوپر سے مسح کرے۔ البتہ اگر وہ اتنی پتلی چیز ہے کہ پانی اس سے جذب ہوکر بال تک پہنچ جاتا ہو تو جائز ہے۔

(کتاب الفقہ ص ۹۲ جلد اول وفتاویٰ دار العلوم ص ۱۲۵ جلد اول بحوالہ ردالمحتار ص ۹۲ جلد اول)

مسئلہ : سر کے مسح میں سنت طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں سے کرے، اگر ایک سے کرے گا تو مسح ادا ہو جائے گا مگر طریقہ سنت کے موافق نہ ہوگا۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۱۳۰ جلد اول بحوالہ عالمگیری ص ۴ جلد اول)

مسئلہ : گردن کا مسح انگلیوں کی پشت کو کھینچ کر جیسا کہ مشہور ہے درست ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۱۳۲ جلد اول بحوالہ ردالمحتار ص ۱۱۵ جلد اول)

مسئلہ : اگر عطر کا پھایہ کان کے نرمہ میں رکھا ہو تو مسح کے وقت اس کا نکالنا سنت ہے (اسلئے کہ کان کے اندر کے تمام حصہ کا مسح سنت ہے اور وہ پھایہ نکالے بغیر ممکن نہیں ہے اور سنت کا

موقوف علیہ سنت ہوتا ہے لہٰذا اس کا نکانا سنت ہوا) اور اگر سوراخ میں رکھا ہو تو اس کا نکالنا مستحب ہے (اسلئے کہ کان کے سوراخ میں انگلی ڈالنا مستحب ہے جو بغیر پھاہا نکال لے ممکن نہیں ہے، لہٰذا نکالنا مستحب ہوا)

(امداد الفتاویٰ ص ۳۵ جلد اول مع حاشیہ استاذی مولانا مفتی سعید احمد صاحب مدظلہ)

مسئلہ: معذوری کے وقت صرف ایک ہاتھ سے مسح کر سکتا ہے (سر اور دونوں کانوں کا)۔

(امداد الفتاویٰ ص ۳۵ جلد اول)

مسئلہ: جو شخص وضوء میں صرف چوتھائی سر کے مسح پر اکتفا کرتا ہے اور کبھی بھی سارے سر کا مسح نہیں کرتا تو اس کی عادت ڈالنا مکروہ ہے۔ (امداد الفتاویٰ ص ۳۶ جلد اول)

مسئلہ: اگر کسی کے سر میں اس قدر درد ہو یا زخم وغیرہ ہو کہ سر کا مسح نہ کر سکے، اس کو سر کا مسح معاف ہے۔ (علم الفقہ ص ۸۳ جلد اول و کتاب الفقہ ص ۱۱۹ جلد اول)

وضوء میں ناک کو صاف کرنے کی حکمت

ہر مذہب وملت کے لوگ ناک کی بلغمی رطوبتوں کو رفع کرنا پسندیدہ نظر سے دیکھتے ہیں، اگر ناک کو اندر سے نہ دھویا جائے تو ناک کے منجمد بلغم سے دماغ میں برا اثر پہنچتا ہے جو بعض اوقات باعث ہلاکت ہوتا ہے۔

نیز اہل عرب کے عرف میں ناک کے لفظ کو عزت اور بڑائی کے محل پر استعمال کرتے ہیں، چنانچہ جب وہ کسی کے لیے بد دعاء کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کی ناک کو خاک آلودہ کرے۔

اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس کی عزت کو بڑائی کے مقام سے ذلت میں گرادے۔ پس ناک کا دھونا اپنے کبر وغرور کو چھوڑنے اور خدا تعالیٰ کی درگاہ میں اپنی کسر نفسی دکھانے کی طرف ایماء پر ہے۔ (المصالح العقلیہ ص ۲۳)

بیٹھ کر سونے میں کونسی صورت سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے؟

سوال: بیٹھ کر سونے کی کون سی صورتیں ناقض وضوء نہیں ہیں؟

جواب: (۱) اگر کسی چیز کے ساتھ ٹیک لگائے بغیر سویا اور گرا نہیں یا گرتے ہی فوراً بیدار ہو گیا تو وضوء نہیں ٹوٹا۔

(۲) سجدہ کی مسنون ہیئت پر سونا ناقض وضوء نہیں یعنی وضوء کو نہیں توڑتا، اگر چہ غیر نماز میں ہو۔ (اس کی ہیئت یہ ہے کہ پیٹ رانوں سے الگ ہو اور بازو بھی پہلو سے علیحدہ ہوں)

(۳) اگر پوری مقعد (سرین) زمین پر قائم نہیں اور ٹیک لگا کر سویا، خواہ اپنی ران وغیرہ ہی پر ہو تو وضوء ٹوٹ گیا، لہٰذا دوزانوں بیٹھ کر ران وغیرہ پر ٹیک لگا کر سونے سے وضوء جاتا رہے گا، اسی طرح چارزانو بیٹھ کر ران پر ٹیک لگائی اور اتنا جھک گیا کہ پوری مقعد زمین پر قائم نہیں رہی تو بھی وضوء جاتا رہا، البتہ اگر پوری مقعد زمین پر قائم رہے مثلاً گھٹنے کھڑے کر کے ہاتھوں سے پکڑ لیے، یا کپڑے وغیرہ سے کمر کے ساتھ باندھ لیے اور گھٹنوں پر سر رکھ کر سو گیا یا چارزانو بیٹھ کر کہنیوں سے رانوں پر ٹیک لگا کر صرف اتنا جھکا کہ پوری مقعد زمین پر قائم رہی تو وضوء نہیں ٹوٹا۔

(۴) اگر پوری مقعد زمین پر قائم رہے اور ٹیک لگا کر اتنی گہری نیند سویا کہ اس چیز کو ہٹا دیا جائے تو گر جائے، اس صورت میں اختلاف ہے، عدم نقض مُفتی بہ ہے۔ یعنی وضوء نہیں ٹوٹے گا۔ (احسن الفتاویٰ ص ۲۲ جلد ۲ بحوالہ ردالمحتار ص ۱۳۲ جلد اول فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۵ جلد اول ومظاہر حق ص ۳۳۵ جلد اول، علم الفقہ ص ۶۶ جلد اول)

مسئلہ: بحالت مراقبہ چارزانو سونا ناقض وضوء نہیں ہے جبکہ کسی چیز سے سہارا دے کر نہ بیٹھا ہو۔ (فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۴۶ جلد اول بحوالہ ردالمحتار ص ۱۳۲ جلد اول فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۵ جلد اول و مظاہر حق ص ۳۳۵ جلد اول، علم الفقہ ص ۶۶ جلد اول)

مسئلہ: بحالت مراقبہ چارزانو سونا ناقض وضوء نہیں ہے جبکہ کسی چیز سے سہارا دے کر نہ بیٹھا ہو۔ (فتاویٰ دارالعوم ص ۱۴۶ جلد اول بحوالہ ردالمحتار ص ۱۳۲ جلد اول و عالمگیری مصری ص ۱۲ جلد اول و امداد الفتاویٰ ص ۳۸ جلد اول)

مسئلہ: اگر باوضوء کسی چیز سے تکیہ یا ٹیک لگا کر سویا کہ اگر وہ چیز ہٹالی جائے تو یہ گر پڑتا تو وضوء ٹوٹ جائے گا۔ (شرح نقایہ ص ۱۱ و ہدایہ ص ۹ جلد اول)

مسئلہ: نفس سونا ناقض وضوء نہیں یعنی وضوء کو نہیں توڑتا، بلکہ نیند میں ایک طرح کی جو غفلت پیدا ہو جاتی ہے اور ریح (ہوا) کے نکلنے نہ نکلنے کی خبر باقی نہیں رہتی ہے وہ ناقض وضوء ہے۔ (جب آدمی لیٹ جاتا ہے تو اس کے جوڑ ڈھیلے ہو جاتے ہیں اور ریح وغیرہ نکلنے کا گمان غالب ہے۔ رفعت قاسمی غفرلہٗ)

مسئلہ: اگر کوئی بیٹھنے کی ایسی حالت میں سو گیا کہ وہ نیند سے بوجھل ہو کر جھوم رہا تھا، پھر وہ گر پڑا اور گرتے ہی اس کی آنکھ کھل گئی تو اس کا وضوء نہیں ٹوٹا، نیز اس شخص کا بھی وضوء نہیں ٹوٹتا جو اس طرح اونگھتا ہو کہ وہ اپنے پاس کی جانے والی بات چیت کا اکثر حصہ سمجھتا ہو۔

(در مختار ص ۸ جلد اول اردو)

مسئلہ: وضوء کو وہ نیند توڑتی ہے جو آدمی کی قوت سے ماسکہ کو اس طرح زائل کر دے کہ اس کی مقعد (پاخانہ کا مقام) زمین سے نہ لگی رہے، اور قوت ماسکہ اس قوت کو کہتے ہیں جس سے آدمی اندر کی ریح (ہوا) کو روکتا ہے، اور کسی کروٹ پر سوتا ہے، چار طرح کا سونا ناقض وضوء ہے۔

(۱) کروٹ (۲) کسی ایک کولھے پر ٹیک لگا کر (۳) چت (۴) پٹ۔ ان چاروں صورتوں میں قوت ماسکہ (روکنے والی طاقت) باقی نہیں رہتی، اور اگر ایسی نیند ہو کہ اس سے قوت ماسکہ زائل نہیں ہوتی بلکہ باقی رہتی ہے تو وضوء نہیں توڑے گی اگر چہ وہ نماز میں یا غیر نماز میں قصداً سو گیا ہو۔ (در مختار ص ۷ جلد اول، ومشکوٰۃ ص ۸۳ جلد اول)

قہقہہ سے نماز جنازہ ٹوٹنے اور وضوء نہ ٹوٹنے کی وجہ کیا ہے؟

سوال: اگر باوضوء شخص نماز میں قہقہہ مار کر ہنسے تو وضوء ٹوٹ جاتا ہے اور نماز جنازہ میں قہقہہ مار کر ہنسنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے، وضوء نہیں ٹوٹتا، اس کی کیا وجہ ہے اور کیا حکمت؟

جواب: قیاس عقلی یہ ہے کہ قہقہہ سے وضوء بالکل نہ ٹوٹے، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو گیا کہ آپ نے ایک شخص کو قہقہہ کرنے کیوجہ سے وضوء اور نماز کے لوٹانے کا حکم فرمایا ہے، اس لئے حکم ماننا مسلمانوں پر ضروری ہو گیا ہے، اگر چہ اس کے ناقص فہم میں اس کی حکمت نہ آئے۔ لیکن چونکہ یہ حکم قیاس ظاہری کے خلاف ہے اس لئے جس موقع پر وارد ہوا ہے اسی پر رکھا جائے گا، دوسرے مواقع پر وضو ٹوٹنے کا حکم نہ کیا جائے گا اگر چہ ان میں قہقہہ

کرنا بہ نسبت اس کے زیادہ قبیح ہو۔ مثلاً نمازِ جنازہ میں قہقہہ کرنا، یہ ہی قاعدہ ہے اصول کا کہ جو حکم قیاسی نہیں ہوتا اس کو اپنے موقع سے متجاوز نہیں کرتے۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۱۲۸ جلد اول بحوالہ ہدایہ فصل نواقض الوضوء ص ۳۶ جلد ا۔

تفصیل دیکھئے : درمختار اردو ص ۱۱ جلد اول)

قہقہہ اور قے سے وضوء ٹوٹنے کا راز

بہتا ہوا خون اور زیادہ قے بدن کو آلودہ کرنے والی اور نفس کو پلید کرنے والی چیزیں ہیں اور نماز میں قہقہہ لگانا ایک قسم کا جرم ہے جس کا کفارہ ہونا چاہئے۔

اگر ان چیزوں سے شارع علیہ السلام وضوء کرنے کا حکم دیں تو کچھ عجب نہیں ہے اور قہقہہ کا جرم اس لیے ہے کہ نماز میں قہقہہ کسی نفسانی پلیدی کے باعث ہوتا ہے جس کے ازالہ کے لیے وضوء کرنا لازم ہوا۔ (المصالح العقلیہ مولانا تھانوی ص ۳۸ و اسرارِ شریعت)

ہنسی سے متعلقہ مسائل

مسئلہ :۔ اگر نماز میں اتنی زور سے ہنسی نکل گئی کہ اس کے آپ بھی آواز سنی اور اس کے پاس والوں نے بھی سب سن لی جیسے کھل کھلا کر ہنسنے میں سب پاس والے سن لیتے ہیں اس سے بھی وضوء ٹوٹ جاتا ہے اور نماز بھی ٹوٹ گئی اور اگر ایسا ہو کہ اپنے آپ کو تو ہنسی کی آواز سنائی دے مگر سب پاس والے نہ سن سکیں، اگر بہت ہی پاس والے سن لیں تو اس سے نماز ٹوٹ جائے گی وضوء نہ ٹوٹے گا۔ اور اگر ہنسی میں فقط دانت کھل گئے آواز بالکل نہیں نکلی تو نہ وضوء ٹوٹا نہ نماز گئی، نیز اگر چھوٹا بچہ یا بچی جو ابھی جوان نہ ہوئے ہوں زور سے نماز میں ہنسے یا سجدہ تلاوت میں بالغ کو ہنسی آئے تو وضوء نہیں جاتا ہاں وہ سجدہ اور نماز جاتی رہے گی جس میں ہنسی آئی ہے۔ (بہشتی زیور ص ۵۲ جلد اول بحوالہ عالمگیری)

مسئلہ :۔ جنازے کی نماز اور تلاوت کے سجدے میں قہقہہ لگانے سے وضوء نہیں جاتا، بالغ ہو یا نابالغ۔ (منیہ ص ۴۷ باب ما ینقض الوضوء)

مسئلہ :۔ بالغ کے ہنسنے میں یہ بھی شرط ہے کہ یہ ہنسی رکوع اور سجدے والی نماز میں آئی ہو، (خواہ وہ ہنسی دیر تک نہ رہی ہو)۔ سجدہ تلاوت، نماز جنازہ وغیرہ میں قہقہہ سے سجدہ

اور نماز جنازہ تو باطل ہو جاتا ہے لیکن وضوء نہیں ٹوٹتا۔ اور اگر نماز سے خارج ہونے کے ارادہ سے سلام کی بجائے قصداً قہقہہ لگا دیا تو وضوء تو ٹوٹ جائے گا لیکن نماز فاسد نہ ہوگی یعنی نماز ہو جائے گی کیونکہ حنفیہ کے نزدیک سلام کے علاوہ کسی اور طریقہ سے بھی خروج من الصلوٰۃ یعنی نماز کو کسی اور طریقہ سے بھی ختم کیا جا سکتا ہے۔

(کتاب الفقہ ص۱۴۳ جلد اول وعلم الفقہ ص۷۰ واحسن الفتاوی ص۲۴ جلد۲ بحوالہ ردالمحتار ص۱۴۴ جلد اول)

لیکن (ایسا کرنا اچھا نہیں کیونکہ نماز ایک عبادت ہے اور یہ طریقہ غیر مناسب ہے۔

محمد رفعت قاسمی غفرلہ)

مسئلہ :۔ ہنسی کی تین قسمیں ہیں۔ ایک قہقہہ کہ دوسرا بھی اس کی ہنسی کو سنے۔ دوسری قسم ضحک کہ وہ ہنسی خود سنے، دوسرا نہ سنے۔ تیسری قسم تبسم جس میں مطلق آواز نہ ہو صرف دانت کھل جائیں (جس کو مسکرانا بھی کہتے ہیں) قہقہہ سے نماز اور وضوء، دونوں باطل ہوتے ہیں، ضحک سے نماز باطل ہوتی ہے، وضوء باطل نہیں ہوتی۔ اور تبسم سے نہ نماز جاتی ہے اور نہ وضوء۔

(درمختار اردو ص۱۱ جلد اول)

مسئلہ :۔ بالغ آدمی رکوع وسجدہ والی نماز میں زور سے ہنسے، جس کے لئے اس نے مستقل طور پر وضوء یا تیمم کیا ہو، پھر وہ اس نماز میں حقیقتاً ہو یا حکماً ہو، حکماً کی صورت یہ ہے کہ نماز پڑھتے ہوئے اسے حدث ہوا جس سے وضوء ٹوٹ گیا، چنانچہ وہ خاموشی سے نماز چھوڑ کر وضوء کرنے کے لئے چلا کہ وضوء کر کے بقیہ نماز پوری کر لے، وضوء کر کے آ رہا تھا کہ کسی بات پر وہ زور سے ہنسنے لگا، تو یہاں گو حقیقتاً نماز کے حکم میں نہیں ہے مگر حکماً نماز ہی میں ہے اس لئے کہ پہلی نماز پر بنیاد رکھنے والا تھا تو ان دونوں صورتوں میں اس نمازی کا وضوء ٹوٹ جائے گا۔

اور زور سے ہنسنا اسے کہا جاتا ہے کہ جسے اس کے آس پاس والا سنے۔

مسئلہ :۔ اگر مقتدی کا امام نماز میں زور سے ہنسا یا عمداً اس نے حدث کیا پھر اس کے بعد مقتدی زور سے ہنسا، خواہ وہ مقتدی مسبوق ہی کیوں نہ ہو تو اس حالت میں مقتدی کا وضو قہقہہ سے نہیں ٹوٹے گا۔ اس وجہ سے کہ جب امام زور سے ہنسا یا اس نے جان بوجھ کر حدث کیا تو نماز باطل ہوگئی، اب مقتدی جب زور سے ہنسا تو وہ ہنسنا نماز کے خارج میں پایا گیا، اور نماز سے باہر زور سے ہنسنے سے وضوء نہیں ٹوٹتا ہے۔

مسئلہ :۔ اگر امام نے قصداً نماز میں کلام کیا، اور پھر مقتدی قہقہہ مار کر ہنسا تو مقتدی کا وضوء نہیں ٹوٹے گا۔

مسئلہ :۔ سلام پھیرنے کے وقت قصداً قہقہہ لگائے، یہاں پر قصداً و عمداً کی قید اس لئے لگائی گئی ہے کہ ''خروج بصنعہ'' یعنی اپنے فعل سے نماز سے باہر آنا پایا جائے تو اس صورت میں نماز باطل نہیں ہوگی، مگر وضوء جاتا رہے گا۔ نماز اس وجہ سے باطل نہیں ہوگی کہ نماز کے اخیر میں قہقہہ پایا گیا ہے، اور یہ جو کہا کہ سلام پھیرنے کے وقت امام نے قہقہہ لگایا پھر مقتدی نے لگایا تو وضوء نہیں ٹوٹے گا لیکن اگر امام نے عمداً (جان بوجھ کر) کلام کیا، اس کے بعد مقتدی زور سے ہنسا تو مقتدی کا وضوء نہیں ٹوٹے گا، یہاں پر یہ بتایا کہ قہقہہ اور کلام میں فرق ہے، کلام نماز کو قطع (ختم) کر دیتا ہے۔ لہٰذا اس صورت میں جب طہارت (پاکی) ختم نہیں ہوئی تو مقتدی کی نماز فاسد نہیں ہوئی اور قہقہہ نماز کے اندر پایا گیا، اور جو قہقہہ نماز کے اندر ہو وہ وضوء کو توڑ دیتا ہے، بخلاف پہلی صورت کے کہ امام نے قہقہہ لگایا عمداً حدث کیا تو اس کی وجہ سے اس کی طہارت (پاکی) جاتی رہی تو اب اس حال میں مقتدی کا قہقہہ حالت نماز میں نہیں پایا گیا، لہٰذا اس سے اس کا وضوء نہیں ٹوٹے گا۔

(کشف الاسرار ترجمہ درمختار ص ۱۲ جلد اول و علم الفقہ ص ۶۵ جلد اول)

پیٹ میں قراقر ہونا یا ریح روکنا

مسئلہ :۔ وضوء کرتے ہوئے یا نماز پڑھتے ہوئے ریح کو روک لیا اور خارج نہ ہونے دیا تو وضوء باقی ہے اور نماز صحیح ہے، اس لئے کہ ریح کا نکل جانا ہے ناقص وضوء۔

(فتاوی دار العلوم ص ۱۴۶ جلد اول بحوالہ رد المحتار ص ۱۲۶ جلد اول)

(اگر نماز پڑھنے میں دھیان بٹے تو نماز مکروہ ہو جائے گی۔ رفعت قاسمی)

مسئلہ :۔ اگر ریح نکلنے کا یقین ہو جائے خواہ آواز اور بدبو ہو یا نہ ہو، اور وہ شخص معذور نہ ہو تو وضوء پھر کرنا چاہیے۔ اور اگر محض شبہ ہو اور اختلاج سا ہو تو وضوء نہیں گیا، نماز صحیح ہے۔

(فتاوی دار العلوم ص ۱۴۸ جلد اول بحوالہ عالمگیری فصل ثانی سنن وضوء ص ۸ جلد اول)

مسئلہ :۔ اگر کسی وقت پیٹ میں قراقر ہو کر شبہ ہو جائے تو اس قسم کے شک سے وضوء ہرگز نہیں ٹوٹتا جب تک ریح (ہوا) نکلنے کا یقین نہ ہو جائے، آواز سن لے یا بدبو آ جائے۔ غرض یہ

کہ کسی طرح یقین ہو جائے کہ ریح نکل گئی، جب تک شک رہتا ہے وضوء نہیں ٹوٹتا، نماز درست اور صحیح ہو جاتی ہے۔

(الجواب المتین ص ۱۰ و مظاہر حق ص ۳۳۲ جلد اول وفتاویٰ رشیدیہ ص ۲۸۳ جلد اول)

ریح نکلنے سے وضوء کیوں ٹوٹتی ہے؟

سوال: ۔ مسئلہ یہ ہے کہ اگر وضوء، ہوا خارج ہونے کی وجہ سے ٹوٹی تو صرف وضوء کرے۔ معلوم یہ کرنا ہے کہ جہاں سے ہوا نکلی ہے اس کو تو دھویا نہ جائے، اس کے علاوہ وضوء کر لیا جائے، وجہ کیا ہے؟

جواب: ۔ اس کی وجہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان نہیں فرمائی، صرف وضوء کا حکم فرمایا ہے۔ کسی کی جرأت ہے جو اس کی وجہ دریافت کرے، یہ امر تعبدی ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۱۱۵ جلد ۷ ہدایہ ص ۸ جلد اول)

ریح (ہوا) کے نکلنے سے بدبو کی وجہ سے اندرونی حالت نفس کو ایک قسم کی نجاست ویبوست وضعف لاحق ہوتا ہے (اضمحلال وکدورت) اور فرشتوں سے دوری ہو جاتی ہے اور شیاطین وجنات اس کو گھیر لیتے ہیں، اس کے بعد وضوء کرنے کا حکم ہوا کیونکہ وضوء سے نجاست ویبوست وضعف دور ہو جاتا ہے اور فرشتوں سے قرب اور شیاطین وخبائث سے دوری حاصل ہوتی ہے۔ (المصالح العقلیہ ص ۳۵)

مسئلہ : ۔ ریح ناقص وضوء تو ہے مگر نجاست غلیظہ نہیں ہے بلکہ طاہر (پاک) ہے (جبکہ نجاست اس کے ساتھ نہ نکلے تو) اس کے نکلنے سے کپڑا ناپاک نہیں ہوتا۔

(کشف الاسرار ص ۸۳ جلد ۲)

مسئلہ : ۔ ہر وہ چیز نجاست غلیظہ ہے جو آدمی کے بدن سے نکلے اور وضوء یا غسل کو واجب کرنے والی ہو (علاوہ ریح کے) چنانچہ پیشاب، منی مذی، ودی، پیپ، منہ بھر کر قے، خون بہتا ہوا، حیض ونفاس کا خون، یہ ساری چیزیں نجاست غلیظہ ہیں، علاوہ شہید کے اس خون کے جو اس کے بدن پر ہے کہ یہ پاک ہے۔ (کشف الاسرار ص ۸۴ جلد ۲)

کیا وریدی انجکشن ناقض وضوء ہے؟

مسئلہ: ۔ ورید (INTERVENOUS) انجکشن میں سوئی کے ورید میں پہنچنے کا یقین حاصل کرنے کا صرف یہی ذریعہ ہے کہ پچکاری میں خون آجائے، جب تک پچکاری میں خون نظر نہیں آتا اس وقت تک دوا بدن میں داخل نہیں کی جاتی، عضلاتی اور جلدی انجکشن میں خون نہیں نکلتا اسلئے صرف وریدی انجکشن ناقض وضوء ہے (یعنی وضوء توڑنے والا ہے) عضلاتی اور جلدی نہیں۔

باقی رہا تداوی بالمحرم کا مسئلہ تو اگرچہ پچکاری میں خون نکل کر دوا کے ساتھ شامل ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے دوا نجس ہو جاتی ہے لیکن انجکشن خارجی استعمال میں داخل ہے یہی وجہ ہے کہ انجکشن سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اور خارجی طور پر تداوی بالمحرم جائز ہے۔

(احسن الفتاویٰ ص ۴۴ جلد ۲)

مسئلہ: ۔ اگر کسی نے سوئی کی نوک چبھوئی، اس کی وجہ سے خون نکلا، مگر اپنی جگہ سے وہ نہیں بہا، تو یہ بھی ناقض وضوء نہیں ہے۔ (کشف الاسرار ص ۱۸ جلد اول)

مسئلہ: ۔ وضوء ٹوٹنے (نقض وضوء) کے لئے خون کا نکلنا اور نکالنا دونوں برابر ہیں، لہذا جس طرح خون نکلنا ناقض وضوء ہے اسی طرح خون نکالنے سے بھی وضوء ٹوٹ جاتا ہے۔ اسی لئے وریدی انجکشن بھی ناقض وضوء ہے۔ یعنی وضوء ٹوٹ جاتا ہے۔

(احسن الفتاویٰ ص ۲۷ جلد ۲ بحوالہ ردالمحتار ص ۱۲۷ جلد اول)

مسئلہ: ۔ انجکشن لگوانا یا بدن میں دوا، خون، گلوکوز چڑھوانا، اگر ان چیزوں کے استعمال سے خون پیپ وغیرہ کچھ بدن سے نہ نکلے تو وضوء نہیں ٹوٹے گا۔ اس لئے کہ ناقض وضوء خروج نجاست ہے (یعنی گندگی کے نکلنے سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے) اور وہ یہاں پر نہیں پایا گیا۔ لیکن اگر انجکشن کے ذریعہ خون بدن سے نکالنا مقصود ہو تو اس سے وضوء ٹوٹ جائے گا۔ یہ ناقض وضوء ہے۔ (نظام الفتاویٰ ص ۴۴ جلد اول بحوالہ عالمگیری ص ۶ جلد اول و درمختار ص ۹۰ جلد اول)

مسئلہ: ۔ انجکشن اور جونک کے ذریعہ خون نکالنے سے اگر نکلا ہوا خون بہہ پڑنے کی مقدار

ہوتو وضوء ٹوٹ جائے گا۔

کبیری میں ہے کہ فصد لگایا اور بہت سارا خون زخم سے نکلا اور زخم کے ظاہری حصے پر ذرہ برابر بھی خون نہیں لگا، اس سے وضوء ٹوٹ جائے گا۔

پہلے زمانہ میں آلہ فصد (انجکشن کی طرح) سینگی تھی، آج کے جدید دور میں انجکشن اسی آلہ فصد کی بدلی ہوئی صورت ہے۔ جونک (خون چوسنے والا جانور) کے ذریعہ خون نکالا جاتا ہے، اس کا بھی یہی حکم ہے۔

(فتاوی رحیمیہ ص ۲۶۸ جلد ۴ بحوالہ در مختار ص ۱۲۹ جلد اول وکبیری ص ۱۳۴)

وریدی انجکشن رگ میں لگنے والا INTERVENOUS گوشت میں لگنے والا عضلاتی MUSCULLAR جلد میں لگنے والا جلدی SUBQUITENIUS محمد رفعت قاسمی)

کیا مخصوص حصہ کو چھونے سے وضوء ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ :۔ عضو مخصوص کو چھونے سے وضوء نہیں ٹوٹتا۔ اگرچہ شہوت کے ساتھ ہو (جبکہ مذی وغیرہ نہ نکلی ہو) خواہ ہتھیلی سے چھوا جائے یا انگلیوں کے اندرونی جانب سے۔

مسئلہ :۔ اسی طرح بدن کے کسی بھی حصے کو چھونے سے وضوء نہیں ٹوٹتا، چنانچہ اگر کسی نے اپنے پاخانے کے مقام کو ہاتھ لگایا تو وضوء نہیں ٹوٹے گا، لیکن اگر انگلی یا کوئی اور چیز مثلاً حقنہ (دوائی چڑھانے کی نلکی) کا سرا داخل کیا گیا اور وہ چھپ گیا تو وضوء ٹوٹ جائے گا کیونکہ یہ عمل اندرونی حصے میں کچھ ڈالنے اور نکالنے کے برابر ہے جو نواقض وضوء میں سے ہے یعنی وضوء ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ :۔ اگر کچھ حصہ داخل ہوا اور غائب نہیں ہوا تھا کہ اس کو نکال لیا تو دیکھنا چاہیئے کہ اگر وہ تر (بھیگا ہوا) ہے یا اس میں بدبو ہے تو وضوء ٹوٹ جائے گا ورنہ نہیں۔ اسی طرح عورت اگر اپنی انگلی یا روئی وغیرہ اندر نہانی (شرم گاہ) میں ڈالے اور تر نکلے تو وضوء ٹوٹ جائے گا ورنہ نہیں۔ (کتاب الفقہ ص ۱۴۰ جلد اول ومظاہر حق ص ۳۳۷ جلد اول)

مسئلہ:۔ شرم گاہ کو ہاتھ لگانے سے وضوء نہیں ٹوٹتا جبکہ مذی نہ نکلی ہو۔

(آپ کے مسائل ص ۴۱ جلد ۲)

مسئلہ :۔ چھونا، اجزائے بدن میں سے کسی جزو بدن سے بھی ہو، ناقض وضوء نہیں ہے یعنی وضوء نہیں ٹوٹتا، خواہ چھونے والا اور جس کو چھوا گیا ہو دونوں برہنہ (ننگے) ہوں۔ چنانچہ اگر کوئی وضوء کر کے اپنی بیوی کے ساتھ ایک ہی پلنگ (بیڈ وغیرہ) پر لیٹ گیا اور وہ دونوں برہنہ تھے، اور ایک کا وجود دوسرے سے لگ گیا، تو دونوں میں سے کسی کا وضوء نہیں ٹوٹے گا، بشرطیکہ دو باتیں پیش نہ آئی ہوں۔ ایک یہ کہ مذی وغیرہ خارج نہ ہوئی ہو، دوسرے یہ کہ شرمگاہیں باہم (آپس میں) نہ لگی ہوں۔ اسی صورت میں مرد کا وضوء ٹوٹ جائے گا، اگر اس کو ایستادگی ہوئی اور دونوں کے درمیان بدن کی حرارت کے احساس سے مانع ہونے والی کوئی چیز حائل نہ رہی ہو۔ لیکن عورت کا وضوء محض شرمگاہوں کے باہم مس کرنے (چھونے ہی) سے ٹوٹ جائے گا جب کہ مرد کو ایستادگی ہوئی ہو۔

مسئلہ :۔ اگر دو عورتیں برہنہ حالت میں اکٹھی لیٹیں اور ان کی شرمگاہیں باہم مل جائیں تو دونوں کا وضوء ٹوٹ جائے گا۔ (کتاب الفقہ ص ۱۳۷ جلد اول، درمختار ص ۱۲ جلد اول)

مسئلہ :۔ دو بالغ آدمیوں کی شرمگاہیں مل جائیں خواہ دونوں مرد ہو یا عورتیں، یا ایک مرد اور دوسری عورت، بشرطیکہ درمیان میں کوئی ایسی چیز حائل نہ ہو جس کی وجہ سے ایک کو دوسرے کے جسم کی حرارت محسوس نہ ہو سکے۔

(علم الفقہ ص ۶۷ تا ۶۹ جلد اول و آپ کے مسائل ص ۳۸ جلد ۲)

مسئلہ :۔ مرد و عورت کے عضو مخصوص کو شرمگاہ کہا جاتا ہے، شہوت کے وقت ان میں قدرتی طور پر ابھار (ایستادگی) پیدا ہو جاتا ہے، اسے انتشار کہتے ہیں۔ اس کھلی مباشرت سے دونوں کا وضوء ٹوٹ جاتا ہے جب کہ دونوں کی شرمگاہیں انتشار کے ساتھ (درمیان میں کوئی چیز کپڑا وغیرہ حائل نہ ہوں) آپس میں مل جائیں چاہے مذی بھی نہ نکلے، خواہ یہ مباشرت (ملنا) دو عورتوں کے درمیان ہو، خواہ دو مردوں کے درمیان، یا ایک مرد اور ایک عورت کے درمیان۔

(درمختار ص ۱۲ جلد اول)

مسئلہ :۔ وضوء کے بعد کسی کا ستر (جسم کا وہ حصہ جس کا چھپانا ضروری ہے) دیکھ لیا یا اپنا ستر کھل گیا، یا بغیر کپڑوں کے (برہنہ) ننگے ہو کر غسل کیا تو اس کا وضوء درست ہے، پھر وضوء

دہرانے کی ضرورت نہیں ہے، البتہ بغیر مجبوری کے کسی کا ستر دیکھنا یا اپنا ستر دکھانا گناہ کی بات ہے۔ (بہشتی زیور ص ۵۳ جلد اول، فتاوی دار العلوم ص ۱۴۳ جلد اول)

مسئلہ :۔ مرد یا عورت کا ستر دیکھنے سے یا ستر برہنہ ہو جانے سے اپنا اپنا ستر دیکھنے سے وضوء نہ جائے گا۔ (علم الفقہ ص ۷۰ جلد اول)

مسئلہ :۔ وضوء کے دوران گھٹنے کھل جانے سے وضوء میں کوئی نقص نہیں آتا، البتہ دوسروں کے سامنے بلا ضرورت گھٹنے کھولنے کا سخت گناہ ہے۔

(احسن الفتاوی ص ۲۴ جلد ۲ فتاوی دار العلوم ص ۳۵ جلد اول)

مسئلہ :۔ مرد یا عورت اپنے خاص حصہ میں تیل یا کوئی دوا یا پانی ڈالیں یا پچکاری سے یا اور کسی طرح سے اور وہ باہر آئے تو اس سے وضوء نہ ٹوٹے گا، اس لئے کہ خاص حصہ میں نجاست نہیں رہتی، تا کہ یہ احتمال نہ ہو کہ یہ تیل وغیرہ اس نجاست پر ہو کر واپس آیا ہے۔

(علم الفقہ ص ۷۰ جلد اول)

مرد یا عورت اپنے خاص حصہ میں جاذب وغیرہ رکھیں

مسئلہ :۔ مرد کو عورت یا عورت کا خاص حصہ یا کسی کا مشترک حصہ یا اپنا خاص حصہ چھونے سے وضوء نہ جائے گا، اور اسی طرح عورت کا وضوء مرد یا مرد کا خاص حصہ یا مشترک حصہ یا اپنا خاص حصہ یا مشترک حصہ چھونے سے نہ جائے گا۔

مسئلہ :۔ اگر کوئی مرد یا عورت اپنے خاص حصہ میں کوئی چیز روئی، کپڑے وغیرہ کے رکھ لیں اور نجاست (ناپاکی) اندر سے نکل کر اس کپڑے کو تر کر دے تو وضوء نہ جائے گا بشرطیکہ کپڑے کی باہر کی جانب اس نجاست کا کچھ اثر نہ ہو یا وہ کپڑا اس خاص حصہ میں اس طرح رکھا ہو کہ باہر سے نظر نہ آئے۔

مثال نمبر ۱:۔ کسی مرد نے اپنے خاص حصہ میں روئی رکھ لی اور پیشاب یا منی نے اپنے خاص مقام سے آ کر اس روئی یا کپڑے کو تر کر دیا مگر روئی کا وہ حصہ جو باہر سے دکھائی دیتا ہے تر نہیں ہوا یا وہ روئی اس خاص حصہ میں ایسا چھپی ہوئی ہو کہ باہر سے بالکل نظر نہیں آتی تو اس صورت میں اگر پوری روئی تر ہو جائے تب بھی اس مرد کا وضوء نہ جائے گا۔

مثال نمبر۲:۔ یا کسی عورت نے اپنے خاص حصہ میں روئی یا کپڑا رکھ لیا اور پیشاب یا حیض نے اپنے مقام سے آکر اس روئی کو تر کر دیا مگر اس روئی یا کپڑے کا وہ حصہ جو باہر سے دکھائی دیتا ہے تر نہیں ہو یا وہ روئی اس خاص حصہ میں ایسی چھپ گیا کہ باہر سے نظر نہ آتا ہو تو اس صورت میں اگر پوری روئی یا کپڑا تر ہو جائے تب بھی اس عورت کا وضوء نہ جائے گا۔

مسئلہ:۔ اگر کوئی مرد یا عورت اپنے مشترک حصہ میں روئی یا کپڑا وغیرہ رکھ لیں اور روئی یا کپڑے کا وہ حصہ جو اندر ہے نجاست سے تر ہو جائے مگر وہ حصہ جو باہر ہے تر نہ ہو یا وہ بھی تر ہو جائے اور وہ روئی وغیرہ مشترک حصہ میں ایسی چھپ گئی ہو کہ باہر سے نظر نہ آتی ہو تو ان سب صورتوں میں وضوء نہ جائے گا۔ (علم الفقہ ص ۷۱ جلد اول)

مسئلہ:۔ اگر کوئی شخص کسی مردہ جانور کے ساتھ برا کام کرے تو اس کا وضوء نہ جائے گا جب تک کہ مذی یا منی نہ نکلے۔

مسئلہ:۔ منی اپنے مقام سے نکلی مگر اس نے اپنے خاص حصہ کو اس زور سے دبا لیا کہ منی باہر بالکل نہیں نکلی تو وضوء نہ جائے گا۔ (اور غسل واجب نہ ہوگا)

مسئلہ:۔ اگر دو شخص اپنے خاص حصوں کو ملا دیں مگر درمیان میں مثل موٹے کپڑے وغیرہ کے کوئی ایسی چیز حائل ہو جو ایک کو دوسرے کے جسم کی حرارت (گرمی) نہ محسوس ہونے دے تو وضوء نہ جائے گا خواہ دونوں مرد ہوں یا دونوں عورتیں یا ایک عورت دوسرا مرد، بالغ ہوں یا نابالغ۔ (علم الفقہ ص ۷۲ جلد اول)

شرم گاہ میں انگلی کرنے پر وضوء کا حکم

مسئلہ:۔ اگر کسی نے اپنی بیوی کے شرمگاہ میں انگلی داخل کی تو عورت کا وضوء ٹوٹ گیا خواہ انگلی پر کپڑا ہو یا نہ ہو، اس لئے کہ جب انگلی نکلے گی تو اس پر نجاست ضرور لگی ہوگی اور خروج نجاست ناقض وضوء ہے۔ البتہ اگر انگلی فرج داخل میں یعنی گول سوراخ کے اندر نہیں گئی تو وضوء نہیں گیا۔ (احسن الفتاویٰ ص ۲۰ جلد اول ۲)

مسئلہ:۔ نماز کے دوران نماز میں پاخانہ کے مقام سے کیڑا باہر نکل آئے تو نماز اور وضوء ٹوٹ جائے گا، لہذا نماز نہ ہوگی۔ (احسن الفتاویٰ ص ۲۲ جلد ۲ بحوالہ ردالمحتار ص ۱۲۶ جلد اول)

شرمگاہ کے باہر کے حصہ پر انگلی لگانے پر وضوء کا حکم

سوال:۔ کیا یہ ہوسکتا ہے کہ کوئی سیلان کی مریضہ عورت نماز یا تلاوت کے دوران کچھ وقفے سے کھال کے اندر انگلی سے چھوکر دیکھ لیا کرے کہ آیا پانی نکلا ہے یا نہیں اور اگر اس نے اسی طریقہ سے دیکھا مگر جگہ بالکل پاک تھی تو اس صورت میں اس کی شرمگاہ دیکھنے اور چھونے سے وضوء ٹوٹے گا یا نہیں؟

جواب:۔ اس سے وضوء نہیں ٹوٹے گا، البتہ آگے گول سوراخ کے اندر انگلی داخل کرنے سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے، اس لئے کہ انگلی کے ساتھ اندرونی نجاست بھی باہر آئے گی۔

(احسن الفتاویٰ ص ۲۶ جلد ۲)

مسئلہ:۔ کسی نے وضوء کرنے کے بعد اپنی شرمگاہ پر تری دیکھی جو بہہ رہی تھی تو وہ دوبارہ وضوء کرے اور اگر اس کو یہ معلوم نہ ہوسکے کہ وہ ہے کیا؟ یعنی صرف وہم سا ہو، حقیقت کچھ نہ ہو تو توجہ نہ دے اور شیطانی وسوسہ سمجھ کر نظر انداز کردے۔ (کشف الاسرار ص ۱۸ جلد اول)

ناخن پالش کے ہوتے ہوئے وضوء کا حکم

مسئلہ:۔ آج کل عورتیں اپنے ناخنوں پر جو پالش لگاتی ہیں اس پالش کے ناخن پر موجود ہوتے ہوئے وضوء اور غسل صحیح نہیں ہوتا، اس لئے کہ اس کی وجہ سے پانی ناخن تک نہیں پہنچتا ہے۔ ایسی صورت میں عورتوں کی نماز صحیح نہیں ہوتی اور جتنی نمازیں اب تک پڑھی ہیں ان سب کا لوٹانا واجب ہے۔ (احسن الفتاویٰ ص ۲۶ جلد ۲ نماز مسنون ص ۲۷)

مسئلہ:۔ ایسی تزئین حرام ہے جو شرعی فرائض کی صحت سے مانع ہو جو چیزیں بدن تک پانی پہنچنے سے مانع ہوں ان کی موجودگی میں وضوء اور غسل صحیح نہیں ہوتا، اگر بال برابر بھی جگہ خشک رہ جائے گی تو وضوء اور غسل نہ ہوگا۔ حضرات فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے گندھے ہوئے خشک آٹے کو صحت وضوء سے مانع قرار دیا ہے، حالانکہ وہ ناخن پالش جتنا سخت نہیں ہوتا اور اس کی ضرورت بھی ہے تو ناخن پالش کی اجازت کیسے ہوسکتی ہے؟ جتنی بھی نمازیں ناخن پالش لگا کر پڑھی گئی ہیں وہ واجب الاعادہ ہیں اور ساتھ ساتھ توبہ واستغفار بھی کرے۔

(احسن الفتاویٰ ص ۲۷ جلد ۲ بحوالہ ردالمحتار ص ۱۴۳ جلد اول)

مسئلہ :۔ سرخی، پاؤڈر، کریم لگا کر وضوء ہو جاتا ہے جبکہ ان میں کوئی ناپاک چیز ملی ہوئی نہ ہو تو کوئی حرج نہیں ہے، اگر ناخن پالش کی طرح سرخی کی تہہ جم جاتی ہے تو وضوء اور غسل کے لئے اس کا اتارنا ضروری ہے (جب کہ پانی نہ پہنچتا ہو۔)

مسئلہ :۔ وضوء کرتے وقت عورت کے سر پر دوپٹہ اوڑھنا ضروری نہیں ہے لیکن عورت کو جہاں تک ہو سکے سر ننگا نہیں کرنا چاہیے، مگر وضوء ہو جائے گا۔ (آپ کے مسائل ص۳۳ جلد۲)

مسئلہ :۔ سر یا داڑھی پر مہندی خشک ہو جانے کے بعد وضوء صحیح ہونے کے لئے سوکھی ہوئی مہندی کا اتارنا ضروری ہے۔ (آپ کے مسائل ص۳۳ جلد۲)

(مہندی کا رنگ وضوء میں اور غسل میں خلل انداز نہیں ہوتا۔ رفعت)

مرض سیلان میں حفاظت وضوء کی تدبیر

سوال:۔ کسی عورت کو پانی (پیشاب گاہ سے) خارج ہوتا ہے لیکن اس کو یہ بالکل پتہ نہیں چلتا کہ پانی کس وقت اور کب آتا ہے جب تک وہ اس کو نہیں کو دیکھتی، کبھی تو کم بہتا ہے اور کبھی زیادہ، نماز کرنے سے پہلے اس نے دیکھا کہ تو کچھ بھی ناپاکی نظر نہ آئی لیکن نماز کے دس منٹ کے بعد دیکھا تو پانی نکلا ہوا تھا جو کہ کھال کے اندر تھا اور اس سے شلوار گیلی نہیں ہوئی تھی، نماز تقریباً پون گھنٹہ تک جاری رہی، پچیس منٹ بعد دیکھا تو پانی نکلا ہوا تھا، تو کیا اس صورت میں نماز ہو گئی یا نہیں؟

جبکہ اس کو یہ ہرگز خبر نہیں کہ یہ پانی دوران نماز خارج ہوا تھا یا نماز سے فارغ ہونے کے بعد، اگر اس سے نماز ٹوٹی ہے تو کیا ساری نماز جو اس وقت پڑھی گئی تھی لوٹائے یا صرف فرض؟

جواب:۔ جب نماز کے اندر وضوء، ٹوٹنے کا یقین نہ ہو نماز ہو جائے گی، ایسی مریضہ شرمگاہ کے اندر اسفنج رکھ لیا کرے، یہ پانی کو جذب کرتا رہے گا، جب تک اسفنج کے اس حصہ پر رطوبت نہیں آئے گی جو شرمگاہ کے گول سوراخ سے باہر ہے اس وقت تک وضوء نہیں ٹوٹے گا۔

(احسن الفتاویٰ ص۸ جلد۲)

مسئلہ :۔ اکثر عورتوں کے سفید رطوبت ہمیشہ بہتی رہتی ہے وہ خواہ کسی وجہ سے ہو، ناقض وضوء ہے (اس کے آنے اور نکلنے سے وضوء ٹوٹ جاتی ہے) اور ناپاک ہے، لیکن اگر یہ رطوبت ہر وقت بہتی رہتی ہو تو وہ عورت معذور ہے۔ (امداد الفتاویٰ ص۱۱۲ جلد اول)

بواسیر کی جو رطوبت باہر نہ آئے اس کا کیا حکم

سوال:۔ بواسیر کی پھنسی سے مواد نکلنے کے بعد داد کی طرح ہو جائے اور ان کے اندر رطوبت ہو مگر سائل نہ ہو (بہتی ہوئی نہ ہو) البتہ اٹھتے بیٹھتے کپڑے کو لگی ہو تو اس صورت میں کیا وضوء ٹوٹ جاتا ہے اور کپڑا ناپاک ہو جاتا ہے؟

جواب:۔ جو رطوبت زخم سے باہر نہ بہے اور سائل نہ ہو اس سے وضوء نہیں ٹوٹتا، اور کپڑا بھی ناپاک نہیں ہوتا کیونکہ قاعدہ کلیہ فقہاء لکھتے ہیں: مالیس بحدث لیس بنجس، پس جو صورت آپ نے تحریر فرمائی ہے اس میں وضوء نہ ٹوٹتا اور نہ کپڑا ناپاک ہوتا ہے۔

(فتاوی دار العلوم ص ۱۳۷ جلد اول بحوالہ رد المختار ص ۱۳۰ جلد اول باب نواقض الوضوء)

مسئلہ:۔ اگر کسی بواسیر والے کے بواسیر کے مسے باہر (مقعد سے) نکل آئے تو اگر اس نے اپنے ہاتھ سے اندر کر دیا تب تو اس کا وضوء ٹوٹ جائے گا اور اگر وہ خود اندر چلے گئے ہیں تو وضوء نہیں ٹوٹے گا، البتہ اگر نجاست ظاہر ہو تو وضوء ٹوٹ جائے گا، نیز اسی طرح کسی مقعد (پاخانہ کی مقام) سے کیڑے کا کچھ حصہ نکلا پھر وہ خود ہی اندر گھس گیا تو ناقض وضوء نہیں ہے۔ (جبکہ نجاست نہ کرے) (کشف الاسرار ص ۱۶ جلد اول)

مسئلہ:۔ بواسیر والے کے یا عام کسی آدمی کے مقعد (پاخانے کے مقام) سے کانچ نکل آئی تو اگر خود بخود نکل کر اندر چلی گئی تو وضوء نہیں ٹوٹتا جب تک نجاست ظاہر نہ ہو اور اگر ہاتھ یا کپڑا وغیرہ سے اندر کریں تو وضوء ٹوٹ جائے گا۔ (کشف الاسرار ص ۹۴ جلد اول)

پاگل اور مجنون کے وضوء کا حکم

مسئلہ:۔ اگر کسی کے حواس میں خلل ہو جائے لیکن یہ خلل جنون اور مدہوشی کی حد کو نہ پہنچا ہو تو وضوء نہ جائے گا۔ (علم الفقہ ص ۷۰ جلد اول)

مسئلہ:۔ بے عقل، مجنون، مرگی زدہ، مدہوش اور مخبوط الحواس پر وضوء واجب نہیں ہے۔ اگر وہ وضوء کریں گے تو وضوء صحیح نہ ہوگا، چنانچہ اگر کسی فاتر العقل نے وضوء کر لیا اور گھڑی بھر یعنی وضوء کرنے کے بعد اس مرض سے نجات ہو گئی تو اس وضوء سے نماز درست نہ ہوگی۔ اور جنون

زدہ انسان کا بھی یہی حکم ہے۔ (کتاب الفقہ ص ۸۲ جلد اول)

مسئلہ :۔ بے ہوشی، غشی اور جنون (پاگل پن والا) (اگر باوضوء ہوں تو) وضوء کو توڑ ڈالتے ہیں اور اس نشہ سے بھی ٹوٹ جاتا ہے جس سے آدمی جھومنے لگے، خواہ یہ نشہ بھنگ کھانے کی وجہ سے کیوں نہ ہوا ہو۔ (یا شراب وغیرہ سے) (درمختار اردو ص ۱۰ جلد اول)

مسئلہ :۔ پاگل کے لئے غسل مستحب ہے جس کو افاقہ ہو گیا ہو اور اسی طرح بے ہوش کے واسطے افاقہ کے بعد غسل مستحب ہے۔

مسئلہ :۔ اگر بے ہوشی ہوگئی یا جنون سے عقل جاتی رہی تو وضوء جاتا رہتا ہے چاہے بے ہوشی وجنون تھوڑی دیر ہی رہا ہو، اسی طرح اگر تمبا کو (بیڑی وسگریٹ) وغیرہ کوئی بھی نشہ کی چیز کھالی ہو اور اتنا نشہ ہو گیا کہ اچھی طرح چلا نہیں جاتا اور قدم ادھر ادھر بہکتا اور ڈگمگاتا ہے تو بھی وضوء جاتا رہا۔ (بہشتی زیور ص ۵۲ جلد اول بحوالہ عالمگیری باب ما ینقض الوضوء ص ۱۷ جلد اول۔ مظاہر حق جدید ص ۳۲۷ جلد اول)

مسئلہ :۔ وضوء کرنے کے بعد عقل جاتی رہے، خواہ جنون سے مرگی کے دورہ سے یا بے ہوشی سے، یا ایسی چیز کے استعمال کرنے سے جو عقل کھو دیتی ہے مثلاً شراب، گانجا اور بھنگ وغیرہ تمام غافل کرنے والی چیزیں، نیند بھی ان ہی میں سے ہے جن سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے، یہ اس لئے نہیں کہ نیند خود وضوء توڑنے والی ہے بلکہ اس لئے کہ نیند کی حالت میں وضوء توڑنے والی بات لاحق ہو سکتی ہے۔ (کتاب الفقہ ص ۱۳۱ جلد اول)

اور نیند کی وجہ سے اس کا علم نہیں رہے گا۔ (محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)

مسئلہ :۔ محض شراب پینے سے وضوء نہیں ٹوٹتا جب تک نشہ نہ ہو، البتہ منہ ناپاک ہو جاتا ہے اس لئے کہ شراب نجس ہے اور اس کا پینا حرام ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۳۶ جلد ۲)

مسئلہ :۔ ہمیشہ شراب پینے والے کے بدن سے پسینہ نکلے تو اس پسینہ کے نکلنے کی وجہ سے وضوء نہیں ٹوٹے گا۔ (علم الفقہ ص ۷۲ و ص ۷۳ جلد اول و کتاب الفقہ ص ۱۲ جلد اول)

مسئلہ :۔ کوئی گناہ کرنے سے یا کافر ہو جانے سے وضوء نہیں جاتا۔

مسئلہ :۔ حقہ، بیڑی، سگریٹ، پان سے وضوء نہیں ٹوٹتا (جبکہ نشہ کی وجہ سے عقل نہ جائے)

لیکن نماز سے پہلے منہ کی بدبو کا دور کرنا ضروری ہے، اگر منہ سے حقہ سگریٹ کی بدبو آتی ہو، تو نماز مکروہ ہو جاتی ہے۔ (آپ کے مسائل ص ۳۱ جلد ۳ و فتاویٰ دار العلوم ص ۱۳۳ جلد اول)

مسئلہ:۔ کسی نے وضوء کیا اور اس کے بعد اپنے کسی مسلمان بھائی کی غیبت کی یا جھوٹ بولا یا کافر ہو گیا تو اس کا وضوء نہیں جائے گا۔ (علم الفقہ ص ۷۳ جلد اول)

یعنی وہ غیبت کرنے والا اور جھوٹ بولنے والا اور کافر ہونے کے بعد مسلمان ہونے والا اسی وضوء سے نماز پڑھ سکتے ہیں بشرطیکہ اور کسی وجہ سے وضوء نہ ٹوٹا ہو۔ (رفعت قاسمی غفرلہٗ)

وضوء میں گرمی دانے سے پانی نکلنے کا حکم

مسئلہ:۔ موسم گرما اور برسات میں اکثر گرمی دانے نکل آتے ہیں اور کھجل دینے سے ان میں سے پانی نکلتا ہے، اگر دانہ ٹوٹنے سے پانی از خود نہیں بہا، بلکہ ہاتھ یا کپڑا لگنے سے پھیل گیا تو وضوء نہیں ٹوٹا، اور اگر پانی، زخم سے ابھر کر اوپر آ گیا اور دانہ سوراخ سے زائد جگہ میں پھیل گیا، مگر اوپر ابھرنے کے بعد نیچے نہیں اترا تو اس کے ناقض ہونے میں اختلاف ہے، راجح یہ ہے کہ ناقض نہیں ہے یعنی اس سے وضوء نہیں ٹوٹے گا۔

(احسن الفتاویٰ ص ۲۹ جلد ۲ بحوالہ رد المحتار ص ۱۲۵ جلد اول)

مسئلہ:۔ کھجلی کے دانوں سے بعض مرتبہ مسلسل پانی بہتا ہے، اگر وہ پانی اپنی جگہ سے بہہ جائے تو ناقض وضوء بھی ہے (یعنی جب وہ پانی زیادہ ہونے کی وجہ سے اپنی جگہ سے پھیل جائے تو وضوء ٹوٹ جائے گا) اور جس کپڑے پر لگ جائے وہ بھی نجس ہو جائے گا۔

(فتاویٰ محمودیہ ص ۳۲ جلد ۲)

مسئلہ:۔ اگر چھاتی سے پانی نکلتا ہے اور درد بھی ہوتا ہے تو وہ نجس ہے اس سے وضو جاتا رہے گا، اور اگر درد نہیں ہے تو نجس نہیں ہے اور اس سے وضوء بھی نہ ٹوٹے گا۔

(بہشتی زیور ص ۵۲ جلد اول بحوالہ درمختار ص ۱۷ جلد اول)

وضوء کرنے کے بعد کانچ نکل آئی

مسئلہ:۔ اگر کسی کے مشترک حصہ کا کوئی جزء باہر نکل آئے جس کو ہمارے عرف عام میں کانچ نکلنا کہتے ہیں تو اس سے وضوء جاتا رہتا ہے خواہ وہ خود بخود اندر چلا جائے یا کسی لکڑی،

کپڑے یا ہاتھ وغیرہ کے ذریعہ اندر پہنچایا جائے۔

(بہشتی زیور ص۱۳ جلد اول بحوالہ شامی ص۱۵۵، علم الفقہ ص۶۵ جلد اول)

مسئلہ:۔ جونک یا کھٹمل یا کوئی اور جانور اگر اس قدر خون پیئے کہ وہ جسم پر چھوڑا جائے تو اپنی جگہ سے بہہ کر دوسری جگہ چلا جائے گا تو وضوء ٹوٹ جائے گا۔ (علم الفقہ ص۶۵ جلد اول)

مسئلہ:۔ کسی نے جونگ لگوائی (ایک جانور ہوتا ہے چھپکلی سے چھوٹا، خون چوستا ہے) اور جونک میں اتنا خون بھر گیا کہ اگر بیچ میں اس کو کاٹ دیا جائے تو خون بہہ پڑے گا تو وضوء جاتا رہا اور اگر اتنا نہ پیا ہو بلکہ بہت کم پیا ہو تو وضوء نہیں ٹوٹا۔

مسئلہ:۔ مچھر، مکھی یا کھٹمل نے خون پیا تو وضوء نہیں ٹوٹا۔ (بہشتی زیور ص۱۵ جلد اول کبیری ص۳۴)

چچڑی، وضوء توڑنے میں جونک کی طرح ہے، اگر جونک اور چچڑی بڑی نہ ہوں کہ اس سے بہتا خون نہ نکلے تو اس کے کاٹنے سے وضوء نہیں ٹوٹتا جیسے مچھر اور مکھی کہ ان کے کاٹنے سے وضوء نہیں ٹوٹتا کیونکہ ان میں بہنے والا خون نہیں ہوتا۔ (محمد رفعت قاسمی غفرلہ)

وضوء میں پھوڑے اور پھنسی سے متعلق مسائل

مسئلہ:۔ کسی نے اپنے پھوڑے یا چھالے کے اوپر کا چھلکا یعنی کھوڑن نوچ ڈالا اور اس کے نیچے خون یا پیپ دکھلائی دینے لگی لیکن وہ خون، پیپ اپنی جگہ پر ٹھہرا ہوا ہے کسی طرف نکل کے بہا نہیں تو وضوء نہیں ٹوٹا اور اگر بہہ پڑا تو وضوء ٹوٹ گیا۔

مسئلہ:۔ کسی کے پھوڑے میں بڑا گہرا گھاؤ ہو گیا تو جب تک خون، پیپ اسی گھاؤ کے سوارخ کے اندر ہی اندر ہے، باہر نکل کر بدن پر نہ آئے، اس وقت تک وضوء نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ:۔ اگر پھوڑے پھنسی کا خون خود سے نہیں نکلا، بلکہ اس نے دبا کر نکالا ہے تب بھی وضوء ٹوٹ جائے گا جبکہ وہ خون بہہ جائے۔

مسئلہ:۔ اگر کسی کے زخم سے ذرا سا خون نکلنے لگا، اس نے اس پر مٹی ڈال دی یا کپڑے سے پونچھ لیا، پھر اس کے بعد ذرا سا نکلا پھر اس نے پونچھ ڈالا، اسی طرح کئی دفعہ کیا کہ خون بہنے نہ پایا تو دل میں سوچے (خیال کرے) اگر ایسا معلوم ہو کہ اگر یہ پونچھا نہ جاتا تو بہہ پڑتا تو وضوء ٹوٹ جائے گا اور اگر ایسا نہ ہو کہ پونچھا نہ جاتا تب بھی نہ بہتا تو وضوء نہ ٹوٹے گا۔

(بہشتی زیور ص۵۰ جلد اول بحوالہ ردالمختار ص۱۷ جلد اول و شرح تنویر ص۲۵ جلد اول و کتاب الفقہ ص۱۲۹ جلد اول)

مسئلہ :۔ کسی کے پھوڑا یا پھنسی ہو اور اس سے خون پیپ نکلتا ہے، اسی وجہ سے اس پر روئی (وغیرہ) رکھ کر پٹی باندھ دی ہے، اندر اندر خون نکلتا رہتا ہے پٹی باندھنے کی وجہ سے باہر نہیں آتا، اگر اتنا خون نکلے کہ اسے روکا نہ جاتا تو زخم کے مقام سے آگے بڑھ جاتا تو وضوء ٹوٹ جائے گا۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۶۸ جلد ۴، بحوالہ کبیری ص ۱۳۰ و شامی ص ۱۲۹ جلد اول و علم الفقہ ص ۶۵ جلد اول)

مسئلہ:۔ زندہ آدمی کے جسم سے اگر خون یا پیپ یا کوئی ناپاک چیز نکلے تو وضوء ٹوٹ جاتا ہے بشرطیکہ کوئی چیز انسان کے جسم سے ٹپک جائے یا اپنے مقام سے بہہ کر اس مقام پر پہنچ جائے جس کا دھونا وضوء یا غسل میں فرض یا واجب ہے۔

مسئلہ :۔ اگر زندہ آدمی کے جسم سے کوئی ناپاک چیز نکلے اور اپنے مقام سے نہ بہے مگر ایسی ہو کہ اگر وہ جسم پر چھوڑ دی جائے تو ضرور اپنی جگہ سے بہہ کر دوسری جگہ چلی جائے تو وضوء ٹوٹ جائے گا۔ (علم الفقہ ص ۶۵ جلد اول)

مسئلہ :۔ جسم کے کسی حصہ سے سپید پانی نکلے اور اس کے نکلنے سے انسان کو تکلیف ہو تو وضوء ٹوٹ جائے گا خواہ ظاہر میں کوئی زخم معلوم ہوتا ہو یا نہیں اور اگر اس کے نکلنے سے تکلیف نہ ہو مگر کوئی طبیب (ڈاکٹر وغیرہ) حاذق تجویز کرے یا اور کسی طریقہ سے معلوم ہو جائے کہ یہ پیپ ہے اور کسی زخم سے آئی ہے تب بھی وضوء ٹوٹ جائے گا۔ (علم الفقہ ص ۶۶)

وضوء میں زخم سے متعلق مسائل

مسئلہ :۔ اگر کسی کے کوئی زخم ہو، اس میں سے کیڑا نکلے یا کان سے نکلا، یا زخم میں سے کچھ گوشت کٹ کر (از خود) گر پڑا اور خون نہیں نکلا تو اس سے وضوء نہیں ٹوٹتا۔

(بہشتی زیور ص ۴۹ جلد اول، مظاہر حق جدید ص ۳۲۷ جلد اول)

مسئلہ:۔ اگر زخم کو پانی نقصان دیتا ہے تو اس جگہ کو دھونے کی بجائے اس پر مسح کر سکتے ہیں۔

مسئلہ :۔ اگر زخم میں سے خون ہر وقت رستا رہتا ہے اور کسی وقت بھی موقوف نہیں ہوتا تو ہر نماز کے پورے وقت کے اندر ایک بار وضوء کر لینا کافی ہے اور کبھی رستا ہے اور کبھی نہیں تو جب بھی خون نکل کر بہہ جائے تو دوبارہ وضوء کرنا ہوگا۔ (آپ کے مسائل ص ۳۷ جلد ۲)

مسئلہ :۔ زخم سے خون وغیرہ نکل کر زخم ہی میں رہے اور زخم ایسا ہو کہ جس کا دھونا نقصان

کرے تو وضوء نہ جائے گا۔ (علم الفقہ ص ۷۱ جلد اول)

مسئلہ :۔ اعضائے وضوء پر اگر زخم ہو اور وضوء کے بعد اس زخم کے اوپر کی کھال (کھرٹن وغیرہ) الگ کردی جائے تو اس سے وضوء نہ جائے گا اور نہ اس مقام کو دوبارہ دھونے کی ضرورت ہوگی، خواہ جلد (کھال کھرٹن) کے جدا ہونے میں تکلیف ہو یا نہ ہو۔

(علم الفقہ ص ۷۲ جلد اول)

مسئلہ :۔ اگر کسی نے فصد کرائی (زخم وغیرہ سے خون نکلوایا) یا نکسیر پھوٹی یا چوٹ لگی اور خون نکل آیا یا پھوڑے پھنسی سے یا بدن بھر میں اور کہیں سے خون نکلا یا پیپ نکلی تو وضوء ٹوٹ جاتا ہے، البتہ اگر زخم کے منہ پر ہی رہے، زخم کے منہ سے آگے نہ بڑھے تو وضوء نہیں گیا۔

مسئلہ :۔ اگر کسی کے سوئی چبھ گئی اور خون نکل آیا لیکن بہا نہیں تو وضوء نہیں ٹوٹا اور اگر ذرا بھی بہہ پڑا تو وضوء ٹوٹ گیا۔ (بہشتی زیور ص ۵۰ جلد اول۔ بحوالہ غنیۃ ص ۱۲۸)

مسئلہ :۔ اگر زخم پر پٹی باندھی اور خون وغیرہ کی تراوٹ پٹی پر ظاہر ہوگئی تو اب وضوء نہ رہا کیونکہ وضوء کرنے کے بعد خون وغیرہ ظاہر ہونے سے وضوء ٹوٹ جائے گا کیونکہ یہ تراوٹ بجائے بہنے کے ہے، اور یہ پٹی نہ ہوتی تو خون بہہ جاتا۔ (کشف الاسرار ص ۹۴ و رکن دین ص ۶)

مسئلہ :۔ اگر کسی کے ایسا زخم تھا کہ ہر وقت بہا کرتا تھا، اس نے وضوء کیا، پھر دوسرا زخم پیدا ہوگیا اور وہ بہنے لگا تو وضوء ٹوٹ گیا، پھر سے وضوء کرے۔

(بہشتی زیور ص ۵۴ جلد اول۔ بحوالہ شرح البدایہ ص ۶۷ جلد اول و کتاب الفقہ ص ۸۰ جلد اول)

مسئلہ :۔ ایک زخم سے خون رستا رہتا ہے اور کپڑے کو لگتا رہتا ہے مگر بہتا نہیں تو ایک مجلس میں مختلف دفعات میں کپڑے پر لگنے والے خون کا اندازہ کیا جائے، اگر یہ مجموعہ اس قدر نظر آئے کہ اگر کپڑا اس کو جذب نہ کرتا تو خون بہہ پڑتا تو وضوء ٹوٹ جائے گا ورنہ نہیں، اگر ایک مجلس میں تو اتنا خون کپڑے پر نہیں لگا مگر مختلف مجالس کا مجموعہ اتنا ہوگیا تو وہ ناقض نہیں ہے۔ (یعنی اس سے وضوء نہیں ٹوٹے گا۔) (احسن الفتاویٰ ص ۳۸ جلد ۲۔ بحوالہ ردالمحتار ص ۱۲۵ جلد اول)

مسئلہ :۔ زخم کے دبنے یا دبانے سے اگر رطوبت سائلہ (بہنے والی) نکلے جو کہ موقع زخم سے باہر بہہ جائے تو وضوء ٹوٹ جاتا ہے اور اگر نکل کر زخم ہی میں رہے تو وضوء نہیں ٹوٹتا۔ الغرض بلا قصد دب جانا یا قصداً دبانا برابر ہے۔ اور اگر خود دب کر بہنے والی رطوبت باہر نکل آئے جو

دبا کر نکالی جائے اور بہے زخم سے باہر تک تو وضوء ٹوٹ جائے گا۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۱۳۷ جلد اول و ص ۳۱۹ جلد اول، بحوالہ ردالمحتار ص ۱۲۷ جلد اول)

وضوء میں آنکھ سے پانی نکلنے سے متعلق مسائل

مسئلہ:۔ تیز روشنی سے، دھوپ کی تپش سے، پیاز کاٹنے سے، نماز میں کھانسی روکنے سے، آنکھوں میں سے پانی نکل آنا ناقض وضوء نہیں ہے، یعنی اس سے وضوء نہیں ٹوٹتی۔ اگر آنکھ دکھنے آئی اور اس وقت چکنا پانی یا پیپ نکلے تو وضوء ٹوٹ جاتا ہے، بلا درد اور بغیر تکلیف کے پانی نکلے اس سے وضوء نہیں ٹوٹتا۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۷۶ جلد ۳، بحوالہ درمختار ص ۱۳۷ جلد اول)

مسئلہ:۔ پاک چیز کے نکلنے سے وضوء نہیں جاتا جیسے آنکھ سے آنسو یا جسم سے پسینہ۔

(علم الفقہ ص ۷۳ جلد اول و درمختار ص ۹۲ جلد اول)

مسئلہ:۔ آنکھ کے اندر اگر کوئی پھنسی، دانہ وغیرہ ٹوٹ گیا اور باہر نہیں نکلا تو وضوء نہیں ٹوٹا، اور اگر باہر نکل آیا تو وضوء ٹوٹ جائے گا۔ (شرح نقایہ ص ۹۷ علم الفقہ ص ۷۲ جلد اول)

مسئلہ:۔ اگر کسی کی آنکھ کے اندر کوئی دانہ وغیرہ تھا اور وہ ٹوٹ گیا، یا خود اس نے توڑ دیا اور اس کا پانی بہہ کر آنکھ میں تو پھیل گیا لیکن آنکھ سے باہر نہیں نکلا تو اس کا وضوء نہیں ٹوٹا، اور اگر آنکھ سے باہر وہ پانی نکل پڑا تو وضوء ٹوٹ گیا۔ (بہشتی زیور ص ۵۰ جلد اول)

مسئلہ:۔ سرمہ کی تیزی یا اس کی چوٹ سے جو پانی آنکھ سے نکلتا ہے اس سے وضوء نہیں ٹوٹتا۔ (فتاویٰ دار العلوم ص ۱۳۶ جلد اول بحوالہ ردالمحتار ص ۱۳۷ جلد اول کتاب الطہارت)

مسئلہ:۔ آنکھوں سے جو پانی درد کے ساتھ برآمد ہو اس سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۱۴۱ جلد اول)

مسئلہ:۔ وہ پانی جو دکھتی آنکھ سے نکلے جب تک متغیر نہ ہو مثلاً اس میں سرخی وغیرہ نہ ہو بلکہ صاف پانی ہو تو وہ ناقض نہ ہوگا اور نجس بھی نہ ہوگا۔ (فتاویٰ دار العلوم ص ۱۴۴ جلد اول بحوالہ ردالمحتار ص ۱۳۷ جلد اول و آپ کے مسائل ص ۳۷ جلد ۲ و فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۸۳ جلد اول)

مسئلہ:۔ نزلہ کی وجہ سے آنکھ سے پانی بہے تو وضوء نہ ٹوٹے گا اور اگر آنکھ سے پانی کسی زخم کی وجہ سے نکلے خواہ وہ زخم ظاہر میں معلوم ہوتا ہو یا کسی طبیب (ڈاکٹر وغیرہ) کی تشخیص سے معلوم

ہوتب تو اس پانی کے نکلنے سے وضوء ٹوٹ جائے گا۔ (بہشتی زیور ص ۵۲ جلد اول، تفصیل کے دیکھئے (فتاوی دار العلوم ص ۱۳۵ جلد اول وشامی ص ۱۳۷ جلد اول)

وضوء میں کان اور دانت سے متعلق مسائل

مسئلہ :۔ اگر کسی کے کان کے اندر دانہ ٹوٹ جائے تو جب تک خون، پیپ سوراخ کے اندر اسی جگہ تک رہے جہاں پانی پہنچانا غسل کرتے وقت فرض نہیں ہے تب تک تو وضوء نہیں ٹوٹتا اور جب ایسی جگہ پر آجائے کہ جہاں پانی پہنچانا فرض ہے تو وضوء ٹوٹ جائے گا۔

(بہشتی زیور ص ۵۰ جلد اول۔ بحوالہ ردالمختار ص ۱۷ جلد اول وشرح تنویر ص ۲۵۰ جلد اول وکتاب الفقہ ص ۱۲۹ جلد اول)

مسئلہ :۔ کسی کے کان میں درد ہوتا ہے اور کان سے پانی نکلا کرتا ہے تو یہ پانی جو کان سے بہتا ہے نجس ہے اگرچہ کچھ پھوڑا یا پھنسی نہ معلوم ہوتی ہو، پس اس کے نکلنے سے وضوء ٹوٹ جائے گا، جب کان کے سوراخ سے نکل کر اس جگہ تک آجائے جس کا دھونا غسل کرتے وقت فرض ہے۔

مسئلہ :۔ اسی طرح اگر ناف سے پانی نکلے اور درد بھی ہوتا ہو تو اس سے بھی وضوء ٹوٹ جاتا ہے۔ (بہشتی زیور ص ۵۲ جلد اول۔ بحوالہ درمختار ص ۱۷ جلد اول)

مسئلہ :۔ کان کے میل نکلنے سے وضوء نہیں ٹوٹتا، البتہ کان بہتے ہوں اور کان میں انگلی ڈالنے سے انگلی کو پانی لگ جائے تو وضوء ٹوٹ جائے گا اور وہ پانی بھی نجس ہے۔

(آپ کے مسائل ص ۴۳ جلد ۲)

مسئلہ :۔ اگر کان یا آنکھ میں کچھ درد تکلیف ہو اور اس وقت کان یا آنکھ سے مواد یا پانی خارج ہو اور ایسی جگہ تک آجائے کہ جس کا وضوء یا غسل میں دھونا ضروری ہے تو اس سے وضوء ٹوٹ جائے گا اور دوسرا وضوء کیئے بغیر نماز پڑھنا صحیح نہ ہوگا۔ اگر پڑھی ہو تو اس نماز کا لوٹانا ضروری ہوگا۔ اور اگر کچھ درد تکلیف نہ ہو، اور ایسے ہی پانی نکلے تو اس سے وضوء نہیں ٹوٹتا۔

(فتاوی رحیمیہ ص ۱۲۸ جلد ۷۔ بحوالہ درمختار ص ۱۳۷ جلد اول)

مسئلہ :۔ اگر کوئی شخص کسی چیز کو دانت سے کاٹے یا پکڑے اور اس پر خون کا اثر پایا جائے تو کپڑا یا ہاتھ دانتوں پر رکھ کر دیکھا جائے اگر اس پر خون نہ نکلے تو وضوء نہ جائے گا۔

(علم الفقہ ص ۷۰ جلد اول)

مسئلہ :۔ دانتوں میں کسی نے خلال کیا اور خلال میں خون کی سرخی دکھائی دی یا دانت سے کوئی چیز کاٹی اور اس چیز پر خون کا دھبہ معلوم ہوا لیکن تھوک میں خون کا رنگ بالکل معلوم نہیں ہوتا تو وضوء نہیں ٹوٹتا۔ (بہشتی زیور ص ۵۰ جلد اول بحوالہ در مختار ص ۱۶ جلد اول و کبیری ص ۱۳)

مسئلہ :۔ دانت سے خون نکلنے سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے۔ بشرطیکہ اتنا خون نکلا ہو کہ تھوک کا رنگ سرخی مائل ہو جائے یا منہ میں خون کا ذائقہ آنے لگے۔ (آپ کے مسائل ص ۳۷ جلد ۲)

مسئلہ :۔ اگر دانتوں پر مسی جم جائے تو وہ مانع وضوء نہیں ہے مگر مانع غسل ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۸۴ جلد اول)

مسئلہ :۔ اگر کسی شخص نے روٹی یا کوئی پھل وغیرہ کھایا، اس میں خون کا اثر نظر آیا جو مسوڑھوں سے آ رہا تھا تو اس کو چاہیئے کہ وہاں پر انگلی رکھ کر دیکھے، اگر انگلی میں خون کا اثر دکھائی دے تو وضوء ٹوٹ گیا، ورنہ نہیں۔ (کشف الاسرار ص ۱۸)

مسئلہ :۔ ڈکار آنے سے وضوء نہیں ٹوٹتا خواہ ڈکار بد بودار ہو۔ (علم الفقہ ص ۷۰ جلد اول)

وضوء میں بال اور ناخن وغیرہ سے متعلق مسائل

مسئلہ :۔ وضوء کرنے کے بعد ناخن کٹانے سے وضوء میں کوئی نقصان نہیں آتا اور نہ وضوء کو دہرانے کی ضرورت ہے۔ اور نہ اتنی جگہ کو پھر تر کرنے کی ضرورت ہے۔ وضوء باقی رہے گا۔

(بہشتی زیور ص ۵۳ جلد اول بحوالہ شرح تنویر ص ۱۵۰ و علم الفقہ ص ۷۳ جلد اول)

مسئلہ :۔ ناخن میں میل ہونے پر بھی وضوء ہو جاتا ہے، مگر ناخن بڑھانا خلاف فطرت ہے۔

(آپ کے مسائل ص ۴۳ جلد ۲)

مسئلہ :۔ اگر ناخن پر آٹا جم گیا ہو تو جب تک اس کو دھوئے گا نہیں اور دور نہیں کرے گا، وضوء نہ ہوگا۔ (شرح نقایہ ص ۷۳ جلد اول، در مختار ص ۱۹ جلد اول)

مسئلہ :۔ میل اور مٹی جو ناخنوں میں ہو وضوء اور غسل بغیر چھڑائے ہو جائے گا جبکہ اس کے نیچے پانی پہنچ جائے۔ (امداد الفتاویٰ ص ۳۶ جلد اول)

مسئلہ :۔ وضوء کرنے کے بعد بال کاٹنے یا ناخن تراشنے سے وضوء نہیں ٹوٹتا اسی طرح سینٹ وغیرہ لگانے سے بھی وضوء نہیں ٹوٹتا ہے۔ (آپ کے مسائل ص ۴۳ جلد ۳)

مسئلہ:۔ وضوء کرنے کے بعد اگر سر کے بال یا داڑھی کے بال یا بھنویں کٹوا دی جائیں تو اس سے وضوء یا سر کا مسح باطل نہ ہوگا یعنی اس جگہ کو دوبارہ دھونے کی ضرورت نہیں ہے۔

(علم الفقہ ص۳ جلد اول، کبیری ص۱۴۵)

وضوء میں تھوک، بلغم اور زکام سے متعلق مسائل

مسئلہ:۔ تھوک یا بلغم اگر کسی ایسی چیز کے ساتھ ہو مثلاً کھانے یا پت یا ایسی چیز کے ساتھ جو قے میں نکلے جب کہ وہ پاک ہو تو اس صورت میں اگر تھوک اور بلغم زیادہ ہو اور وہ چیز کم اور اس قدر ہو جس سے منہ نہ بھر سکے تو وضوء نہ جائے گا اور اگر تھوک اور بلغم اور وہ چیز برابر ہوں مگر دونوں میں کوئی اس قدر نہ ہو جس سے منہ بھر سکے تب بھی وضوء نہ جائے گا۔

(علم الفقہ ص۷۲ جلد اول)

مسئلہ:۔ تھوک یا بلغم نکلنے سے وضوء نہ جائے گا خواہ کتنا ہی کیوں نہ ہو یعنی منہ بھر کر بھی ہو تب بھی نہیں ٹوٹتا۔ (علم الفقہ ص۷۳ جلد اول وفتاویٰ دارالعلوم ص۱۴۲ جلد اول بحوالہ ردالمختار ص۱۲۸ جلد اول باب نواقض الوضوء، وبہشتی زیور ص۵۲ جلد اول)

مسئلہ:۔ تھوک خون میں ملا ہوا اگر خارج ہو تو جو غالب ہوگا اس کا حکم ہوگا۔

(شرح وقایہ ص۶۷ جلد اول)

مسئلہ:۔ خون ناک سے نکل کر نتھنے میں آجائے تو وضوء ٹوٹ جائے گا۔

(علم الفقہ ص۶۵ جلد اول)

نتھنا ناک کا نرم حصہ ہوتا ہے جس کا غسل میں دھونا واجب ہے۔ (محمد رفعت قاسمی غفرلہ)

مسئلہ:۔ قے میں اگر بلغم خارج ہو تو وضوء نہیں ٹوٹتا۔

(شرح نقایہ ص۱۱ جلد۱، ہدایہ ص۸ جلد۱، کبیری ص۱۲۹)

مسئلہ:۔ ناک سے اگر خون نکلے مگر اس مقام تک نہ پہنچے جو نرم ہے یعنی نتھنے تک نہ پہنچے تو وضوء نہیں ٹوٹے گا۔ (علم الفقہ ص۷۰ جلد اول)

مسئلہ:۔ کسی کے تھوک میں خون معلوم ہو تو اگر تھوک میں خون بہت کم ہے اور تھوک کا رنگ سفیدی یا زردی مائل ہے تو وضوء نہیں گیا، اور خون زیادہ ہے یا برابر اور رنگ سرخی مائل ہے

تو وضوء ٹوٹ گیا۔ (بہشتی زیور ص ۵۰ جلد اول، بحوالہ در مختار ص ۱۷ جلد اول)

مسئلہ:۔ بلغم کی قے وضوء کو مطلقاً نہیں توڑتی۔ (در مختار ص ۵ جلد اول ترجمہ اردو)

مسئلہ:۔ ناک کے راستہ سے جو تیل یا کوئی پتلی رقیق چیز دماغ کی طرف چڑھ جائے اور وہ پھر باہر نکل آئے تو اس سے وضوء نہیں ٹوٹتا اس لئے کہ وہ پاک جگہ سے خارج ہوئی ہے۔

(کشف الاسرار ص ۱۸ جلد اول)

مسئلہ:۔ اگر کسی نے ناک سنکی (صاف کی) اور اس میں جمے ہوئے خون کی پھٹکیاں نکلیں تو وضوء نہیں گیا۔ وضوء جب ٹوٹتا ہے کہ پتلا خون نکلے اور بہہ پڑے۔

مسئلہ:۔ کسی نے اپنی ناک میں انگلی ڈالی پھر جب اس کو نکالا تو انگلی میں خون کا دھبہ معلوم ہوا لیکن وہ خون بس اتنا ہی تھا کہ انگلی میں تو ذرا سا لگ جاتا ہے لیکن بہتا نہیں ہے تو اس سے وضوء نہیں ٹوٹتا۔ (بہشتی زیور ص ۵۰ جلد اول بحوالہ در مختار ص ۱۷ جلد اول وشرح تنویر ص ۲۵۰ جلد اول وکتاب الفقہ ص ۱۲۹ جلد اول)

مسئلہ:۔ زکام میں بلغم میں یا فضلہ ناک میں بستہ (جمے ہوئے) خون کا ریشہ آجاتا ہے، یہ بستہ خون ناقض وضوء نہیں ہے۔ یعنی اس سے وضوء نہیں ٹوٹتا۔

(فتاوی دار العلوم ص ۱۵۰ جلد اول، بحوالہ رد المختار ص ۱۲۷ جلد اول)

مسئلہ:۔ ناک میں اگر محض ریزش منجمد ہوگئی تو وہ ناقض وضوء نہیں ہے، اگر پیپ ہے تو وہ ناقض وضوء ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۳۹ جلد ۹)

مسئلہ:۔ جو پانی آنکھ، ناک، کان وغیرہ سے درد کے ساتھ نکلے وہ سب ناقض وضوء ہے۔

(کشف الاسرار ص ۹۴ جلد اول)

مسئلہ:۔ نزلہ اور زکام کی وجہ سے جو پانی ناک سے بہتا ہے وہ نجس اور ناپاک نہیں ہے کیونکہ یہ کسی زخم سے خارج نہیں ہوتا، نہ کسی زخم پر سے گزر کر آتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس سے وضوء نہیں ٹوٹتا۔ (آپ کے مسائل ص ۸۵ جلد ۳)

مسئلہ:۔ ماء رمد (آنکھ کا صاف پانی) اور زکام کا پانی ناقض وضوء نہیں ہے، اس لئے کہ منہ کی طرح ناک اور آنکھ اصلی رطوبت کا محل ہے، منہ میں زخم ہونے کی صورت میں جب تک پیپ کا یقین یا خون نظر نہ آئے اس وقت تک لعاب ناقض نہیں ہے اگرچہ کسی عارضہ کی وجہ

سے لعاب کثرت سے بہے، یہی حکم ناک، کان اور آنکھ کا ہونا چاہیئے ۔ (اور) ماہرین فن ڈاکٹروں سے تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ زکام اور رمدے کے پانی کا زخم کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ (احسن الفتاویٰ ص ۲۱ جلد۲ بحوالہ ردالمحتار ص ۲۲۳ جلد اول)

مسئلہ:۔ نکسیر پھوٹنے سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے۔ (آپ کے مسائل ص ۳۷ جلد۲)

وضوء میں قے سے متعلق مسائل

مسئلہ :۔ منہ بھر کر قے سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے اور منہ بھر قے کی تعریف یہ ہے کہ جس کے روکنے پر آدمی قادر نہ ہو، اور اگر تھوڑی تھوڑی قے کئی دفعہ ہو تو اس کے مجموعہ کا اعتبار کیا جائے۔ (درمختار ص ۵ جلد اول)

مسئلہ :۔ اگر تھوڑی تھوڑی کر کے کئی دفعہ قے ہوئی لیکن سب ملا کر اتنی ہے کہ اگر ایک دفعہ میں گرتی (ہوتی) تو منہ بھر کر ہو جاتی تو اگر ایک ہی متلی کی برابر باقی رہی اور تھوڑی قے ہوتی رہی تو وضوء ٹوٹ گیا، اور اگر ایک ہی متلی برابر نہیں رہی بلکہ پہلی مرتبہ کی متلی جاتی رہی تھی اور جی یعنی طبیعت اچھی ہو گئی تھی پھر دوبارہ متلی شروع ہوئی اور تھوڑی قے ہو گئی۔ پھر جب یہ متلی جاتی رہی تو تیسری دفعہ پھر متلی شروع ہو کر قے ہوئی تو وضوء نہیں ٹوٹا۔

(بہشتی زیور ص ۵۲ جلد اول بحوالہ درمختار ص ۱۷ جلد اول)

مسئلہ :۔ اگر کسی کی قے میں خون گرے تو اگر پتلا اور بہتا ہوا ہو تو وضوء ٹوٹ جائے گا چاہے کم ہو یا زیادہ، اور اگر جمے ہوئے ٹکڑے گرے تو منہ بھر کر ہو تو وضوء ٹوٹ جائے گا اور اگر کم ہو تو نہ وضوء ٹوٹے گا۔ (بہشتی زیور ص ۵۰ جلد اول بحوالہ درمختار ص ۱۷ جلد اول)

مسئلہ :۔ اگر کوئی ناپاک چیز قے میں نکلے جیسے کیڑا وغیرہ تب بھی وضوء نہ ٹوٹے گا۔ (جب کہ منہ بھر کر نہ ہو) (علم الفقہ ص ۷۳ جلد اول)

مسئلہ :۔ دماغ، پیٹ، منہ سے بہنے والا خون نکلے تو وضوء ٹوٹ جائے گا خواہ منہ بھر کر ہو یا کم ہو۔ (علم الفقہ ص ۶۵ جلد اول)

مسئلہ :۔ جس چیز کے نکلنے سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے وہ چیز نجس (ناپاک) ہوتی ہے اور جس سے وضوء نہیں ٹوٹتا وہ نجس بھی نہیں، تو اگر تھوڑا سا خون نکل کر زخم سے بہا نہیں یا ذرا سی قے

ہوئی منہ بھر کر نہیں ہوئی اور اس میں کھانا یا پانی یا پت یا جما ہوا خون نکلا تو یہ تھوڑا سا خون اور یہ تھوڑی سی قے نجس نہیں ہے، اگر کپڑے یا بدن میں لگ جائے تو اس کا دھونا واجب نہیں۔ اور اگر منہ بھر کر قے ہوئی یا خون زخم سے بہہ گیا تو وہ نجس ہے اس کا دھونا واجب ہے، اور اگر اتنی (منہ بھر کر) قے کر کے کسی برتن مثلاً کٹورے، گلاس یا لوٹے کو منہ لگا کر کلی کے واسطے پانی لیا تو وہ برتن ناپاک ہو جائے گا۔ اس لئے چلو سے یعنی ہاتھ سے پانی لینا چاہیئے۔

(بہشتی زیور ص ۵۳ جلد اول، کبیری ص ۴۹، شامی ص ۱۴۵ جلد اول)

(برتن وغیرہ کو بعد میں پاک کر کے استعمال کریں۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہ)

مسئلہ :۔ اگر چھوٹا بچہ جو دودھ پیتا ہے اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر قے منہ بھر کر نہ ہو تو وہ نجس نہیں ہے اور جب منہ بھر کر ہوگی تو نجس ہوگی، اگر کپڑے پر گر جائے اور بغیر دھوئے نماز پڑھے تو نماز نہ ہوگی۔ (حوالہ بالا)

مسئلہ :۔ قے جو منہ بھر کر ہو وہ نجاست غلیظہ ہو، بقدر درہم (کپڑوں پر لگ جائے تو) معاف ہے، درہم سے زیادہ ہو تو نماز نہ ہوگی۔ جسم دار نجاست میں وزن کا اعتبار ہے اور پتلی ہو تو مساحت (پھیلاؤ) کا اعتبار ہوگا یعنی بقدر ہتھیلی معاف ہے، اس سے زیادہ معاف نہیں ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۶۶ جلد ۴ بحوالہ مراقی الفلاح ص ۸۹)

وضوء نہ ہونے پر متعلقہ مسائل

وضوء ٹوٹنے سے جو شرعی حالت انسان کے جسم میں پیدا ہوتی ہے وہ حدث اصغر ہے۔

مسئلہ :۔ حدث اصغر کی حالت میں نماز پڑھنا حرام ہے خواہ نفل ہو یا فرض، پنج وقتی ہوں یا عیدین کی ہو یا جنازہ کی۔

مسئلہ :۔ وضوء نہ ہونے کی صورت میں سجدہ کرنا حرام ہے خواہ تلاوت کا ہو یا شکرانے کا، یا ویسے ہی کوئی شخص سجدہ کرے۔

مسئلہ :۔ قرآن مجید اور ایسی چیز کا چھونا جو قرآن مجید کے ساتھ چسپاں ہو جیسے اس کپڑے کو جلد پر چڑھا کر سی دیا جاتا ہے (یعنی چولی یا جلد وغیرہ کے) مکروہ تحریمی ہے خواہ ان اعضاء سے چھوئے جو وضوء میں دھوئے جاتے ہیں مثلاً ہاتھ منہ یا ان اعضاء سے جو وضوء میں نہیں

دھوئے جاتے جیسے بازو سینہ وغیرہ یا ایسے کپڑے سے چھوئے جو اس کے جسم پر ہو جیسے آستین، دامن، عمامہ، رومال چادر وغیرہ۔

مسئلہ :۔ اگر کاغذ یا کسی اور چیز پر جیسے کپڑا، جھلی وغیرہ پر قرآن مجید کی آیت لکھی ہو تو اس پورے کاغذ کا چھونا مکروہ تحریمی ہے، خواہ اس مقام کو چھوئے جس میں وہ آیت لکھی ہوئی ہے یا اس کو مقام کو جو سادہ بغیر لکھا ہوا ہے۔

مسئلہ :۔ کاغذ وغیرہ کے سوا کسی اور چیز پر قرآن مجید یا اس کی کوئی آیت لکھی ہوئی ہو تو اس کے صرف اسی مقام کو چھونا مکروہ ہے جس میں لکھا ہوا ہے، سادہ مقام کا چھونا مکروہ نہیں ہے جیسے کسی پتھر یا دیوار یا روپیہ پر کوئی آیت قرآن شریف کی لکھی ہوئی ہو تو اس کے صرف اسی مقام کو چھونا مکروہ ہے جہاں لکھا ہے۔

مسئلہ :۔ قرآن شریف کے علاوہ اور آسمانی کتابوں میں مثلاً توریت، انجیل، زبور وغیرہ کے صرف اس مقام کو چھونا مکروہ ہے جہاں لکھا ہو، سادے مقام کو چھونا مکروہ نہیں ہے۔

مسئلہ :۔ قرآن شریف اگر جزدان میں ہو یا ایسے کپڑے میں لپٹا ہوا ہو جو اس کے ساتھ چسپاں نہ ہو تو اس کا چھونا مکروہ نہیں ہے۔

مسئلہ :۔ اگر کسی ایسے کپڑے سے قرآن شریف چھوئے جو جسم پر نہ ہو یا کپڑے کے سوا کسی اور چیز سے مثلاً لکڑی وغیرہ سے چھوئے تو مکروہ نہیں ہے۔

مسئلہ :۔ حدث اصغر (وضوء ٹوٹنے) کی حالت میں قرآن مجید کسی کاغذ پر لکھنا مکروہ نہیں ہے، بشرطیکہ اس کاغذ کو نہ چھوئے نہ لکھے ہوئے کو نہ سادہ کو، اس لئے کہ کاغذ وغیرہ پر ایک آیت بھی لکھی ہو تو اس پورے کاغذ کو چھونا مکروہ ہے۔

مسئلہ :۔ کاغذ وغیرہ کے علاوہ کسی اور چیز پر مثلاً پتھر وغیرہ پر قرآن مجید کا لکھنا مکروہ نہیں ہے، بشرطیکہ لکھے ہوئے کو نہ چھوئے خواہ سادے مقام کو چھوئے۔

مسئلہ :۔ ایک آیت سے کم کا لکھنا مکروہ نہیں ہے، خواہ کسی چیز پر لکھے۔

مسئلہ :۔ حدث اصغر (وضوء نہ ہونے) کی حالت میں قرآن مجید کا پڑھنا، پڑھانا خواہ دیکھ کر پڑھے پڑھائے یا زبانی، تو درست ہے۔ (جبکہ قرآن کریم کو ہاتھ نہ لگے۔)

مسئلہ:۔ نابالغ بچوں کو وضوء نہ ہونے کی حالت میں بھی قرآن مجید کا دینا اور چھونا مکروہ نہیں ہے۔ (علم الفقہ ص ۸۰ جلد اول)

مسئلہ:۔ اگر قرآن کریم کا ترجمہ کسی اور زبان میں ہو تو صحیح یہ ہے کہ اس کا بھی وہی حکم ہے جو قرآن کریم کا ہے۔ (بحرالرائق، درمختار)

مسئلہ:۔ قرآن مجید کی جو آیتیں منسوخ التلاوت ہیں ان کا حکم وہ ہے جو قرآن کریم کے سوا دوسری آسمانی کتابوں کا ہے وہ اگر کسی چیز پر لکھی ہوں تو اس کے صرف اسی مقام کا چھونا مکروہ ہے جہاں لکھا ہو، سارے مقام کا چھونا مکروہ نہیں ہے۔ (علم الفقہ ص ۸۱ جلد اول)

مسئلہ:۔ بغیر وضوء کے نماز، سجدہ تلاوت، نماز جنازہ، خانہ کعبہ کا طواف اور قرآن کریم کو ہاتھ لگانا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ:۔ حیض و نفاس والی عورت اور جنبی (ناپاک) اور بے وضوء شخص کے لئے قرآن کریم کی طرح تورات اور تمام کتب آسمانی کو ہاتھ لگانا بھی مکروہ ہے۔

(شامی ص ۱۶۰ جلد اول، کبیری ص ۶۰)

مسئلہ:۔ اگر خانہ کعبہ کا طواف کسی نے بغیر وضوء کے کر لیا تو وہ طواف صحیح ہوگا لیکن یہ فعل یعنی بغیر وضوء کے طواف کرنا حرام ہے کیونکہ طواف کے لئے حدث سے پاک ہونا واجب ہے۔ (کتاب الفقہ ص ۷۵ جلد اول)

وضوء کے متفرق مسائل

مسئلہ:۔ اگر لاعلمی (مسئلہ نہ معلوم ہونے) کی بناء پر حیض کی حالت میں طواف زیارت کرے گی تو حج ادا ہو جائے گا لیکن توبہ استغفار لازم ہوگا اور اونٹ یا گائے ذبح کرنی پڑے گی (یعنی دم لازم آئے گا) فتاویٰ رحیمیہ ص ۵۲ جلد ۲)

مسئلہ:۔ اگر وضوء کے ابتداء میں بسم اللہ کہنا بھول گیا تو درمیان میں کہنے سے سنت ادا نہ ہوگی، کیونکہ وضوء عمل واحد ہے۔ برخلاف کھانا کھانے کے، اس کا ہر لقمہ اور ہر گھونٹ الگ الگ عمل ہے۔ اس لئے درمیان میں بھی کہنے سے سنت ادا ہو جائے گی۔

(نماز مسنون ص ۷۵، کبیری ص ۲۲، امداد الفتاویٰ ص ۳۱ جلد اول)

مسئلہ:۔ زبان سے وضوء کی نیت کرنا مستحب ہے۔ (احسن الفتاویٰ ص۹ جلد۲)

مسئلہ:۔ بعض حضرات وضوء سے پہلے اعوذ باالله پڑھتے ہیں، اس کا حکم نہیں ہے یہ خلاف سنت ہے۔ (نماز مسنون ص۷۵)

مسئلہ:۔ صرف ایک ہاتھ سے بلا عذر وضوء کرنے کی کراہت کی نہ کوئی روایت نظر سے گذری نہ روایت اس کی موجب معلوم ہوتی ہے بلکہ بعضے اعضاء تو دونوں ہاتھوں سے دھل نہیں سکتے جیسے کہنیوں تک دونوں ہاتھ اور بعض اعضاء میں دو ہاتھ سے دھونے میں دشواری ہوتی ہے جبکہ ایک ہاتھ میں لوٹا (وضوء کا برتن ہو) جیسے پیر۔ (امداد الفتاویٰ ص۳۳ جلد اول)

مسئلہ:۔ بغیر کسی عذر کے کسی دوسرے سے وضوء کرنے میں مدد نہ لینا چاہیئے۔

(شرح نقایہ ص۹ جلد اول، کبیری ص۳۱)

مسئلہ:۔ بیوی کا بوسہ لینے سے وضوء نہیں ٹوٹتا جبکہ مذی نہ نکلے۔

(آپ کے مسائل ص۳۹ جلد۲)

مسئلہ:۔ جوتوں کے اندر نجاست نہیں ہوتی، اس لئے وضوء کے بعد جوتے پہننے سے دوبارہ وضوء لازم نہیں ہوتا۔ (آپ کے مسائل ص۴۱ جلد۲)

مسئلہ:۔ آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضوء نہیں ٹوٹتا۔ (آپ کے مسائل ص۴۱ جلد۲)

مسئلہ:۔ اونٹ کا گوشت یا کوئی پکی ہوئی چیز کھانے سے بھی وضوء نہیں ٹوٹتا۔

(علم الفقہ ص۷۳ جلد اول)

مسئلہ:۔ گناہوں کے کاموں سے وضوء نہیں ٹوٹتا لیکن مکروہ ضرور ہو جاتا ہے اس لئے دوبارہ وضوء کر لینا مستحب ہے۔ (آپ کے مسائل ص۴۱ جلد۲)

مسئلہ:۔ وضوء کے دوران سلام وجواب میں کوئی حرج نہیں ہے۔ کھانا کھانے کے دوران سلام نہیں کرنا چاہیئے اور کھانا کھانے والے کے ذمہ سلام کا جواب دینا واجب نہیں ہے۔

(آپ کے مسائل ص۴۴ جلد۲)

مسئلہ:۔ وضوء کرنے والے کو سلام کرنا درست ہے جبکہ وہ دعا نہ پڑھ رہا ہو ورنہ مکروہ ہے

(فتاویٰ محمودیہ ص۲۳۰ جلد۵)

مسئلہ: ۔ وضوء کرنے کی حالت میں اذان کا جواب دیتا رہے اور وضوء بھی کرتا رہے۔

(فتاوی محمودیہ ص۶۴ جلد۲ بحوالہ شامی ص۲۶۷ جلد اول)

مسئلہ: ۔ عورت کے پستان سے دودھ نکلنے سے وضوء نہیں جاتا۔ خواہ وہ دودھ خود ٹپکے یا نچوڑا جائے یا بچہ چوسے۔ (فتاوی دار العلوم ص۱۳۰ جلد اول)

مسئلہ: ۔ عورت کے دودھ پلانے سے وضوء نہیں ٹوٹتا، لیکن اگر نماز کی حالت میں بچہ دودھ پی لے اور دودھ نکل بھی آئے تو نماز جاتی رہے گی اور اگر دودھ نہ نکلے تو نماز ہو جائے گی۔

(امداد الفتاوی ص۳۱ جلد اول و فتاوی دار العلوم ص۱۳۶ جلد اول)

مسئلہ: ۔ دودھ پینے والے بچہ کا پیشاب ناپاک ہے، بغیر پاک کئے ہوئے نماز اس کپڑے میں درست نہیں ہے۔ (فتاوی محمودیہ ص۳۱ جلد۲)

مسئلہ: ۔ اگر بالوں میں تیل لگا ہوا اور پانی ڈھلک جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(امداد المسائل ص۴۳)

مسئلہ: ۔ اگر کسی کے ہاتھ پاؤں پھٹ گئے ہوں اور اس میں موم یا روغن وغیرہ یا اور کوئی دوا بھر لی اور اس کے نکالنے میں تکلیف ہو تو بغیر اس کے نکالے اوپر ہی اوپر پانی بہا دیا تو وضوء درست ہے۔ (بہشتی زیور ص۴۸ جلد اول، فتاوی دار العلوم ص۱۴۱ جلد اول بحوالہ ردالمحتار ص۹۵ جلد اول)

بغیر وضوء قرآن کریم کو ہاتھ لگانا

مسئلہ: ۔ پورے قرآن شریف یا اس کے کسی حصے کو بلا وضوء ہاتھ لگانا یا اس کا لکھنا چند شرطوں کے ساتھ جائز ہے۔

پہلی شرط: ۔ ناگزیر صورت حال ہے، مثلاً قرآن شریف کے پانی میں ڈوب جانے یا آگ میں جل جانے کا اندیشہ ہے تو اس کو اس سے بچانے کے لئے (بے وضوء ہی) اٹھا لینا جائز ہے۔

دوسری شرط: ۔ یہ ہے کہ قرآن کریم ایسے غلاف میں ہو جو اس سے جڑا ہوا نہ ہو، مثلاً وہ جس تھیلی (کپڑے وغیرہ کی) میں ہو یا چمڑے میں یا کاغذ میں یا رومال میں لپٹا ہو وغیرہ ان حالات میں اس کو ہاتھ لگانا اور اٹھانا جائز ہے، لیکن اس کی بندھی ہوئی جلد اور ہر وہ

چیز جو فروخت کی صورت میں بغیر وضاحت کے اس کے ساتھ شامل متصور ہوتی ہے اس کو ہاتھ لگانا جائز نہیں ہے، اگر چہ وہ چیز قرآن مجید سے جدا ہو، اسی قول پر فتویٰ ہے۔

تیسری شرط:۔ یہ ہے کہ ہاتھ لگانے والا نابالغ ہو، اور پڑھنے کی غرض سے ہاتھ لگائے، یہ حکم زحمت اور دشواری سے بچنے کی غرض سے ہے۔ بالغ اور حائضہ عورت کو خواہ معلم ہو یا متعلم ہاتھ لگانا جائز نہیں ہے۔

چوتھی شرط:۔ ہاتھ لگانے والا مسلمان ہو۔

اگر شرائط مذکورہ نہ پائی جائیں تو ناپاک، بے وضوء، شخص کے لئے قرآن شریف کو ہاتھ لگانا یعنی جسم کے کسی حصہ سے چھونا حلال نہیں ہے۔

کتاب اللہ کو ہاتھ لگائے بغیر قرآن شریف کی تلاوت بغیر وضوء کے (حفظ یا کوئی اوراق کھولتا رہے تو) جائز ہے۔

مسئلہ:۔ جس شخص کو غسل کی حاجت (ناپاک) ہو یا حائضہ عورت کے لئے حرام ہے تلاوت بھی۔

مسئلہ:۔ بغیر وضوء، کے تفسیر کو ہاتھ لگانا مکروہ ہے۔ اس کے علاوہ فقہ اور حدیث وغیرہ کی کتابوں کو بے وضوء ہاتھ لگانا جائز ہے۔ یہ ایسے امور ہیں جن کی اجازت دے دی گئی ہے۔

(کتاب الفقہ ص ۷۸ جلد اول)

مسئلہ:۔ بغیر وضوء، کے کیسٹ میں آواز بھرنا اور اس کا ہاتھ میں لینا سب جائز ہے۔ کیونکہ کیسٹ میں صرف ہوا محبوس ہوتی ہے، کلمات جیسی کوئی چیز محبوس ہو کر مقید نہیں ہوتی، بخلاف کتابت کے کہ اس میں کلمات جیسی چیز محبوس ہو کر مقید ہوتی ہے اس لئے کتابت بے وضوء کرنا اور اس کو بے وضوء چھونا کچھ بھی جائز نہیں ہوگا۔

(نظام الفتاویٰ ص ۲۵ جلد اول، بحوالہ فتاویٰ عالمگیری ص ۲۰ جلد اول کتاب الطہارت)

مسئلہ:۔ قرآن کریم کے ٹیپ یا پلیٹ (کیسٹ وغیرہ) کو بے وضوء ہاتھ لگانا جائز ہے۔

(احسن الفتاویٰ ص ۱۹ جلد ۲ و امداد الفتاویٰ ص ۱۴۳ جلد اول)

مسئلہ:۔ بلا وضوء قرآن کریم کے اس صفحہ کو ہاتھ لگانا جہاں قرآن کریم کی آیت نہ لکھی ہو

جیسا کہ قرآن کریم میں اوپر کے صفحہ پر آیت قرآنی کے حروف نہیں ہوتے، اس کو بھی بے وضوء چھونا جائز نہیں، بلکہ جلد پر بھی ہاتھ لگانا منع ہے۔

(احسن الفتاویٰ ص۱۹ جلد۲، بحوالہ ردالمحتار ص۱۶۰ جلد اول)

(کیونکہ وہ جلدیں سب ایک ہی حکم میں ہیں۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہ)

مسئلہ: ۔ اخبار وغیرہ میں لکھی ہوئی آیات قرآن کو جہاں آیت قرآن لکھی ہو صرف اس جگہ بے وضوء ہاتھ لگانا منع ہے، دوسرے مواضع کو ہاتھ لگانا جائز ہے، البتہ چھوٹی سے چھوٹی آیت یعنی چھ حروف سے بھی کم ہو، تو ایک قول کے مطابق اس پر بھی ہاتھ لگانے کی گنجائش ہے۔

(احسن الفتاویٰ ص۱۹ جلد۲، بحوالہ ردالمحتار ص۱۶۰ جلد اول)

مسئلہ: ۔ تفسیر میں غیر قرآن زیادہ ہو تو اس کو بلا وضوء ہاتھ لگانا جائز ہے مگر جہاں قرآن لکھا ہو وہاں پر ہاتھ نہ لگائے۔ حدیث کی کتابوں کو بلا وضوء چھونا جائز ہے۔

(احسن الفتاویٰ ص۲۷ جلد۲، امداد الفتاویٰ ص۱۴۵ جلد اول و فتاویٰ محمودیہ ص۲۶ جلد۱۲)

تاجران کتب کے لئے بلا وضوء قرآن مجید چھونا

مسئلہ: ۔ تاجران کتب کے لئے بغیر وضوء کے قرآن کریم کا بلا واسطہ چھونا کسی طرح جائز نہیں ہے، رومال سے چھوئے اور چاقو یا قلم سے اوراق کھول کر دکھائے ہاتھ نہ لگائے۔ اور جن کتابوں میں ایک دو آیت قرآنی لکھی ہوئی ہوں اس کو بلا وضوء، پڑھنا جائز ہے، مگر موضع آیت کو ہاتھ سے چھونا جائز نہیں ہے۔ (امداد الاحکام ص۲۴۱ جلد اول)

دستانے پہن کر بلا وضوء قرآن پاک چھونا

سوال: ۔ قرآن شریف حفظ کرنے کی غرض سے قرآن کریم کو بار بار چھونا پڑتا ہے تو دستانے پہن کر جو خاص قرآن کریم چھونے کے لئے مخصوص ہوں بلا وضوء، ہاتھ لگا سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: ۔ چونکہ دستانہ بھی ملبوس (پہنے ہوئے) ہے، اس لئے قرآن شریف چھونا جائز نہیں ہے۔ بلکہ رومال وغیرہ سے چھونا جائز ہے، جو بدن سے الگ ہو (منفصل ہو)۔

(امداد الاحکام ص۲۵۰ جلد اول)

مسئلہ :۔ بغیر وضوء، حفظ بغیر قرآن شریف کو ہاتھ لگائے ہوئے مردوں کو ایصال ثواب کرنا جائز ہے جبکہ جنابت نہ ہو یعنی غسل کی حاجت نہ ہو۔ (امداد الاحکام ص ۳۱۷ جلد اول)

مسئلہ :۔ قرآن و حدیث اور اسم الٰہی اگر دوسری زبانوں میں تحریر ہوں تو وہ بھی واجب التعظیم ہیں۔ (امداد الاحکام ص ۲۴۳ جلد اول)

مسئلہ :۔ جو بالغ ہوں ان کو قرآن شریف ہاتھ میں لے کر باوضوء پڑھنا چاہیئے اور جو نابالغ ہوں ان کو بلا وضوء ہاتھ میں لے کر پڑھنا درست ہے، بالغوں کو اگر پانی کا انتظام دشوار ہو تو بلا وضوء قرآن شریف کو ہاتھ نہیں لگانا چاہیئے بلکہ کپڑے یا قلم وغیرہ سے ورق الٹنا چاہیئے۔

(فتاوی محمودیہ ص ۲۴۷ ج ۶ و ص ۲۴ ج ۱)

مسئلہ :۔ نابالغ بچہ کا قرآن پاک چھونا یا اس تختی وغیرہ کو چھونا جس پر قرآن کریم لکھا ہوا ہے، مکروہ نہیں ہے اور اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے کہ باوضوء کوئی بالغ آدمی قرآن پاک کو اٹھا کر بے وضوء نابالغ بچے کو دے، یا بے وضوء لڑکے سے باوضوء بالغ آدمی قرآن پاک طلب کرے۔ اسی طرح قرآن پاک کا ضرورت کے وقت لینا دینا جائز ہے اور وہ ضرورت بچوں کا قرآن پاک ازبر یاد کرانا ہے، کیونکہ بچپن میں رٹ لینا ایسا ہے جیسا پتھر پر نقش کرنا۔ (اور نابالغوں سے ہر وقت وضوء کرانا مشقت میں ڈالنا ہے۔ اور بلوغ کے انتظار میں یاد نہ کرانا حفظ قرآن کے مسئلہ کو نقصان پہنچانا ہے۔) اس لئے بچوں کے لئے قرآن پاک چھونے میں وضوء شرط نہیں ہے، وہ بلا وضوء بھی چھو سکتے ہیں۔

(کشف الاسرار ص ۵۰ جلد اول)

مسئلہ :۔ بغیر وضوء کے قرآن کریم کو چھونا درست نہیں ہے، ہاں اگر ایسے کپڑے سے چھوئے جو کپڑا بدن سے الگ ہو تو درست ہے مثلاً دوپٹہ وغیرہ نیز قرآن کریم کا حفظ پڑھنا بغیر وضوء کے درست ہے اور اگر قرآن شریف کھلا ہوا رکھا ہو اور اس کو بغیر ہاتھ لگائے صرف دیکھ کر پڑھا تو درست ہے۔ (بہشتی زیور ص ۱۳ جلد اول بحوالہ شامی ص ۱۵۵ جلد اول)

☆☆

معذور کی تعریف اور حکم

یہ تو معلوم ہے کہ شریعت اسلامیہ میں نہایت واضح طور پر یہ تصریح موجود ہے کہ اس کے حکم میں کوئی دشواری یا تنگی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "**وماجعل علیکم فی الدین من حرج**" یعنی دینی احکام کی بجا آوری میں تم پر کوئی تنگی نہیں ہے۔

چنانچہ ہر وہ چیز جس میں حرج یا دشواری ہو مکلّف انسان پر واجب نہیں ہے۔ ان میں ایسے امراض کے مریض داخل ہیں جو مرض کے ہاتھوں مجبور ہو جاتے ہیں، مثلاً ضعف مثانہ کا مرض جس میں مسلسل ہمہ وقت یا بیشتر اوقات میں برابر پیشاب کے قطرے آتے رہتے ہیں۔

اسی طرح مذی وغیرہ کا مسلسل خارج ہوتے رہنا ایسے امراض کو "سلس" کہا جاتا ہے، اس میں وہ مرض بھی داخل ہے۔ جس میں برابر دست چلے آتے رہتے ہیں یا معدہ کا مرض جس کو پیچش (DYSENTERY) کہتے ہیں، اس میں پاخانہ کے ساتھ خون اور پیپ برابر آتی رہتی ہے۔

اس میں اور ایسے ہی دوسرے امراض میں مختلف اقسام کی طہارت (پاکی) وغیرہ کا خاص شرعی طریقہ ہے جو ان امراض کے مناسب حال ہے۔

حنفیہؒ کے نزدیک اس کے متعلق چند امور ہیں۔

اول:۔ سلس (حدث دائمی) کی تعریف۔

دوم:۔ اس کا شرعی حکم۔

سوم:۔ وہ امور جن کی بجا آوری معذور انسان پر واجب ہے۔

تعریف:۔ سلس البول مرض کی ایک خاص کیفیت ہے۔ جس میں مسلسل پیشاب چلا آتا ہے یعنی نکلتا رہتا ہے، یا بار بار ریاح خارج ہوتی رہتی ہیں یا استحاضہ (عورتوں کی بیماری کا خون) یا دائمی پیچش اور اسی طرح کے اور مشہور امراض۔

پس جو شخص ان امراض میں سے کسی کا مریض ہو، اس کو معذور کہا جاتا ہے، لیکن معذور جب متصور ہوگا کہ نماز مفروضہ کا پورا وقت اسی وضوء ٹوٹنے والی کیفیت میں گذر

جائے۔ اگر حدث کی یہ کیفیت اتنے عرصہ جاری نہ رہے تو مریض معذور متصور نہ ہوگا۔ اسی طرح جب تک ایک نماز مفروضہ کا پورا وقت بغیر حالت حدث کے نہ گزر جائے اس کو عذر سے خالی نہیں تصور کیا جائے گا۔ البتہ عذر کی کیفیت لاحق ہو خواہ نماز کے وقت کسی حصہ میں بھی ہو تو عذر مانا جائے گا، چنانچہ اگر ظہر کا وقت شروع ہوتے ہی اسے پیشاب کا مرض آگیا تو ظہر کے ختم ہونے تک اسے معذور تصور کیا جائے گا، اور یہ معذوری جاری رہے گی جب تک کہ نماز کا پورا وقت نہ گزر جائے، یعنی ظہر کا وقت گزرنے کے بعد عصر کا وقت آگیا اور وہ پورا گزر جائے اور پیشاب کا قطرہ نہ آجائے۔

اگر ابتدائے وقت ظہر سے اس کا وقت ختم ہونے تک کسی کا عذر جاری رہا اور وہ معذور رہا، پھر وقت عصر کے دوران کسی حصہ میں قطرہ آیا اور پھر بند ہوگیا، خواہ ایک ہی بار آیا تو وہ (ہمہ وقت) معذور ہی متصور ہوگیا۔

حنیفہؒ کے نزدیک معذور کی یہی تعریف ہے۔ اس صورت میں حکم یہ ہے کہ ہر نماز کے وقت وضوء کرنا چاہیئے اور اس وضوء سے فرائض اور نوافل نمازیں جو بھی ہوں پڑھی جاسکتی ہیں۔ (یعنی ایک وضوء سے ایک ہی وقت کی نماز فرض اور نوافل وغیرہ) نماز مفروضہ کا وقت ختم ہوجائے تو وقت ختم ہوتے ہی وہ وضوء، جو عذر کے باعث حدث لاحق ہونے پر کیا گیا تھا، ٹوٹ جائیگا، یعنی اگر عذر کی حالت لاحق ہونے سے پہلے وہ باوضوء تھا تو وقت ختم ہونے پر وہ وضوء نہ جائے گا، بلکہ اس وقت جائے گا جب عذر کے حدث کے علاوہ کوئی اور حدث لاحق ہو، مثلاً ریح کا خارج ہونا یا کسی اور جگہ سے خون کا نکلنا وغیرہ۔

اس تفصیل سے واضح ہوگیا کہ معذور شخص کا وضوء ٹوٹنے کے لئے یہ قید ہے کہ نماز مفروضہ کا وقت ختم ہوجائے۔ پس اگر سورج طلوع ہونے کے بعد عید کی نماز کیلئے وضوء کیا اور ظہر کا وقت آگیا تو وضوء نہیں ٹوٹے گا کیونکہ ظہر کی نماز کا وقت آجانے اور عید کا وقت نکل جانے سے وضوء نہیں ٹوٹتا۔ یہ وضوء (عید کی نماز کا) جس وقت کیا گیا وہ فرض نماز کا وقت نہیں تھا، بلکہ ایسا وقت تھا جس میں کوئی نماز فرض نہ تھی۔ لہٰذا اس عید کے وضوء سے جو نماز جی چاہے پڑھی جاسکتی ہے، یہاں تک کہ ظہر کا وقت ختم ہوجائے۔ ظہر کا وقت ختم ہوتے ہی وضوء

ٹوٹ جائے گا، کیونکہ وہ نماز مفروضہ کا وقت ہے۔ لیکن اگر سورج نکلنے سے پہلے وضوء کیا تو سورج نکلتے ہی وضوء ٹوٹ جائے گا کیونکہ فرض نماز (نماز فجر) کا وقت (سورج نکلنے پر) ختم ہو جاتا ہے اسی طرح اگر ظہر کی نماز پڑھنے کے بعد وضوء کیا۔ پھر عصر کا وقت آگیا تو وضوء جاتا رہا، کیونکہ ظہر کا وقت ختم ہو گیا۔ (کتاب الفقہ ص ۱۶۵ جلد اول تفصیل احسن الفتاوی ص ۷۷ جلد ۲ و فتاوی دار العلوم ص ۲۹۸ جلد اول بحوالہ رد المختار ص ۲۸۰ جلد اول)

قابل غور بات

اب وہ بات بیان کی جاتی ہے جو معذور انسان کو کرنا چاہیئے ۔ وہ یہ ہے کہ معذور شخص کو چاہیئے کہ اپنی معذوری کی حالت کو دور کرنے یا اس کو حتیٰ المقدوم کم کرنے کی کوشش کرے، اس طرح کہ ضرر نہ ہو، یعنی لازم ہے کہ جہاں تک ممکن ہو علاج کرائے، کیونکہ اگر یہ ممکن تھا کہ مرض سے نجات پانے کے لئے اطبا (ڈاکٹر وغیرہ) کی تجویز کے مطابق اپنا علاج کرا سکے اور ایسا نہ کیا (یعنی گنجائش ہونے پر علاج نہ کیا گیا) تو گنہگار ہوگا۔

فقہاء نے یہ تصریح کر دی ہے کہ ایسے مریضوں کو اپنا علاج کرانا واجب ہے اور تا بہ مقدور (جہاں تک ممکن ہو سکے) اس مرض کو دور کرنے کی کوشش کی جائے۔

یہاں سے یہ مسئلہ نکلا کہ ایسے مریض جو علاج نہیں کرتے اور مرض بڑھ جاتا ہے، حالانکہ اس کا علاج کرنے کے قابل ہیں، تو گنہگار ہیں۔ (کتاب الفقہ ص ۱۶۶ جلد اول)

معذور کیسے وضوء کرے؟

واضح ہو کہ گدی وغیرہ بطور علاج ایسے مریضوں پر واجب ہے جیسے استحاضہ کی حالت میں عورتیں حفاظت کے پیش نظر رکھتی ہیں (یعنی عورتوں کو ماہواری کے خون کے علاوہ رگ پھٹنے سے مسلسل خون آتا رہتا ہے۔) جس کے باعث بہاؤ بند ہو جاتا ہے یا کم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح نماز میں کھڑے ہونے سے پیشاب آجاتا ہو، یا خون بہنے لگتا ہو، یا ایسی ہی کوئی بات ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھ لینی چاہیئے ۔ اور اگر رکوع یا سجدے میں ایسی کیفیت ہوتی ہو تو رکوع اور سجدہ نہ کیا جائے بلکہ اشارہ سے (نماز) پڑھی جائے۔

مسئلہ:۔ اگر (مرض) عذر لاحق ہونے کے باعث کپڑوں پر نجاست لگ جائے اور خیال یہ ہو کہ دھو بھی لیا جائے تو نماز سے پہلے وہ پھر نجس ہو جائے گا، تو اس کا دھونا واجب نہیں ہے۔ لیکن اگر یہ خیال ہو کہ نماز ادا کرنے سے پہلے نجس نہ ہوگا تو دھو لینا واجب ہے۔

(کتاب الفقہ ص ۱۶۷ جلد اول وفتاوئی دار العلوم ص ۲۹۶ جلد اول بحوالہ رد المحتار ص ۳۸۱ جلد اول)

مسئلہ:۔ معذور کو چاہیئے کہ اس طریقے سے جیسا کہ اوپر بیان ہوا، وضوء کرنے کے بعد سوائے ایک فرض نماز کے دوسری نماز نہ پڑھی جائے، بلکہ لازم ہے کہ ہر فرض کے لئے وضوء کے متعلق ان تمام پیش بندیوں پر عمل کیا جائے۔ پھر اسی وضوء سے نماز فرض کیساتھ نوافل بھی جو جی چاہے پڑھی جا سکتی ہیں۔ خواہ نفل نماز فرض سے پہلے یا بعد میں پڑھی جائے۔ یہ بات نیت کے بیان میں بتائی جا چکی ہے کہ معذور اشخاص کے لئے واجب ہے کہ وضوء کے وقت اباحت الصلوٰۃ کی نیت کی جائے۔ بایں طور کہ اپنے دل میں یہ کہے (ارادہ کرلے) کہ اس وضوء سے میری نیت یہ ہے کہ شارع علیہ السلام کی طرف سے میرے لئے نماز ادا کرنا مباح ہو۔

اس طرح سے نیت کرنے کا حکم اس لئے ہے کہ یہ وضوء حقیقی معنوں میں وضوء نہیں ہے، کیونکہ وہ وضوء پیشاب وغیرہ مسلسل آنے کے باعث باطل ہو جاتا ہے۔

یہ تو دین اسلام میں یہ سہولت رکھی گئی ہے کہ اس وضوء سے نماز پڑھی جائے تو ثواب سے محرومی نہ ہوگی، کیونکہ شریعت کے تمام احکام میں لوگوں کی بہتری اور دنیا وآخرت دونوں جہان کی بھلائی مدنظر ہے۔

(کتاب الفقہ ص ۱۷۰ جلد اول وآپ کے مسائل ص ۳۳۲ جلد ۲ وص ۳۲۹ جلد ۲)

مسئلہ:۔ زخم سے مواد رستا رہتا ہے تو وہ شخص معذور ہے، اس کو ایک وضوء سے دوسرے وقت کی نماز پڑھنا درست نہیں ہے۔ وقت نکلنے سے اس کا وضوء ٹوٹ جاتا ہے۔ دوسرے وقت کے لئے پھر تازہ وضوء کرنا چاہیئے۔

(فتاوئی دار العلوم ص ۲۹۵ جلد اول بحوالہ رد المحتار احکام المعذور ص ۲۸۱ جلد اول)

مذی کے مریض کے لئے وضوء کا حکم

مسئلہ:۔ مسلسل مذی کے مرض کی صورت میں کسی کو معذور تصور نہیں کیا جائے گا، سوا اس کے

جبکہ پیہم مذی کا اخراج کسی مرض کے باعث نہ ہو اور مذی کے نکلنے میں حسب معمول لذت محسوس نہ ہو۔ اگر مرض کے باعث ہو تو ایسا نہیں ہے لیکن شادی شادہ نہ ہونے کے باعث مذی کے اخراج ہونے (نکلنے) میں لذت محسوس ہوتی ہے، بایں طور کہ محض دیکھنے یا خیال کرنے سے ہمیشہ مذی آجاتی ہے تو بہر حال اس سے وضوء ٹوٹ جائے گا، خواہ یہ کیفیت ہمہ وقت ہو۔ (یعنی صرف مرض کی وجہ سے مسلسل نکلتی ہے) جیسا کہ پیشاب کے مسائل میں گذر چکا ہے تو معذور ہے۔ اگر مذی خارج ہونے میں لذت معلوم ہوتی ہو چاہے ہمیشہ نکلنے میں یہی ہو تو معذور نہیں سمجھا جائے گا۔ (کتاب الفقہ ص ۱۶۸ جلد اول و فتاویٰ دار العلوم ص ۲۸۹ جلد اول بحوالہ رد المحتار ص ۲۸۰ جلد اول، احکام المعذور)

مسئلہ: ۔ مذی اور ودی کے نکلنے سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے۔ (ہدایہ ص ۱۲ جلد اول)

مسئلہ: ۔ مرد کے عورت کو ہاتھ لگانے سے یا یوں ہی خیال کرنے اگر آگے کی راہ سے عورت یا مرد کے پانی (مذی) آجائے تو وضوء ٹوٹ جاتا ہے اور اس پانی کو جو جوش کے وقت نکلتا ہے مذی کہتے ہیں۔

مسئلہ: ۔ بیماری کی وجہ سے رینٹ کی طرح لیسدار پانی آگے کی طرف سے عورتوں کو آتا ہے وہ پانی نجس ہے اور اس کے نکلنے سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے۔

(بہشتی زیور ص ۴۷ جلد اول بحوالہ ہدایہ ص ۳۹ جلد اول و شرح التنویر ص ۱۳۹)

مسئلہ: ۔ اگر قطرہ پیشاب وغیرہ کا آنا حد عذر شرعی کو نہیں پہنچا تو جبکہ قطرہ کا باہر آنا یقینی ہو تو وضوء کرنا ضروری ہے۔ اور اگر حد شرعی کو پہنچ گیا ہے بایں طور کہ تمام وقت نماز میں اتنا وقت بھی اس کو نہیں ملتا کہ وضوء پورا کر کے نماز پڑھے اور قطرہ سے محفوظ رہا ہو تو وہ شخص معذور شرعی ہو گیا۔ اس کا حکم یہ ہے کہ تمام وقت میں ایک بار وضوء کر کے تمام وقت کی (یعنی اس ایک ہی وقت کی مع سنت و نوافل) جو نماز چاہے پڑھے، اعادہ وضوء کی ضرورت اس وقت میں نہیں ہے۔ جب وقت نکل جائے گا وضوء ٹوٹ جائے گا۔ (فتاویٰ دار العلوم ص ۲۸۵ جلد اول بحوالہ رد المحتار ص ۱۴۴ جلد اول و ص ۲۸۱ جلد اول باب نواقض وضوء و امداد الفتاویٰ ص ۳۴ جلد اول)

جس کے ہاتھ پاؤں کٹے ہوئے ہوں یا مصنوعی ہوں وہ وضوء کیسے کرے؟

مسئلہ:۔ اگر کسی شخص کے ہاتھ پاؤں کٹے ہوئے ہوں تو وہ اعضاء وضوء پر پانی بہالے۔ اگر اس پر قدرت نہ ہو تو تیمم کرلے۔ اگر ہاتھوں پر زخم ہوں یا بازو پورے کٹے ہوئے ہوں اور چہرے پر کسی طرح پانی بہانے کی قدرت بھی نہ ہو تو چہرے کو زمین یا دیوار وغیرہ سے تیمم کی نیت سے مل لے۔ اگر چہرے پر زخم وغیرہ کی وجہ سے اس پر بھی قادر نہ ہو تو بغیر طہارت کے ہی نماز پڑھتا رہے۔ (احسن الفتاویٰ ص ۱۷ جلد ۲ بحوالہ ردالمحتار ص ۲۳۳ جلد اول)

مسئلہ:۔ اگر ٹخنے کے اوپر سے پاؤں کٹا ہوا ہے تو مصنوعی پاؤں کو کھولنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اس پاؤں کا دھونا ساقط ہو چکا ہے۔ (مصنوعی پاؤں وغیرہ کا دھونا ضروری نہیں ہے)۔ (آپ کے مسائل ص ۳۲۹ جلد ۳)

قعدہ اور سجدہ سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے

سوال:۔ ایک شخص کو بواسیر کی شکایت ہے، وہ جب نماز پڑھتا ہے تو رکوع اور سجدہ کی حالت میں اور بیٹھنے کی صورت میں بھی ہمیشہ فضلہ خارج ہوتا رہتا ہے، ہاں جب تک وہ کھڑا رہتا ہے اس وقت یہ صورت پیش نہیں آتی، تو ایسی حالت میں نماز کس طرح ادا کرے، صرف کھڑے کھڑے نماز پڑھ سکتا ہے؟

جواب:۔ اگر بیٹھنے کی کوئی ایسی ہیئت ہوسکتی ہو کہ اس میں فضلہ خارج نہ ہو تو بیٹھ کر پڑھے اور رکوع وسجدہ کے لئے اشارے سے کرے، اگر ایسا ممکن نہ ہو تو حالت قیام میں (کھڑے ہی کھڑے) نماز پڑھے اور رکوع وسجدہ کے لئے اشارہ کرے۔ اگر پاخانہ کے مقام میں کوئی کپڑا وغیرہ لگانے سے فضلہ خارج نہ ہو اور کپڑے کی بیرونی جانب تک نجاست نہ پہنچے تو اس طرح نماز ادا کرے۔ (احسن الفتاویٰ ص ۸۰ جلد ۲ وفتاویٰ دارالعلوم ص ۲۹۰ جلد اول بحوالہ ردالمحتار ص ۲۸۳ جلد اول فصل احکام المعذور)

مسئلہ:۔ جس شخص کا بیٹھنے اور سجدہ کرنے سے وضوء ٹوٹ جاتا ہو اور رکوع وسجود سے بھی عاجز ہے تو ایسا مریض کھڑا ہو کر اشارہ سے نماز پڑھے۔ استلقاء جائز نہیں۔ (ایسے مریض کو چت لیٹ کر نماز پڑھنا جائز نہیں۔) حالت قیام میں رکوع وسجود کے لئے اشارہ صحیح ہے۔

(احسن الفتاویٰ ص ۸۰ جلد ۲ بحوالہ ردالمحتار ص ۷۰۹ جلد اول و بحوالہ بحر ص ۲۷۳ جلد اول)

پیشاب کے مریض کے لئے وضوء کا حکم

مسئلہ:۔ پیشاب کے سوراخ میں رکھی ہوئی روئی کا اندرونی حصہ تر ہو گیا جب تک روئی کا ظاہری حصہ تر نہ ہوگا وضوء نہیں ٹوٹے گا۔

(احسن الفتاویٰ ص ۷۳ جلد ۲ بحوالہ ردالمحتار ص ۱۳۸ جلد اول وفتاویٰ دار العلوم ص ۱۳۹ جلد اول)

مسئلہ:۔ جس شخص کو قطرہ آتا ہے، اگر سوراخ کے اندر قطرہ نظر آتا ہو تو وضوء باقی رہے گا، جب تک باہر کی طرف یعنی منہ پر ظاہر نہ ہوگا وضوء نہ ٹوٹے گا۔ (یعنی قطرہ باہر نہ نکلے اندر نظر آئے تو وضوء نہیں ٹوٹے گا۔)

(فتاویٰ دار العلوم ص ۱۳۵ جلد اول بحوالہ ردالمحتار ص ۳۵ جلد اول کتاب الطہارت)

مسئلہ:۔ جس کو پیشاب کا مرض ہو اگر وہ شخص اپنے پیشاب کے سوراخ میں روئی بھر دے اور روئی کا ظاہری اور باہری حصہ پیشاب سے تر ہو جائے تو اس کا وضوء ٹوٹ جائے گا لیکن یہ اس وقت ناقض وضوء ہوگا جب روئی پیشاب کے سوراخ سے اوپر اٹھی اور ابھری ہوئی ہو یا اس کے برابر، اور اگر وہ سوراخ کے سرے سے اونچی ہے یعنی اندر کی طرف ہے تو اس صورت میں روئی کے تر ہونے سے وضوء نہیں ٹوٹے گا۔ اس وجہ سے کہ اس صورت میں نکلنا پایا نہیں گیا، یہی حکم اس روئی کا ہے جو کوئی پیچھے پاخانے کی جگہ (مقعد) میں ڈال لے یا اندر (عورت) شرم گاہ میں ڈال لے، یعنی اگر وہ روئی اس مقام سے ابھری ہوئی باہر ہے یا کم از کم برابر کی سطح میں ہے اور تری اوپر آگئی ہے تو ناقض وضوء ہے۔ (وضوء ٹوٹ جائے گا) ورنہ نہیں لیکن اگر روئی کا اوپری حصہ تر نہ ہو بلکہ صرف اندر کا حصہ تر ہو جائے تو اس سے وضوء نہیں ٹوٹتا ہے۔

مسئلہ :۔ اور اگر وہ روئی سوراخ سے نکل کر گر گئی تو دیکھا جائے گا کہ اگر وہ تر ہے تب تو وضوء ٹوٹ جائے گا ورنہ نہیں اور یہی حکم اس شخص کے وضوء کا ہے جس نے اپنی انگلی اپنے پیچھے کے مقام میں ڈالی لیکن پوری انگلی اندر نہیں گئی، یعنی اگر انگلی تر نکلی تو وضوء ٹوٹ جائے گا، اور خشک نکلی ہے تو نہیں ٹوٹے گا۔

مسئلہ :۔ اور اگر کوئی پوری انگلی اس طرح ڈال لے کہ وہ غائب کر دے (چھپ جائے تو اس کا وضوء بھی ٹوٹ جائے گا اور اگر وہ روزہ دار تھا اور اس نے استنجاء کے وقت ایسا کیا کہ پوری انگلی اندر پچھلے حصہ میں ڈال لی تو اس کا روزہ باطل ہو جائیگا (کشف الاسرار ص۱۴ جلد اول)

استنجے کے وقت انگلی اندر کرنے سے روزہ باطل اس لئے ہو جائے گا کہ انگلی کے ساتھ باہر سے اندر پانی چلا گیا، کیونکہ استنجے کے وقت انگلی پانی سے تر تھی۔ تفصیلی احکام روزہ سے متعلق دیکھئے، احقر کی مرتب کردہ کتاب ”مکمل ومدلل مسائل روزہ“ (محمد رفعت قاسمی غفرلہ)

معذور کے کپڑوں کا حکم

مسئلہ :۔ جس مریض کے زخم سے خون رستا ہے، وہ کپڑا بدلتا ہے تو وہ بھی ناپاک ہو جاتا ہے تو اس کے کپڑے کی طہارت (پاکی) کا یہ حکم ہے کہ اگر یقین ہو کہ کپڑا دھونے کے بعد نماز سے فارغ ہونے سے پہلے دوبارہ ناپاک نہیں ہوگا تو بالاجماع دھونا ضروری ہے اور اگر دوبارہ ناپاک ہونے کا اندیشہ ہو تو دھونا ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ :۔ اگر کپڑا دھونے یا بدلنے کے بعد نماز ختم کرنے سے پہلے پھر تر ہو جائے (بھیگ جائے) تو اس کا دھونا یا بدلنا واجب نہیں ہے، ورنہ واجب ہے۔

مسئلہ :۔ مریض کے ناپاک کپڑے بدلنا مشکل ہو تو ایسے مریض کو اسی حالت میں نماز پڑھ لینا چاہیئے ۔ (احسن الفتاوی ص۷۵ جلد۲ بحوالہ ردالمحتار ص۵۶۳ جلد اول وص۲۸۲ جلد اول وبہشتی زیور ص۵۵ جلد اول، شرح التنویر ص۱۶۱ جلد اول)

مسئلہ :۔ اگر نماز کا وقت داخل ہونے کے بعد کوئی زخم ہو گیا جس سے خون بند نہیں ہو رہا ہے تو نماز کے آخر وقت تک انتظار کرے، اگر خون بند نہ ہو تو وضوء کر کے نماز پڑھ لے، پھر اگر دوسری نماز کے وقت میں بھی پورے وقت میں خون جاری رہا تو پہلی نماز کا اعادہ (لوٹانا) ضروری

نہیں ہے اور اگر دوسری نماز کا وقت ختم ہونے سے قبل خون رک گیا تو پہلی نماز کا اعادہ واجب ہے۔ (البتہ وقت ثانی ختم ہونے سے قبل زوال عذر کا) عذر کے ختم ہونے کا) ظن غالب ہو تو آخر وقت میں نماز پڑھنا فرض نہیں۔ لہذا بہتر ہے کہ پڑھ لے اور بعد میں قضا کرے۔

(احسن الفتاویٰ ص ۲۸۲ جلد اول)

مسئلہ :۔ اگر زخم کے منہ سے پیپ باہر آجاتی ہو، اگر چہ پھایہ کے اندر رہتی ہو، وضوء ٹوٹ جاتا ہے لیکن جس کا زخم ہر وقت بہتا ہو بوجہ معذور ہونے کے، اس کا وضوء نہ ٹوٹے گا۔

(احسن الفتاویٰ ص ۳۴ جلد اول)

کیا معذور اشراق کی وضوء سے ظہر پڑھ سکتا ہے؟

سوال :۔ کوئی معذور آدمی ہے، اس نے وضوء کر کے فجر کی نماز پڑھ لی، پھر طلوع آفتاب کے بعد (نیا) وضوء کر کے اشراق پڑھی اور کچھ دیر کے بعد اسی وضوء سے چاشت کی نماز پڑھی، کیا ہو گئی؟

جواب :۔ چاشت ہو گئی، بلکہ اسی وضوء سے ظہر کی نماز بھی پڑھ سکتا ہے، کیونکہ معذور کا وضوء وقت کے نکلنے سے ٹوٹتا ہے۔ اس لئے ظہر کا وقت ختم ہونے تک فرائض و نوافل جو چاہے پڑھے۔ (احسن الفتاویٰ ص ۷۸ جلد ۲ بحوالہ رد المختار ص ۲۸۲ جلد اول)

کیا معذور وقت سے پہلے وضوء کر سکتا ہے؟

سوال :۔ معذور شخص ہر نماز کے واسطے تازہ وضوء کرتا ہے، مغرب کے وقت وضوء کرنے میں ایک دو رکعت جماعت سے فوت ہو جاتی ہے تو ایسے وقت میں وقت سے پہلے وضوء کر سکتا ہے یا نہیں؟

جواب :۔ جبکہ وہ شخص معذور ہے تو قبل از وقت (وقت سے پہلے) وضوء کرنا درست نہیں ہے۔ بس وقت کے بعد ہی وضوء کرے اگر چہ جماعت فوت ہو جائے۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۲۸۹ جلد اول بحوالہ رد المختار ص ۲۸۰ جلد اول)

مسئلہ :۔ اگر کسی شخص کو کوئی ایسا مرض ہو جس میں وضوء کی توڑنے والی چیزیں برابر جاری

رہتی ہوں یعنی اس کو کسی نماز کے وقت اتنی مہلت نہ ملتی ہو کہ وہ اس مرض سے خالی ہو کر نماز پڑھ سکے تو ایسے شخص کو ہر نماز کے وقت نیا وضوء کرنا چاہیئے اس لئے کہ اس کا وضوء نماز کا وقت جانے سے ٹوٹ جاتا ہے۔ جو مرض اس کو ہے اس سے وضوء نہیں ٹوٹتا اور نماز کا وقت آنے سے نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ :۔ اگر کسی ایسے شخص نے جس کا وضوء مرض کی وجہ سے باقی نہیں رہتا تھا آفتاب نکلنے کے بعد وضوء کیا اور سوا اس مرض کے اور کوئی وضوء توڑنے والی چیز نہیں پائی گئی تو ظہر کا وقت آنے سے اس کا وضوء نہیں جائے گا ہاں ظہر کا وقت جانے سے اس کا وضوء ٹوٹ جائے گا اور عصر کے واسطے اس کو دوسرا وضوء کرنا ہوگا۔ اور پھر جب تک اس کا وہ مرض بالکل دفع نہ ہو جائے یعنی ایک نماز کا پورا وقت اس کو ایسا نہ ملے کہ جس میں وہ مرض ایک دفعہ بھی نہ پایا جائے تو وہ شخص معذور سمجھا جائے گا۔

مثال:۔ کسی کی آنکھ سے کیچ (میل) آتی ہو اور ہر وقت آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہو یا کسی کو سلس البول یعنی ہر وقت اس کا پیشاب جاری رہتا ہو۔ یا کسی کو ریاحی مرض ہو یعنی اس کے مشترک حصہ سے ہر وقت ہوا نکلتی ہو، یا پاخانہ جاری ہو، یا کسی کے زخم سے ہر وقت خون یا پیپ یا پانی جاری ہو، یا کسی کی نکسیر کا مرض ہو، یعنی اس کی ناک سے ہر وقت خون آتا ہو۔ یا کسی کے خاص حصہ سے منی یا مذی ہر وقت بہتی ہو، یا کسی عورت کو استحاضہ ہو۔ (یعنی عورت کو حیض و نفاس کا خون نہیں آتا، بلکہ ویسے ہی کسی بیماری کی وجہ سے خون آتا رہتا ہو۔)

(علم الفقہ ص ۶۵ جلد اول)

مسئلہ :۔ جس کو ایسا مرض ہو جس میں وضوء کو توڑنے والی چیزیں برابر جاری رہتی ہوں اس کو مستحب ہے کہ نماز کے آخر وقت مستحب کا انتظار کر کے وضوء کرے، شروع وقت میں نہ کرے، اس خیال سے کہ ہو سکتا ہے کہ آخر وقت تک اس کا وہ مرض دفع ہو جائے۔

(علم الفقہ ص ۸۳ جلد اول)

مسئلہ :۔ اگر کسی کا پیر مع ٹخنے کے کٹ گیا ہو اور دوسرے پیر میں موزہ پہنے ہو تو اس کو صرف ایک ہی موزہ پر مسح جائز ہے۔ (علم الفقہ ص ۸۳ جلد اول)

معذور کے وضوء سے متعلق مسائل

مسئلہ :۔ کسی مرض کی وجہ سے اگر کوئی حکیم حاذق کسی عضو کے دھونے سے منع کرے تو اس کا دھونا فرض نہیں بلکہ مسح کرے اگر مضر نہ ہو ورنہ مسح بھی معاف ہے۔

مسئلہ :۔ وضوء میں جن اعضاء کا دھونا فرض ہے اگر ان میں زخم ہو یا پھٹ گئے ہوں یا درد وغیرہ ہو تو اگر ایسی حالت میں ان پر پانی کا پہنچانا تکلیف نہ دیتا ہو اور نقصان نہ کرتا ہو تو دھونا فرض ہے ورنہ مسح کرے۔ اور اگر مسح بھی نہ کر سکے تو ایسے ہی چھوڑ دے۔ (درمختار)

مسئلہ :۔ ہاتھ میں زخم ہو یا پھٹ گئے ہوں جس کی وجہ سے وہ ہاتھوں کو اور ہاتھوں کے ذریعے سے دوسرے اعضاء کو دھو نہ سکتا ہو، اور نہ کسی دوسری تدبیر سے بقیہ اعضاء کو دھو، یا دھلوا سکتا ہو تو ایسی صورت میں وضوء فرض نہیں بلکہ تیمم کرے اگر کر سکے۔

مسئلہ :۔ ہاتھ، پیر، منہ پر اگر کسی وجہ سے دوا لگائی گئی ہو تو اسی دوا پر پانی بہانا فرض ہے، بشرطیکہ مضر نہ ہو اور پانی بہا چکنے کے بعد اگر دوا خود بخود چھوٹ جائے یا چھڑا ڈالی جائے تو اگر اچھے ہونے کی وجہ سے چھوٹی یا چھڑائی گئی ہے تو مسح باطل (ختم) ہو جائے گا یعنی ان اعضاء کو دھونا پڑے گا۔

مسئلہ :۔ کسی شخص کے ہاتھ مع کہنیوں کے یا پیر مع ٹخنوں کے کٹ گئے ہوں تو ایسی حالت میں ہاتھ پیر کا دھونا فرض نہیں اور اگر کسی طریقہ سے دھو یا سکتا ہو، اور سر کا مسح کر سکتا ہو تو کرے ورنہ وہ بھی فرض نہیں بلکہ بارادہ تیمم دیوار وغیرہ پر ملے۔

مسئلہ :۔ کسی شخص کے پیر یا ہاتھ کٹ گئے ہوں لیکن کہنی یا اس سے زیادہ اور ٹخنے یا اس سے زیادہ موجود ہوں تو ایسی حالت میں کہنی اور ٹخنے کا دھونا واجب ہے اور اس کے نیچے کے حصہ کا دھونا فرض ہے۔

مسئلہ :۔ ہاتھ مع کہنیوں کے یا پیر مع ٹخنوں کے کٹ گئے ہوں اور منہ زخمی ہو اور منہ کا دھونا یا مسح کرنا ممکن نہ ہو تو ایسی حالت میں وضوء فرض نہیں رہتا۔

مسئلہ :۔ جو شخص کسی وجہ سے دونوں کانوں کا مسح ایک دفعہ ساتھ ہی نہ کر سکے مثلاً اس کا ایک ہی ہاتھ ہو یا ایک ہاتھ بے کار (فالج زدہ ہو) تو اس کو چاہیئے کہ پہلے داہنے کان کا مسح کرے

پھر بائیں کان کا۔ (علم الفقہ ص ۸۲ جلد اول)

وضوء کے اعضاء میں سے کوئی زخمی ہو یا ٹوٹ جائے

مسئلہ:۔ وضوء کے اعضاء میں سے کوئی عضو ٹوٹ جائے یا زخمی ہو جائے یا اور کسی وجہ سے اس پر پٹی باندھی جائے تو اس کی تین صورتیں ہیں۔

پہلی صورت:۔ پٹی کا کھولنا مضر ہو خواہ جسم کا دھونا مضر ہو یا نہ ہو جیسے ٹوٹے ہوئے ہاتھ پیر کی پٹی کھولنا مضر ہوتا ہے تو ایسی حالت میں اگر پٹی پر مسح کرنا نقصان نہ کرے تو تمام پٹی پر مسح کرے خواہ وہ پٹی زخم کے برابر ہو یا زخم سے زیادہ اور جسم کے صحیح حصہ پر بھی ہو، اور اگر مسح بھی نقصان کرے تو ایسے ہی چھوڑ دے۔

دوسری صورت:۔ پٹی کا کھولنا مضر نہ ہو لیکن کھولنے کے بعد وہ خود نہ باندھ سکے اور نہ کوئی ایسا شخص موجود ہو باندھ سکے تو ایسی حالت میں مسح کرے بشرطیکہ نقصان نہ کرے ورنہ مسح بھی معاف ہے۔

تیسری صورت:۔ پٹی کا کھولنا مضر نہ ہو اور نہ کھولنے کے بعد باندھنے میں وقت ہو تو ایسی حالت میں اگر زخم کا دھونا نقصان نہ کرتا ہو تو پٹی کھول کر تمام عضو کو دھوئے اور اگر زخم کا دھونا نقصان کرے تو زخمی حصہ کو چھوڑ کر باقی عضو کو دھوئے بشرطیکہ مضر نہ ہو اور زخمی حصہ پر اگر مسح نقصان نہ کرے تو مسح کرے ورنہ پٹی باندھ کر پٹی پر مسح کرے بشرطیکہ مضر نہ ہو اور اگر مضر ہو تو مسح معاف ہے۔ یعنی اگر پٹی پر بھی مسح مضر ہو تو مسح نہ کرے بلکہ مسح معاف ہے۔

مسئلہ:۔ پٹی اگر اس طرح باندھی ہوئی ہو کہ درمیان میں جسم کا وہ حصہ بھی آگیا ہو جو صحیح ہے تو اس پر بھی مسح کرے۔ بشرطیکہ پٹی کھولنا یا کھول کر اس جسم کا دھونا مضر ہو۔

(علم الفقہ ص ۸۳ جلد اول)

مسئلہ:۔ پٹی پر اگر ایک اور پٹی باندھ دی جائے تو اس پر بھی مسح درست ہے۔

(علم الفقہ ص ۸۳ جلد اول)

مسئلہ:۔ بلا پٹی وغیرہ مسح کرنے میں زخم کا خوف ہو تو پٹی (پلاستر وغیرہ) پر تر ہاتھ پھیرے، آس پاس کی جگہ خشک رہ جانے سے کچھ حرج نہیں، سب جگہ ہاتھ پھیرے اگر چہ پانی کہیں

لگے اور کہیں نہ لگے جیسا کہ مسح میں ہوتا ہے تو کچھ حرج نہیں ہے اور پٹی اگر زخم کی جگہ سے زیادہ ہو تمام پٹی پر مسح کرے کچھ حرج نہیں ہے۔ اور اگر غسل کی ضرورت ہو تو تب بھی یہی حکم ہے کہ زخم کی جگہ مسح کر لے۔ (یعنی بھیگا ہوا ہاتھ پھیرے۔) اور باقی بدن کو دھوئے اور پانی بہائے۔ (فتاوٰی دار العلوم ص ۲۹۷ جلد اول بحوالہ رد المحتار ص ۵۰ جلد اول باب المسح علی الخفین، تفصیل دیکھئے۔ بہشتی زیور ص ۴۹ جلد اول بحوالہ شرح وقایہ ص ۱۰۱ جلد اول، مراقی الفلاح ص ۳۶، کبیری ص ۱۵ الغنیۃ ص ۱۱۵ فتاوٰی ہندیہ ص ۳۴)

مسئلہ:۔ زخم پر پٹی باندھ دی گئی اور خون یا پیپ پٹی کے اوپر سے ظاہر ہو تو اگر اس قدر ہو کہ پٹی نہ باندھی ہوتی تو خون اپنی جگہ سے بہہ کر دوسری جگہ چلا جاتا تو وضوء ٹوٹ جائے گا۔
(علم الفقہ ص ۶۵ جلد اول)

وضوء دو قسم کی چیزوں سے ٹوٹتا ہے

وضوء جن چیزوں سے ٹوٹتا ہے ان کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ جو انسان کے جسم سے نکلیں دوسری وہ جو اس کو طاری ہوں جیسے بے ہوشی اور نیند (سو جانا) وغیرہ۔

پہلی قسم کی دو صورتیں ہیں ایک وہ جو خاص حصہ اور مشترک حصہ سے نکلے جیسے پیشاب، پاخانہ (بول و براز) وغیرہ دوسری وہ جو جسم کے باقی مقامات سے نکلے جیسے خون، قے وغیرہ۔

پہلی قسم کی صورت:۔

۱۔ زندہ آدمی کے خاص حصہ سے کوئی چیز نکلے تو وضوء ٹوٹ جائے گا، خواہ وہ چیز پاک ہو جیسے کنکر، پتھر وغیرہ یا ناپاک ہو جیسے پاخانہ، پیشاب مذی وغیرہ۔

۲۔ مرد یا عورت اگر اپنے خاص حصہ میں کوئی کپڑا روئی وغیرہ رکھیں اور یہ پیشاب سے تر ہو جائے اور کپڑے کے باہر کی جانب میں اس کا اثر معلوم ہو تو وضوء ٹوٹ جائے گا بشرطیکہ یہ کپڑا وغیرہ خاص حصہ کے اندر چھپ نہ گیا ہو۔ (اگر چھپ جائے گا تو پھر تر ہونے سے وضوء نہیں ٹوٹے گا۔) حاصل یہ کہ نجاست کے نکلنے سے وضوء اس وقت جاتا ہے کہ جب وہ نجاست جسم سے جدا ہو جائے یا ظاہر ہو۔

۳۔ زندہ آدمی کے مشترک حصہ سے اگر کوئی چیز نکلے خواہ پاک ہو جیسے کنکر، پتھر وغیرہ یا ناپاک ہو جیسے پاخانہ وغیرہ تو وضوء ٹوٹ جائے گا۔

۴۔ اگر کسی عورت کا خاص مشترک حصہ سے مل کر ایک ہو گیا ہو تو اس کے جس حصہ سے ہوا نکلے وضوء ٹوٹ جائے گا، اس لئے کہ اس کے دونوں حصوں میں اب فرق باقی نہیں رہا

مسئلہ:۔ اگر کوئی چیز مشترک یا خاص حصہ سے کچھ نکل کر اندر چلی جائے تو وضوء ٹوٹ جائے گا

مثال (۱) عورت کے خاص حصہ سے بچہ کا کوئی جزء مثل سر وغیرہ کے نکل کر پھر اندر چلا جائے خواہ وہ جزء جو باہر نکلا تھا نصف ہو یا نصف سے کم یا زیادہ، بشرطیکہ خون نہ نکلے، یہ شرط اس لئے لگائی گئی ہے کہ اگر خون نکل آئے گا تو حدث اکبر ہو جائے گا۔

۲۔ مرد یا عورت کے مشترک حصہ سے پاخانہ وغیرہ کا کوئی حصہ باہر نکل کر اندر چلا جائے

۳۔ اور اسی طرح آنت وغیرہ کا کوئی حصہ باہر نکل کر اندر چلا جائے۔

۴۔ اگر کسی کے مشترک یا خاص حصہ کے قریب زخم ہو کر یا اور کسی طرح کوئی سوراخ ہو جائے تو اس کا وہی حکم ہوگا جو اس حصہ کا ہے، بشرطیکہ اس سوراخ سے وہ نجاست (ناپاکی) عادیہ نکلتی ہو جو اس کے قریب کے حصہ سے نکلتی ہے۔

مثال (۱) مشترک حصہ کے قریب ہو اور اس سے پاخانہ نکلتا ہو۔

۲۔ خاص حصہ کے قریب ہو اور اس سے پیشاب وغیرہ نکلتا ہو۔

۳۔ اگر کسی کے مشترک حصہ میں کوئی چیز مثل لکڑی یا انگلی یا کپڑے وغیرہ کے ڈالی جائے خواہ وہ خود ڈالے یا کوئی دوسرا تو جب وہ چیز باہر نکلے گی تو وضوء ٹوٹ جائیگا۔

(جبکہ نجاست یا رطوبت لگی ہو، اگر نہ لگی ہو تو پھر بھی وضوء کرنا افضل ہے۔ رفعت قاسمی غفرلہٗ)

۴۔ منی اگر بغیر شہوت کے خارج ہو جائے تو وضوء ٹوٹ جائے گا۔ مثلاً کسی شخص نے کوئی بوجھ اٹھایا یا کسی اونچے مقام سے گر پڑا اور صدمہ سے منی بغیر شہوت نکل گئی (بغیر شہوت کی شرط اس لئے ہے کہ اگر شہوت سے نکلے گی تو غسل واجب ہوگا۔)

۵۔ جن چیزوں کے نکلنے سے غسل واجب ہوتا ہے جیسے حیض، نفاس، منی وغیرہ ان کے نکلنے سے بھی وضوء ٹوٹ جاتا ہے۔ (علم الفقہ ص ۶۵ جلد اول، ہدایہ ص ۷ جلد اول، شرح نقایہ

ص ۹ جلد اول، کبیری ص ۱۲۴، تفصیل کے لئے دیکھئے بیہقی ص ۱۱۶ جلد اول و بخاری شریف ص ۲۹ جلد اول، فتاوی دار العلوم ص ۱۴۰ جلد اول)

وضوء میں کسی عضو کو نہ دھونے میں شبہ ہو جائے تو

مسئلہ:۔ وضوء کرنے کے بعد اگر کسی عضو کی نسبت نہ دھونے کا شبہ ہو جائے لیکن وہ عضو متعین نہ ہو تو ایسی صورت میں شک دور کرنے کے لئے بائیں پیر کو دھو لے اسی طرح اگر وضوء کے درمیان میں کسی عضو کی نسبت یہ شبہ ہو تو ایسی حالت میں آخر عضو کو دھوئے مثلاً کہنیوں تک ہاتھ دھونے کے بعد یہ شبہ ہو تو منہ دھو ڈالے، اور اگر پیر دھوتے وقت یہ شبہ ہو جائے تو ہاتھ دھو ڈالے اور یہ اس وقت ہے کہ جب کبھی کبھی شبہ ہوتا ہو اور اگر کسی کو اکثر اس قسم کا شبہ ہوتا ہو، اس کو چاہئے کہ اس طرف خیال نہ کرے اور اپنے وضوء کو کامل سمجھے۔

(علم الفقہ ص ۸۳ جلد اول)

مظاہر حق جدید ص ۴۰۲ جلد اول پر ایک حدیث شریف ہے جس کا مفہوم ہے کہ ”شیطان وضوء کے وقت لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈال کر ان کو متحیر اور بے عقل بنا دیتا ہے۔ کبھی یہ خیال ڈالتا ہے کہ پانی سب جگہ نہیں پہنچا، اور کبھی اس وہم میں مبتلا کر دیتا ہے کہ وضوء کے اعضاء کو ایک بار دھویا ہے یا دو بار، اور کبھی یہ پھونکتا ہے کہ پانی نجس تھا۔ اب دوسرے پانی سے وضوء کرنا چاہیئے، اور کبھی یہ وسوسہ ڈالتا ہے کہ پیشاب کا قطرہ آ گیا ہے، اب پھر استنجاء کرو، اور نئے سرے سے وضوء کرو۔ غرض یہ کہ وہ مختلف طور سے وسوسہ اندازی اور وہم آفرینی کے ذریعے پانی کے خرچ میں اسراف کراتا ہے اور اعضاء کو مسنون حد سے زیادہ دھلوانا چاہتا ہے۔ (حدیث)

لہذا حکم دیا گیا ہے کہ ”پانی کے وسوسے سے بچو“ یعنی وضوء کے وقت پانی کے استعمال میں اس طرح کے وسوسے اگر آئیں تو ان کو نکال باہر کرو، اور وضوء ایسی توجہ سے اور اتنے دھیان سے کرو کہ شیطان وسوسہ اندازی کے جال میں تم کو نہ پھانس سکے اور تم سنت کی حد سے تجاوز نہ کرنے پاؤ۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہ) وضوء میں شک کے مفصل مسائل دیکھئے کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ ص ۱۴۵ جلد اول)

وضوء کے بعد رومالی پر پانی چھڑکنا

مسئلہ:۔ پاجامہ وغیرہ پر وضوء کرنے کے بعد بغرض وسوسہ کے درست ہے، مگر جس شخص کو (پیشاب کے) قطرہ کا مرض ہے وہ پانی ہرگز نہ ڈالے کہ اندیشہ پاجامہ نجس ہونے کا ہے اور اگر اس درمیان میں قطرہ آگیا تو پاجامہ یقیناً ناپاک ہوجائے گا۔

(فتاویٰ رشیدیہ ص۲۸۴ جلد اول)

وضوء کے پانی کو تولیہ وغیرہ سے خشک کرنا

مسئلہ:۔ وضوء اور غسل کرنے کے بعد رومال و تولیہ وغیرہ سے بدن خشک کرلینا بموجب قول صحیح قوی جائز ہے (منہ پونچھنے سے ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوتی) لیکن مستحب یہ ہے کہ خشک کرنے میں زیادہ مبالغہ نہ کرے۔ بلکہ اس طرح خشک کرے کہ کچھ اثر باقی رہ جائے۔ اگر اتفاقیہ کبھی دامن سے خشک کرڈالے تو جائز ہے لیکن ہمیشہ دامن سے خشک کرنے کی عادت کرلینے کو بزرگوں نے منحوس فرمایا ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ آپؐ کے لئے ایک کپڑا تھا جس سے آپؐ وضوء کے بعد اعضاء خشک فرماتے تھے۔ (الجواب المتین ص۷، آپ کے مسائل ص۳۴ جلد۲، احسن الفتاوی ص۲۵ جلد۲ بحوالہ ردالمختار ص۱۲۱ جلد اول، علم الفقہ ص۸۳ جلد اول و کتاب الفقہ ص۱۱۹ جلد اول)

مسئلہ:۔ وضوء کے بعد رومال سے ہاتھ منہ پونچھنا جائز ہے، اور اگر نہ پونچھا جائے تو اس میں بھی کچھ حرج نہیں ہے، اور یہ قول کہ جب داڑھی کا پانی زمین پر گرتا ہے تو فرشتوں کو اس کے اٹھانے میں تکلیف ہوتی ہے، بے اصل ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ص۱۳۲ جلد اول بحوالہ ردالمختار ص۱۲۱ جلد اول)

مسئلہ:۔ اعضاء وضوء کا کسی کپڑے وغیرہ سے پونچھنا اگر تکبر اور بڑائی کے اظہار کے طور پر ہو تو مکروہ ہے، اور اگر تکبر کے ارادہ سے نہ ہو تو مکروہ نہیں ہے (مظاہر حق ص۲۰۲ جلد اول)

وضوء کرنے کے بعد تحیۃ الوضوء پڑھنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (ایک

بار) حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ''بلال مجھے اپنا کوئی ایسا اسلامی عمل بتاؤ جس پر تم کو اجر و ثواب کی سب سے زیادہ امید ہو کیونکہ میں نے تمہاری چپلوں کی چاپ (آواز) جنت میں آگے آگے سنی ہے۔

حضرت بلالؓ نے جواب دیا کہ مجھ کو اپنے اعمال میں سب سے زیادہ امید اس عمل پر ہے کہ میں نے دن یا رات میں جب بھی کسی وقت وضوء کیا ہے اسی وضوء سے حسب توفیق کچھ نماز ضرور پڑھی۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو بھی کوئی شخص خوب اچھی طرح وضوء کرے اور پھر دو رکعتیں اس طرح پڑھے کہ اس کا دل اور اس کا چہرہ دونوں نماز کی طرف متوجہ ہوں۔ یعنی ظاہر و باطن دونوں کی پوری توجہ اور خشوع و خضوع کے ساتھ پڑھے تو اس کے لئے جنت واجب ہو جائے گی۔

(الترغیب ص ۳۶۴)

مسئلہ:۔ وضوء کرنے کے بعد اگر وقت مکروہ نہ ہو تو دو رکعت تحیۃ الوضوء ادا کرنا مستحب ہے۔ (شرح نقایہ ص ۹ جلد اول)

تیمّم کیا ہے؟

تیمم کا حکم نازل ہونے کا واقعہ ماہ شعبان ۶ ھ کا ہے۔ تیمم کا حکم جو اللہ تعالیٰ کا ایک بہت بڑا احسان اور مسلمانوں کے لئے نعمت عظمیٰ ہے، اس کی ابتداء کا حال جو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بیان سے معلوم ہوا ہے یہ ہے کہ:

جناب رسول اللہ ﷺ کی عادت شریفہ تھی کہ جب سفر کا ارادہ فرماتے تو قرعہ ڈال لیتے تھے۔ ازواج مطہرات میں سے جس کا نام نکلتا اسی کو ہمراہ لے جاتے۔ ایک سفر کے لئے ارادہ فرمایا اور حسب عادت قرعہ ڈالا۔ حضرت عائشہؓ کا نام نکلا (اکثر علماء کے نزدیک یہ غزوہ بنی مصطلق کا سفر تھا، جس کو غزوہ مریسیع بھی کہتے ہیں) اور ان کو اپنے ہمراہ سفر میں لے گئے۔ سفر سے واپسی میں جب مقام ذات الجیش پر پہنچے اور ذوالحلیفہ کے پاس ایک پہاڑی کے نام صلصل جگہ مشہور ہے، وہاں قیام فرمایا، جہاں سے مدینہ منورہ زیادہ بعید نہ تھا۔ وہاں

حضرت عائشہؓ کا ایک ہار (یا کنٹھا) ٹوٹ پڑا۔ آنحضرت ﷺ مع جمیع خدامؓ وہاں ٹھہر گئے اور تلاش کے لئے حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ (یہ بڑے جلیل القدر انصاری تھے، آنحضرت ﷺ سے دس برس بعد وفات پائی، صدہا صحابہؓ ان کے شاگرد تھے) اور چند صاحبوں کو مقرر فرمایا۔ ابھی وہ ہار نہیں ملا تھا کہ فجر کی نماز کا وقت آ گیا، وہاں کہیں قریب پانی نہ تھا۔ صحابہؓ کو نہایت تردد ہوا کہ کیسے بے موقع پھنسے۔ بعض لوگوں نے حضرت ابوبکرؓ سے شکایت کی کہ دیکھئے حضرت عائشہؓ نے لوگوں کو کیسی جگہ روک دیا جہاں پانی کا نام ونشان نہیں اور نماز کا وقت آ رہا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ رسول مقبول اللہ ﷺ کے خیمہ میں تشریف لے گئے اور حضرت عائشہؓ کو جھڑکنا شروع کیا کہ تو ہمیشہ لوگوں کو پریشانی میں ڈالتی ہے، اب ایک ہار کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی جگہ روک دیا، جہاں بالکل پانی نہیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عائشہؓ کے پہلو میں کوچیں بھی ماریں، لیکن حضرت عائشہؓ نے کسی بات کے جواب میں دم نہیں مارا اور ذرا نہ ہلیں۔ کیونکہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ تمام رات کے سفر اور بیداری کی کوفت اٹھا کر ذرا آرام فرما رہے تھے۔ ہار کو ہر چند تلاش کیا مگر کہیں نہیں ملا۔ اسید بن حضیر وغیرہ بھی کوشش میں ناکام ہو کر واپس آ گئے اور سب لوگوں نے لاچاری میں اسی جگہ بلا وضوء نماز ادا کر لی اور ہار کے دستیاب ہونے سے مایوس ہو کر روانگی کا ارادہ ہو گیا۔ اسی وقت اللہ تعالیٰ نے سورۂ مائدہ کے دوسرے رکوع کی آیتیں نازل فرمائیں، جن میں تیمم کا حکم اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

﴿وَإِن كُنتُم مَّرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِّنكُم مِّنَ الْغَائِطِ أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُم مِّنْهُ مَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُم مِّنْ حَرَجٍ وَلَٰكِن يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ﴾

ترجمہ:۔ یعنی اگر تم لوگ سفر میں جدا ہو اور پانی نہ ملے یا مرض کی وجہ سے استعمال نہ کر سکو، اور قضائے حاجت کرنے سے وضوء لازم ہو جائے یا صحبت کرنے سے غسل واجب ہو جائے تو پاک مٹی کا قصد کرو۔ پس اپنے چہرے اور ہاتھوں پر اس سے مسح کر لیا کرو۔ (پارہ ششم)

جناب سرور عالم ﷺ نے خوش ہو کر فرمایا کہ اے عائشہ تمہارا قلادہ نہایت ہی بابرکت تھا۔ آپؐ کے ارشاد سے حضرت ابوبکرؓ کو نہایت مسرت ہوئی اور خوشی میں تین بار فرمایا کہ ”اے بیٹی تو بہت ہی مبارک و نیک بخت ہے۔“

اسید بن حضیرؓ جو ہار کی تلاش میں بہت محنت اٹھا چکے تھے، فرمانے لگے ”اے ابوبکرؓ کی اولاد! یہ تم لوگوں کی کوئی پہلی برکت نہیں ہے بلکہ اس سے پہلے بھی بارہا تمہاری وجہ سے اہل اسلام پر خدا تعالیٰ کے احسان ہوتے رہے ہیں، اللہ تعالیٰ کے اس انعام و احسان سے معزز و مسرور ہو کر سب لوگ اسباب باندھنے اور کجاوے کسنے لگے۔ حضرت عائشہؓ کی سواری کے اونٹ کو اٹھایا تو ہار اس کے نیچے سے مل گیا۔ جس سے حضرت عائشہؓ کی مسرت دوبالا ہو گئی اور حضور ﷺ کو اطمینان ہو گیا اور سب مسلمان عنایت خداوندی کا شکر ادا کرتے ہوئے بخوشی تمام مدینہ منورہ میں واپس آ گئے۔ اسی روز سے پانی موجود نہ ہونے اور مرض وغیرہ کی حالت میں تیمم کا حکم جاری ہو گیا اور جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: **الصعید الطیب طهور المسلم وان لم یجد الماء عشر سنین فاذا وجد الماء فلیمسه بشره**۔ (یعنی اگر بالفرض کسی مسلمان کو دس سال تک بھی پانی میسر نہ ہو تو اس سے وضوء (یا غسل) کر لے، تیمم کا حکم نازل ہونے کے وقت چونکہ تمام صحابہؓ آپ کے ساتھ نہ تھے، اس لئے یہ حکم رفتہ رفتہ لوگوں کو معلوم ہوا۔ اور بعض دفعہ ناواقفیت کی وجہ سے لوگوں کو دقت پیش آتی تھی۔ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر صحابہ وقتاً فوقتاً لوگوں کو تیمم کے حکم کی اطلاع کرتے رہتے تھے اور حسب موقع مفصل احکام تعلیم فرماتے تھے۔

تیمم کے بارے میں چند روایات

روایت:۔ ایک دفعہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں تھے، نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپؐ نے ایک شخص کو دیکھا جو نماز میں شریک نہیں تھے اور سب سے علیحدہ بیٹھے تھے، آپؐ نے فرمایا کہ کیا سبب ہے کہ تم نے سب کے ساتھ نماز نہیں پڑھی۔ انہوں نے عرض کیا کہ یا حضرت! مجھ کو غسل کی حاجت ہو گئی تھی اور پانی نہیں ملا، اس لئے نماز نہیں پڑھ سکا۔ (یہ

صاحب سمجھے ہوئے تھے کہ تیمم صرف وضوء، کی جگہ ہوسکتا ہے، غسل کی ضرورت میں تیمم درست نہیں) آپؐ نے فرمایا کہ مٹی سے تیمم کرلو، وہی کافی ہے۔ (بخاری ومسلم)

روایت:۔ ایک مرتبہ صحابہ کرامؓ جہاد کی غرض سے سفر میں تھے، ان میں سے ایک صاحب کے سر میں دشمنوں کی طرف سے پتھر آ کر اس زور سے لگا کہ سر پھٹ گیا۔ غسل کی حاجت ہوئی تو ساتھیوں سے مسئلہ پوچھا کہ اسی حالت میں تیمم جائز ہے یا نہیں؟ انہوں نے کہا کہ جب تم غسل کر سکتے ہو تو ہمارے خیال میں تیمم تمہارے لئے جائز نہیں۔ (ان حضرات کو مسئلہ معلوم نہ تھا کہ جب مرض بڑھ جانے کا اندیشہ ہو تو تیمم جائز ہے، گویا بالفعل غسل و وضوء پر قادر ہو) وہ لوگ احکام شرعی پر جان فدا کرتے تھے۔ عبادت وطہارت کو حیات مستعار سے بہتر جانتے تھے۔ اسی حالت میں غسل کر کے نماز ادا فرمائی۔ پانی کے اثر سے زخم کی حالت بدتر ہوگئی اور یہ خدا کے مخلص و جاں نثار صحابیؓ دنیا سے انتقال فرما کر جنت الفردوس کے محلوں میں جا ٹھہرے۔ باقی صحابہؓ جب مدینہ منورہ واپس آئے اور حضور سرور عالم ﷺ کی خدمت مبارک میں حاضر ہو کر حال عرض کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ خدا ان کو سمجھائے، انہوں نے اس غریب کو مار ڈالا (یعنی یہ لوگ غلط مسئلہ بتا کر ان کی موت کا باعث ہو گئے۔)

روایت ہے کہ:۔ صحابہ کرامؓ میں سے دو شخص سفر میں تھے، پانی نہ ملا تو دونوں نے تیمم کر کے نماز ادا کرلی۔ لیکن پھر نماز کا وقت نکلنے سے پہلے پانی مل گیا۔ ایک صاحب نے وضوء کر کے دوبارہ نماز پڑھی۔ دوسرے صحابیؓ نے نہ لوٹائی۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پہنچ کر حال بیان کیا جس شخص نے دوبارہ نماز نہیں پڑھی تھی، آپؐ نے ان سے فرمایا کہ تم نے طریقہ مسنونہ اور قاعدہ شرعیہ پر عمل کیا اور پہلی ہی نماز کافی ہوگئی اور دوسرے صاحب کو ارشاد کیا کہ تم کو دہرا اجر حاصل ہوا (کیونکہ دوبارہ جو نماز پڑھی وہ نفل ہوگئی اور اس کا بھی ثواب حاصل ہوا۔)

روایت:۔ تیمم کا حکم نازل ہونے کے بعد حضرت عمر اور عمار رضی اللہ عنہما کہیں سفر کو گئے تھے۔ اتفاق سے دونوں صاحبوں کو غسل کی حاجت ہوئی، چونکہ ابتدائی زمانہ تھا، مفصل احکام تیمم کے معلوم نہ تھے، اس لئے عمارؓ نے تو خوب مٹی میں لوٹ پوٹ کر تیمم کرلیا، گویا غسل کی جگہ تمام بدن کا تیمم کرلیا اور نماز پڑھ لی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سمجھا کہ تیمم صرف وضوء کا قائم مقام ہوسکتا ہے، غسل کے لئے جائز نہیں، نماز نہ پڑھی، واپس آ کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا تو آپؐ نے زمین پر دونوں دست مبارک مار کر چہرہ اور بازوؤں پر کسی قدر پھیر کر اشارہ فرمادیا کہ بس اس قدر کافی تھا، یعنی جس قدر تیمم وضوء کا ہوتا ہے وہی غسل کا ہوتا ہے مٹی میں لوٹنے پوٹنے کی ضرورت نہیں ہے۔ (طہور المسلمین ص ۴ تا ص ۲۰ تالیف حضرت مولانا اصغر حسین میاں صاحب، سورۂ مائدہ پارہ نمبر ۶ (تفصیل کے لئے دیکھئے بخاری ص ۴۸ جلد اول، مسلم ص ۱۶۰ جلد اول، مظاہر حق ص ۴۸ جلد اول)

تیمّم کے معنیٰ

''تیمم'' کے لغوی معنی ہیں قصد کرنا! اور شرعی اصطلاح میں اس لفظ کا مطلب ہوتا ہے، پاکی حاصل کرنے کی نیت سے پاک مٹی، یا مٹی کے قائم مقام کسی چیز (پتھر، چونا وغیرہ) کا قصد کرنا اور اس پاک مٹی وغیرہ کو منہ اور ہاتھوں پر لگانا۔ اور اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ دونوں ہاتھوں کو پاک مٹی (وغیرہ) پر مارتے اور ملتے ہیں اور پھر دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر ان کی مٹی جھاڑتے ہیں اور اس کے بعد ان ہاتھوں کو پورے چہرہ پر اور کہنیوں تک دونوں ہاتھوں پر ملتے ہیں۔

تیمم دراصل پانی دستیاب نہ ہونے یا پانی کے استعمال سے معذور ہونے کی صورت میں وضوء اور غسل کا قائم مقام ہے اور اللہ تعالیٰ کی ان جلیل القدر نعمتوں میں سے ایک ہے جو اس نے اپنے فضل و کرم سے صرف امت محمدیہ کو عطا کیں، گذشتہ امتوں میں یہ تیمم مشروع نہ تھا۔ اور تیمم کرنے کے لئے پاک مٹی وغیرہ پر جو ہاتھوں کو مارا اور ملا جاتا ہے اس کو ''ضرب'' کہتے ہیں۔ (مظاہر حق ص ۴۷۰ جلد اول)

تیمّم امت محمدیہ کے لیے مخصوص ہے

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم کو (گذشتہ امتوں کے) لوگوں پر (بطور خاص) تین چیزوں کے ذریعہ فضیلت عطاء کی گئی ہے۔

۱۔ ہماری (نماز یا جہاد کی) صفیں، فرشتوں کی طرح قرار دی گئی ہیں، یعنی جس طرح فرشتوں کو صف باندھ کر عبادت کرنے میں بہت زیادہ قرب اور بزرگی حاصل ہوتی ہے اسی طرح ہمیں بھی حاصل ہوتی ہے۔

۲۔ ہماری لئے ساری زمین نماز کی جگہ بنائی گئی ہے۔

۳۔ اس (زمین) کی مٹی ہمارے لئے پاک کرنے والی بنایا گیا ہے، اس صورت میں کہ پانی ہمیں دستیاب نہ ہو۔ (مسلم)

تشریح:۔ ''تین چیزوں کے ذریعہ''۔ یعنی گذشتہ امتوں میں نماز پڑھنے کے لئے جماعت اور صف بندی کی پابندی لازم نہیں تھی، وہ جس طرح چاہتے تھے اسی طرح نماز پڑھ لیتے تھے۔ ان کی نماز ان کی خاص عبادت گاہوں (جن کو ''کنائس'' اور ''بیع'' کہا جاتا تھا) کے علاوہ اور کسی جگہ پڑھنا جائز نہ ہوتی تھی۔ اور نہ ان کو ''تیمم'' کی سہولت دی گئی تھی، پس اس امت (امت محمدیہ) کو گذشتہ امتوں پر جن چیزوں کے ذریعہ امتیازی شان اور برتری عطا کی گئی ہے ان میں سے خاص طور پر یہ تین چیزیں بھی ہیں مسلمانوں کو صف بندی کرنے اور جماعت سے نماز پڑھنے کا حکم ہوا، اور اس پر فرشتوں کا سا اجر وثواب پانے کی امید دلائی گئی۔ مسلمانوں کو سہولت دی گئی کہ پوری زمین پر جہاں بھی ہوں (پاک صاف جگہ پر) نماز پڑھ لیں گے، وہاں ان کا نماز پڑھنا جائز ہو جائیگا۔ اور مسلمانوں کو اس کی اجازت دی گئی کہ پانی نہ ملنے یا پانی کے استعمال سے معذور ہونے کی صورت میں تیمم کر لیں۔

(مظاہر حق جدید ص ۴۷۱ جلد اول)

مسئلہ:۔ اگر بڑے عرصہ تک بھی پانی دستیاب نہ ہو تو پاک مٹی اس کے لئے برابر پانی کا قائم مقام بنی رہے گی۔ (مفہوم حدیث مظاہر حق ص ۴۷۴ جلد اول و کتاب الفقہ ص ۲۶۵ جلد اول واحسن الفتاویٰ ص ۲۶ جلد ۲)

پانی نہ ملنے پر تیمّم کیوں؟

سوال:۔ پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمم کرایا جاتا ہے، اس میں مصلحت کیا ہے؟

جواب:۔ ہمارے لئے سب سے بڑی مصلحت یہی ہے کہ اللہ پاک کا حکم ہے اور رضائے الٰہی

کا ذریعہ ہے، ویسے قرآن شریف نے اس کی مصلحتوں کی طرف اشارہ بھی کیا ہے۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"اللہ یہ نہیں چاہتا کہ تم پر کوئی تنگی ڈالے بلکہ وہ یہ چاہتا ہے کہ تم کو پاک کردے، اور تم پر اپنی نعمت پوری کرے۔ (سورۂ مائدہ پارہ ۷)

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ شانہ نے پانی نہ ملنے کی صورت میں مٹی کو پاک کرنے والی بنادیا ہے۔ جس طرح پانی انسانی بدن کو پاک کرنے والا ہے اسی طرح پانی پر قدرت نہ ہونے کی حالت میں مٹی سے تیمم کرنا بھی پاک کرنے والا ہے۔

مٹی پاک ہے اور بعض چیزوں کے لئے مثل پانی کے مطہر (پاک کرنے والی) بھی ہے، مثلاً چمڑے کا موزہ، تلوار، آئینہ وغیرہ اور نجاست زمین پر گر کر خاک ہوجاتی ہے وہ بھی پاک ہوجاتی ہے اور نیز ہاتھ اور چہرہ پر مٹی ملنے میں عجز بھی پورا ہے، جو گناہوں سے معافی مانگنے کی اعلیٰ صورت ہے۔ سو مٹی ظاہری اور باطنی دونوں طرح کی نجاست زائل کرتی ہے تو اس لئے بوقت معذوری پانی کے قائم مقام ایسی چیز استعمال کی جائے جو پانی سے زیادہ سہل الوصول ہو، پس زمین کا ایسا ہونا ظاہر ہے کیونکہ وہ سب جگہ موجود ہے۔ لہٰذا خاک انسان کی اصل ہے اور اپنی اصل کی طرف رجوع کرنے میں گناہوں اور خرابیوں سے بچاؤ ہے۔

(آپ کے مسائل ص ۶۲ جلد ۳)

وضوء و غسل کے لئے نہ پانی ملے اور نہ تیمّم کے لئے مٹی

مسئلہ :۔ جس شخص کو وضوء و غسل کے لئے نہ پانی ملے نہ تیمم کے لئے مٹی وغیرہ اس کو فقہ میں فاقد الطہورین کہتے ہیں، یعنی ایسا شخص جس کو پاک کرنے والی دو چیزوں میں سے کوئی بھی میسر نہ ہو، نہ پانی نہ مٹی، ایسے شخص کو لازم ہے بلا وضوء بلا تیمم کے رکوع سجدے کر کے فرض نماز ادا کرلے اور پھر جب پانی یا مٹی پر قادر ہو وضوء یا تیمم سے اس نماز کو پھر ادا کرے۔ مثلاً کسی شخص کو اس طرح سے باندھ دیا گیا ہے کہ ہاتھ نہیں ہلا سکتا یا ایسا مریض ہے کہ ہل نہیں سکتا اور کوئی تیمم کرانے والا بھی موجود نہیں ہے (یا اور ایسی ہی قسم سے مجبور ہو) تو اس قسم کی تمام صورتوں میں جب پانی کی یا مٹی وغیرہ کی امید نہ رہے تو لازم ہے بلا وضوء و تیمم رکوع

سجدے کر کے فرض نماز ادا کر دے لیکن اس میں قرأت وغیرہ کچھ نہ پڑھے اور پھر جب کبھی پانی ملے یا تیمم کی چیزیں مل جائیں تو وضوء یا تیمم کر کے اس نماز کو دوبارہ ادا کرے۔

(طہور المسلمین ص ۳۳، از میاں صاحب ”فتاوی رشیدیہ ص ۲۸۵ جلد اول)

مسئلہ:۔ جو شخص پانی اور مٹی دونوں کے استعمال پر قادر نہ ہو خواہ پانی یا مٹی نہ ہونے کی وجہ سے یا بیماری کی وجہ سے تو وہ بغیر طہارت کے نماز پڑھ لے، پھر جب قادر ہو جائے تو طہارت سے لوٹائے۔ (علم الفقہ ص ۱۰۵ جلد اول، ہدایہ ص ۳۶ جلد اول وکشف الاسرار ص ۲۳ جلد ۲)

تیمّم کو خلیفہ وضوء وغسل ٹھہرانے کی وجہ

۱۔ اللہ تعالیٰ کی عادت یوں ہی جاری ہے کہ بندوں پر جو چیزیں دشوار ہوتی ہے وہ ان پر آسان اور سہل کر دیتا ہے اور آسانی کی سب سے بہتر صورت یہ ہے کہ جس کام کے کرنے میں دقت و پریشانی ہو، اس کو ساقط کر کے اس کا بدل کر دیا جائے تا کہ اس بدل سے ان کے دل ٹھکانے رہیں اور جس چیز کا وہ غایت درجہ التزام کر رہے تھے دفعتہً اس کے ترک کر دینے سے جب کہ بدل نہ ہوتا ان کے دل متردد اور پریشان نہ ہوں اور پاکی کو چھوڑنے کی عادی نہ ہو جائیں، لہذا خدا تعالیٰ نے ضرورت کے وقت تیمم کو خلیفہ (نائب) وضوء وغسل ٹھہرایا اور منجملہ پاکی کے تیمم بھی بوجہ مشابہت کے ایک قسم کی طہارت (پاکی) ٹھہر گیا۔

(المصالح العقلیہ ص ۲۸)

۲۔ مٹی اور پانی سے طہارت مشروع ہونا فطرت مستقیمہ وعقول سلیمہ کے موافق ہے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ نے پانی اور مٹی کے درمیان قدرتاً وشرعاً اخوت (بھائی چارگی) ڈالی، لہذا ان دونوں کو طہارت کے لئے جمع کیا، وجہ یہ ہے کہ آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد کو اللہ تعالیٰ نے ان ہی سے پیدا فرمایا ہے، گویا ہمارے والدین اور ان کی ذریت (اولاد) کے لئے مٹی اور پانی (گویا کہ) والدین ہیں۔ (المصالح العقلیہ ص ۱۶)

مٹی سے تخصیص تیمّم کی وجہ

سوال:۔ تیمم ایک وجہ سے خلاف عقل ہے کیونکہ مٹی خود آلودہ ہے وہ نہ پلیدی اور میل کچیل

کو دور کرتی ہے اور نہ بدن اور کپڑے کو پاک کرسکتی ہے۔

جواب:۔ اللہ تعالیٰ نے اس عالم کی ہر چیز کو مٹی اور پانی سے پیدا کیا، ہماری سرشت کی اصل یہی دونوں چیزیں ہیں جن سے ہماری نشو ونما ہمارا تقویت وغذا ہوتی ہے جس کا ہم کو مشاہدہ ہو رہا ہے۔ پس جبکہ اللہ تعالیٰ نے اس مٹی اور پانی کو ہمارے نشو ونما وتقویت غذاء کے اسباب ٹھہرائے تو ہمارے پاک اور ستھرا ہونے کے لئے اور عبادت میں مدد لینے کے لئے بھی ان ہی کو وضع فرمایا، وجہ یہ ہے کہ مٹی وہ اصل چیز ہے جس سے بنی آدم وغیرہ کی پیدائش ہوئی ہے۔ اور پانی ہر چیز کی زندگی کا باعث ہے۔ الغرض اس عالم کی تمام اشیاء کی پیدائش کی اصل یہی دونوں چیزیں ہیں۔ مٹی اور پانی جن سے خدا تعالیٰ نے اس عالم کو مرکب کیا ہے، پس جبکہ ہماری ابتدائی پیدائش اور تقویت اور نشو ونما مٹی اور پانی سے ہوئی ہے تو جسمانی وروحانی پاکی کے لئے بھی انہیں کو خدا نے ٹھہرایا ہے۔

۲۔ عادتاً پلیدی وگندگی کو زائل کرنے کا رواج پانی سے بکثرت ہے اور جب مرض کی حالت میں اور پانی نہ ملنے کا عذر ہو جائے (بحالت مرض وعدم وجود آب عذر لاحق ہو جائے) تو طہارت کے لئے پانی کے دوسرے ساتھی اور ہمسفر یعنی مٹی کو بہ نسبت کسی دوسری چیز کے مقرر کرنا زیادہ مناسب ہے۔

۳۔ تیمم کے لئے زمین اس واسطے خاص کی گئی ہے کہ زمین کہیں بھی ناپیدار اور مفقود نہیں ہوتی تو ایسی چیز اس قابل ہوسکتی ہے جس سے لوگوں کی دقت رفع ہو سکے۔

۴۔ منہ کو خاک آلودہ بنانا (مٹی ملنا) کسر نفسی وانکساری وعاجزی پر دلالت کرتا ہے اور یہ امر اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے سو تیمم کے لئے مٹی استعمال کرنے میں یہ خاکساری اور ذلت پائی جاتی ہے اور ذلت کی شان سے طلب عفو کی مناسبت ہے یہی وجہ ہے کہ سجدہ کرنے میں اپنے منہ کو مٹی سے نہ بچانا پسندیدہ اور مستحب ٹھہرایا گیا ہے۔ (المصالح العقلیہ ص ۳۰)

تیمّم کرنا بھی اللہ ہی کا فرمان ہے

مسئلہ:۔ بعض مریض یہ کوتاہی کرتے ہیں کہ باوجود اس کے کہ وضوء کچھ مضر نہیں پھر تیمم کر لیتے ہیں بعض مرتبہ تیماردار یا دوسرے خیر خواہ حضرات مریض کو وضوء سے روکتے ہیں

اور کہتے ہیں کہ میاں! شریعت میں آسانی ہے تیمم کرلو، یہ بڑی نادانی ہے، جب تک وضوء کرنا مضر نہ ہو تیمم کرنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ:۔ بعض یہ غلطی اور بے احتیاطی کرتے ہیں کہ خواہ ان پر کیسی ہی مصیبت گزرے، خواہ کیسا ہی مرض بڑھ جائے جان نکل جائے مگر تیمم نہیں کرتے، وضوء ہی کرتے ہیں۔ یہ غلو ہے اور در پردہ حق تعالیٰ شانہ کی عطا کردہ سہولت کو قبول نہ کرنا ہے جو سخت گستاخی اور بے ادبی ہے، کیونکہ جس طرح وضوء کرنا اللہ تعالیٰ کا حکم ہے تیمم کرنا بھی ان کا ہی حکم ہے، بندہ کا کام حکم ماننا ہے نہ کہ دل کی چاہت اور صفائی کو دیکھنا، بندگی تو اسی کا نام ہے کہ جس وقت جو حکم ہو جان و دل سے اطاعت کرے۔ (اغلاط العوام از مولا تھانویؒ ص ۱۹۷)

تیمّم میں وہم کا اعتبار نہیں

سوال:۔ اگر غسل واجب ہو جائے اور مرض بڑھنے یا بیمار ہو جانے کا خدشہ ہو تو کیا اس صورت میں تیمم ہو جائے گا؟

جواب:۔ محض وہم کا اعتبار نہیں۔ اگر کسی شخص کی واقعی حالت ایسی ہو کہ وہ گرم پانی سے بھی غسل کرلے تو بیماری بڑھ جائے یا بیمار پڑ جانے کا غالب گمان ہو تو اس کو غسل کی جگہ تیمم کی اجازت ہے اور غسل کا تیمم وہی ہے جو وضوء کا ہوتا ہے۔

مسئلہ:۔ تیمم کی اجازت صرف اس صورت میں ہے کہ پانی کے استعمال پر قدرت نہ ہو، جو شخص پانی استعمال کرسکتا ہے اس کا تیمم جائز نہیں ہے نہ اس کی نماز صحیح ہوگی، اور پانی کے استعمال پر قدرت نہ ہونے کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ پانی میسر نہ آئے، یہ صورت عموماً سفر میں پیش آسکتی ہے۔ پس اگر پانی ایک میل دور ہے، یا کنواں تو ہے مگر کنویں سے پانی نکالنے کی کوئی صورت نہیں، یا پانی پر کوئی درندہ بیٹھا ہے، یا پانی پر دشمن کا قبضہ ہے اور اس کے خوف کی وجہ سے پانی تک پہنچنا ممکن نہیں تو ان تمام صورتوں میں اس شخص کو گویا پانی میسر نہیں اور وہ تیمم کرکے نماز پڑھ سکتا ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ پانی تو موجود ہے مگر وہ بیمار ہے اور وضوء یا غسل سے جان کی ہلاکت کا یا کسی عضو کے تلف ہو جانے کا یا بیماری میں شدت ہو جانے کا یا بیماری کے طول

پکڑ جانے کا اندیشہ ہے یا خود وضوء یا غسل کرنے سے معذور ہے اور کوئی دوسرا آدمی وضوء یا غسل کرانے والا موجود نہیں ہے تو ایسا شخص تیمم کرسکتا ہے۔ (آپ کے مسائل ص ۶۳ جلد ۳)

مسئلہ :۔ حالت مرض اور خوف مرض میں تیمم درست ہے جب کہ سرد پانی سے غسل کرنے یا وضوء کرنے میں اندیشہ ہلاکت کا یا مرض کا ہو تو تیمم جائز ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۲۳۴ جلد اول رد المحتار ص ۲۱۴ جلد اول باب التیمم)

تیمّم کا حکم سب کے لئے یکساں ہے

مسئلہ :۔ عید کی نماز کے لئے تیمم کرنا اس وقت جائز ہے جب عیدین کی نماز کے فوت ہو جانے کا خوف ہو، اسی طرح اگر وہ وضوء کرے گا تو امام نماز سے فارغ ہو جائے گا یا آفتاب ڈھل جائے گا اور عیدین کی نماز کا وقت جاتا رہے گا۔

(لیکن اگر عید کی نماز کے کسی حصہ کے ملنے کی امید ہے یا دوسری جگہ نماز ملنے کی امید ہے تو وضوء کرے تیمم جائز نہیں ہے۔ محمد رفعت)

مسئلہ :۔ یہ تیمم بناء کے وقت بھی درست ہے کہ نماز جنازہ شروع کی تھی نماز عید وضو کر کے شروع کی تھی، کہ درمیان میں حدث لاحق ہو گیا یعنی وضوء ٹوٹ گیا، اب خوف ہے کہ اگر وضوء کرتا ہے تو اس کی نماز فوت ہو جائے گی تو ایسی صورت میں بھی تیمم کر کے بناء کرنا یعنی نماز میں شامل ہو جانا درست ہے۔

مسئلہ :۔ اور اس میں کوئی فرق نہیں کہ بناء کرنے والا امام ہے یا مقتدی، یعنی جب نماز جنازہ اور نماز عید کے فوت ہو جانے کا خطرہ ہو تو امام ہے تو وہ بھی تیمم کرسکتا ہے، اور مقتدی ہے تو وہ بھی تیمم کرسکتا ہے، کیونکہ تیمم کے جائز ہونے کا مدار نماز چھوٹ جانے کا خوف ہے جس کا کوئی بدل یعنی اس کی قضاء نہیں ہے، جب تیمم کے جائز ہونے کا مدار نماز کے فوت ہو جانے کا خوف ٹھہرا تو سورج اور چاند گہن کی نماز کے واسطے، مؤکدہ سنتوں کے واسطے خواہ سنت فجر ہی کیوں نہ ہو، اور صرف اسی سنت کے جانے کا خوف ہو، فرض فجر کے چھوٹنے کا خوف نہ ہو تو ان سب صورتوں میں تیمم جائز ہے یعنی جب یہ خوف ہو کہ وضوء کیلئے جب تک پانی تک پہونچا جائے گا سورج غروب ہو چکے گا، یا ظہر اور مغرب کے فرض ادا چکنے کے

بعد کسی کا وضوء ٹوٹ گیا اور پانی سے وضوء کرنے میں خوف ہے کہ وضوء کرتے ہوئے وقت نکل جائے گا تو اس کے لئے تیمم کر کے سنتیں پڑھ لینا جائز ہے اور سنت فجر بغیر فرض کے فوت ہونے کی صورت یہ ہے کہ پانی میل بھر سے کم دوری پر ہے، خادم وغیرہ پانی لینے کے لئے گیا ہے لیکن اس کو یقین ہے یا ظن غالب ہے کہ جب خادم پانی لے کر پہنچے گا تو اس وقت صرف وضوء کرنے اور بمشکل فرض ادا کرنے کا وقت ملے گا تو ایسے شخص کے لئے جائز ہے کہ تیمم کر کے فجر کی سنت پڑھ لے اور پھر جب پانی لے کر آئے تو فوراً وضوء کرے اور فرض نماز ادا کرے۔

فجر کی سنت کے چھوٹنے کے خوف کی شرط اس لئے ہے کہ اگر خوف یہ ہو کہ فرض کے ساتھ سنت بھی چھوٹ جائے گی تو پھر تیمم کرنا جائز نہ ہوگا، اس وجہ سے کہ جب دونوں چھوٹ جائیں گے تو اس وقت فرض کی قضاء کے ساتھ سنت فجر پڑھنا درست ہے۔

(کشف الاسرار ص ۱۵ جلد ۲)

مسئلہ:۔ سونے کے وقت، سلام کا جواب دینے کے لئے باوجود پانی ہونے کے تیمم کرنا جائز ہے اگر چہ اس تیمم سے نماز پڑھنا جائز نہیں ہے، اس وجہ سے کہ نماز کیلئے تیمم اس وقت جائز ہوتا ہے جب پانی نہ پایا جائے یا وہ پانی کے استعمال پر اسی وجہ سے قادر نہ ہو، ان تمام اعمال کے لئے تیمم کرنا جائز ہے جس کے لئے طہارت کی شرط نہیں ہے۔

مسئلہ:۔ مسجد میں داخل ہونے اور مسجد میں سونے کے لئے تیمم کرنا جائز ہے۔

(کشف الاسرار ص ۱۶ جلد ۲)

مسئلہ:۔ نماز جمعہ اور وقتی نماز اور وتر کے فوت ہونے کی وجہ سے تیمم نہیں کر سکتا کیونکہ ان نمازوں کا بدل قضاء کی صورت میں موجود ہے۔ (کشف الاسرار ص ۱۷ جلد ۲)

تیمّم میں کاہلی اور سستی کو دخل نہیں ہے

مسئلہ:۔ معمولی امراض زکام، بخار وغیرہ میں جب تک مرض بڑھ جانے کا اندیشہ نہ ہو تو تیمم جائز نہیں، اگر گرم پانی نقصان نہیں کرتا اور مل بھی سکتا ہے تو تیمم جائز نہیں ہے۔

مسئلہ:۔ اگر خواہ مخواہ وہم ہو گیا کہ بیمار ہو جاؤں گا یا مرض بڑھ جائے گا لیکن نہ اس طرح مریض ہونے کی عادت ہے اور نہ عام طور سے اس بات کا تجربہ ہے نہ طبیب معتبر پانی کو مضر

بتلاتا ہے تو تیمم جائز نہیں ہے اگر بدن میں طاقت ہے اور پانی ضرر نہیں کرتا، لیکن کاہلی یا سستی کی بناء پر سے وضوء کرنے کو دل نہیں چاہتا تو تیمم جائز نہیں ہے۔

مسئلہ:۔ اگر صرف ہاتھوں پر یا صرف پاؤں پر زخم ہوں تو تیمم جائز نہیں ہے، زخم والے حصہ پر مسح کرلے، باقی اعضاء کو دھو کر وضوء کرے، اگر پانی نہ ملنے کی وجہ سے تیمم کیا تھا اس کے بعد ایسا مرض پیش آگیا جس میں پانی مضر ہے لیکن پانی مل گیا تو اب اس پہلے تیمم سے نماز جائز نہیں، پانی ملنے سے وہ جاتا رہا، اب مرض کے عذر سے دوبارہ تیمم کرے (طہور المسلمین ص ۱۶)

سرد ملکوں میں تیمّم کرنے کا حکم

سوال:۔ جس جگہ برف باری کی شدت ہو اور سردی بھی بکثرت ہوتی ہو، ہوا بھی نہایت تند چلتی ہو، وضوء کرنے میں سخت تکلیف ہوتی ہو، یہاں تک کہ ہاتھ پاؤں چند ساعت کے لئے بالکل معطل رہتے ہوں، ایسی حالت میں تیمم یا مسح سے نماز جائز ہوگی یا نہیں؟

جواب:۔ اگر کہیں شاذ و نادر ایسی صورت ہو کہ وضوء کرنے سے ہلاکت یا مرض کا غالب اندیشہ ہو اور پانی گرم کرنے کا سامان بھی نہ ہو، نہ ایسا کوئی کپڑا ہو کہ اس میں لپٹ کر بدن گرم کرلیں، ایسی صورت میں تیمم جائز ہے ورنہ جائز نہیں ہے۔ اور پاؤں دھونے کا بدل مسح خفین ہوسکتا ہے۔ (امداد الفتاوی ص ۷۳ جلد اول)

(تفصیل دیکھئے احقر کی مرتب کردہ کتاب مکمل و مدلل مسائل خفین۔ رفعت)

تیمّم کے واجب ہونے کی شرطین

۱۔ مسلمان ہونا، کافر پر تیمم واجب نہیں۔

۲۔ بالغ ہونا، نابالغ پر تیمم واجب نہیں۔

۳۔ عاقل ہونا، دیوانہ اور مست اور بے ہوش پر تیمم واجب نہیں۔

۴۔ حدث اصغر یا حدث اکبر کا پایا جانا، یعنی وضوء اور غسل کی حاجت کا ہونا، اور جو شخص دونوں حدثوں سے یعنی جس کو وضوء اور غسل کی ضرورت ہی نہ ہو یعنی پاک ہو، اس پر تیمم واجب نہیں۔

۵۔ جن چیزوں سے تیمم جائز ہو، ان کے استعمال پر قادر ہونا، جس شخص کو ان کے استعمال پر قدرت نہ ہو اس پر تیمم واجب نہیں ہے۔

۶۔ نماز کے وقت کا تنگ ہو جانا، شروع وقت میں تیمم واجب نہیں۔

۷۔ نماز کا اس قدر وقت ملنا کہ جس میں تیمم کر کے نماز پڑھنے کی گنجائش ہو، اگر کسی کو اتنا وقت نہ ملے تو اس پر تیمم واجب نہیں۔

(علم الفقہ ص ۱۰۲ جلد اول، کتاب الفقہ ص ۲۳۹ جلد اول طہور المسلمین ص ۸)

تیمّم کے صحیح ہونے کی شرطیں

۱۔ مسلمان ہونا، کافر کا تیمم صحیح نہیں یعنی حالت کفر کے تیمم سے اسلام لانے کے بعد نماز جائز نہیں، ہاں اسلام لانے کے وقت جو غسل مستحب ہے اگر اس کے عوض تیمم کرے تو اس کو مستحب کے ادا کرنے کا ثواب مل جائیگا۔

۲۔ تیمم کی نیت کرنا جس حدث کے سبب سے تیمم کیا جائے یا اس سے طہارت کی نیت کی جائے یا جس چیز کے لئے تیمم کیا جائے اس کی نیت کی جائے۔ (مثلاً اگر نماز جنازہ کے لئے تیمم کیا جائے یا قرآن شریف کی تلاوت کے لئے تیمم کیا جائے تو اس کی نیت کی جائے مگر نماز اس تیمم سے صحیح ہوگی جس میں حدث (ناپاکی) سے طہارت (پاکی) کی نیت کی جائے یا کسی ایسی عبادت مقصودہ کی نیت کی جائے جو بغیر طہارت کے نہیں ہو سکتی۔

عبادت مقصودہ وہ عبادت ہے جس کی مشروعیت صرف ثواب اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے نہ ہو کسی دوسری عبادت کے اداء کرنے کے لیے اس کی مشروعیت نہ ہو جیسے نماز، قرآن کی تلاوت وغیرہ، بخلاف وضوء قرآن مجید کے چھونے اور مسجد میں جانے کے کہ ان سے صرف ثواب مقصود نہیں ہوتا بلکہ دوسری عبادتوں کا ادا کرنا بھی منظور ہوتا ہے، یعنی نماز کے تیمم سے تو قرآن مجید چھو سکتے ہیں لیکن قرآن وغیرہ کے چھونے کے لئے کسی نے تیمم کیا تو اس سے نماز نہیں پڑھ سکتے۔

۳۔ پورے منہ اور دونوں ہاتھوں کا کہنیوں سمیت مسح کرنا۔

۴۔ جسم پر ایسی چیز کا نہ ہونا جو مسح کو مانع ہو مثلاً روغن، چربی، موم یا تنگ انگوٹھی اور

چھلوں وغیرہ کے۔

۵۔ پورے دونوں ہاتھوں سے یا ان کے اکثر حصہ سے مسح کرنا۔

۶۔ جن چیزوں سے حدث اصغر یا حدث اکبر ہوتا ہے ان کا تیمم کے وقت نہ ہونا، کوئی حائضہ عورت تیمم کرے تو صحیح نہیں ہے۔ اور اگر ایسی عبادت کے لئے تیمم کیا جائے جو بغیر طہارت کے نہیں ہو سکتی جیسے نماز، قرآن کی تلاوت وغیرہ تو اس کے لئے پانی کے استعمال سے معذور ہونا بھی شرط ہے۔ (علم الفقہ ص ۱۰۳ جلد اول)

تیمّم کا مسنون طریقہ

مسئلہ :۔ تیمم کا طریقہ یہ ہے کہ بسم اللہ الخ پڑھ کر نیت کر کے اپنے دونوں ہاتھوں کو کسی ایسی مٹی پر جس پر نجاست نہ پہنچی ہو یا نجاست دھو کر زائل کر دی گئی ہو اپنے دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں کی جانب سے کشادہ کر کے (کچھ کھول کر) مار کر ملے، اس کے بعد ہاتھوں کو اٹھا کر ان کی مٹی جھاڑ ڈالے، پھر پورے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں کو اپنے پورے منہ پر ملے اس طرح کہ کوئی جگہ ایسی باقی نہ رہے جہاں ہاتھ نہ پہنچے، پھر اسی طرح دونوں ہاتھوں کو مٹی پر مار کر ملے اور پھر ان کی مٹی جھاڑ ڈالے اور بائیں ہاتھ کی تین انگلیاں سوا کلمہ کی انگلی اور انگوٹھے کے داہنے ہاتھ کی انگلیوں کے سرے پر پشت کی جانب رکھ کر کہنیوں تک کھینچ لائے اس طرح کہ بائیں ہاتھ کی ہتھیلی بھی لگ جائے اور کہنیوں کا مسح بھی ہو جائے، پھر باقی انگلیوں کو اور ہاتھ کی ہتھیلی کو دوسری جانب رکھ کر انگلیوں تک کھینچا جائے، اسی طرح بائیں ہاتھ کا بھی مسح کرے

وضوء اور غسل دونوں کے تیمم کا یہی طریقہ ہے اور ایک ہی تیمم دونوں کے لئے کافی ہے اگر دونوں کی نیت کی جائے۔ (علم الفقہ ص ۱۰۶ جلد اول، منیہ ص ۲۹ وشامی ص ۲۶۴ جلد اول، وہدایہ ص ۶۲ جلد اول وکبیری ص ۶۴ وطہور المسلمین ص ۲۲ ومظاہر حق ص ۴۷۹ جلد اول وشرح نقایہ ص ۲۶ جلد اول)

تیمّم کے فرائض وواجبات

۱۔ تیمم کرتے وقت نیت کرنا فرض ہے۔

۲۔ مٹی یا مٹی کی قسم سے کسی چیز پر دو مرتبہ ہاتھ مارنا۔

۳۔ تمام منہ اور دونوں ہاتھوں کے اکثر حصہ ملنا فرض ہے۔

۴۔ اعضاء سے ایسی چیز کا دور کرنا فرض ہے جن کے سبب سے مٹی جسم تک نہ پہنچ سکے، جیسے روغن یا چربی وغیرہ۔

۵۔ تنگ انگوٹھی یا تنگ چھلوں اور تنگ چوڑیوں کا اتار ڈالنا واجب ہے۔

۶۔ اگر کسی قرینہ سے پانی کا قریب ہونا معلوم ہو تو اس کی تلاش میں سو قدم تک خود جانا یا کسی کو بھیجنا واجب ہے۔

۷۔ اگر کسی کے پاس پانی ہو اور اس سے ملنے کی امید ہو تو اس سے طلب کرنا واجب ہے۔ (علم الفقہ ص ۱۰۶ و مظاہر حق ص ۵۸ جلد اول)

تیمّم کے سنن اور مستحبات

۱۔ تیمم کے شروع میں بسم اللہ کہنا سنت ہے۔

۲۔ اسی ترتیب سے تیمم کرنا سنت ہے جس ترتیب سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے یعنی پہلے منہ کا مسح کرنا پھر دونوں ہاتھوں کا۔

۳۔ پاک مٹی پر ہتھیلیوں کی اندرونی سطح کو ملنا سنت ہے، نہ ان کی پشت کو۔

۴۔ ملنے کے بعد دونوں ہاتھوں سے مٹی جھاڑنا سنت ہے۔

۵۔ مٹی پر ہاتھ مارتے وقت انگلیوں کا کشادہ رکھنا سنت ہے تاکہ غبار ان کے اندر پہنچ جائے۔

۶۔ کم از کم تین انگلیوں سے مسح کرنا سنت ہے۔

۷۔ پہلے دائیں عضو کا مسح کرنا پھر بائیں کا مسح کرنا سنت ہے۔

۸۔ مٹی سے تیمم کرنا سنت ہے نہ اس کے ہم جنس سے۔

۹۔ منہ کے مسح کے بعد داڑھی کا خلال کرنا سنت ہے۔

۱۰۔ ایک عضو کے مسح کے بعد بلا توقف دوسرے عضو کا مسح کرنا مستحب ہے۔

۱۱۔ مسح کا اسی خاص طریقہ سے ہونا مستحب ہے جو تیمم کے طریقہ میں لکھا گیا ہے۔

۱۲۔ جس شخص کو اخیر وقت تک پانی ملنے کا یقین ہو یا گمان غالب ہو، اس کو نماز کے اخیر وقت تک پانی کا انتظار کرنا مستحب ہے۔

مثلاً: کنویں سے پانی نکالنے کی کوئی چیز نہ ہو اور یقین یا غالب گمان ہو کہ اخیر وقت میں رسی ڈول مل جائے گا۔ یا کوئی شخص ریل میں سوار ہو اور یقیناً معلوم ہو کہ اخیر وقت میں ریل ایسے اسٹیشن پر پہنچ جائے گا جہاں پانی مل سکتا ہے۔ (علم الفقہ ص ۱۰۷ جلد اول و کتاب الفقہ ص ۲۵۹ جلد اول و کشف الاسرار ص ۵ جلد ۲)

پانی کے استعمال سے معذور ہونے کی صورتیں

۱۔ اس قدر پانی کا جو وضوء، اور غسل کے لئے کافی ہو وہاں موجود نہ ہونا بلکہ ایک میل (ایک کلومیٹر ۶۱۰ میٹر) یا ایک میل سے زیادہ فاصلہ پر ہونا۔

۲۔ پانی موجود ہو مگر کسی کی امانت ہو یا کسی کا غصب کیا ہوا ہو۔

۳۔ پانی کے نرخ (بھاؤ، قیمت) کا معمول سے زیادہ گراں ہو جانا۔

۴۔ پانی کی قیمت کا نہ موجود ہونا، خواہ پانی مل سکتا ہو یا نہیں اور قرض لینے کی صورت میں اس کے اوپر قادر نہ ہونا یا نہیں ہونا۔ (مراقی الفلاح)

ہاں اگر اس کی ملک میں مال ہو اور ایک مدت معینہ کے وعدے پر اس کو قرض مل سکے تو قرض لے لینا چاہیئے۔

۵۔ پانی کے استعمال سے کسی مرض کے پیدا ہو جانے یا بڑھ جانے کا خوف ہو کہ پانی کے استعمال سے صحت کے حاصل ہونے یعنی صحیح ہونے میں دیر ہوگی۔

۶۔ سردی کا اس قدر زیادہ ہونا کہ پانی کے استعمال سے کسی عضو کے ضائع ہو جانے یا کسی مرض کے پیدا ہو جانے کا خوف ہو اور گرم پانی نہ مل سکتا ہو۔

۷۔ کسی دشمن یا درندہ کا خوف ہو مثلاً پانی ایسے مقام پر ہو جہاں پر درندے وغیرہ آتے ہوں یا راستہ میں چوروں کا خوف ہو یا اس پر کسی کا قرض ہو یا کسی سے عداوت ہو اور یہ خیال ہو کہ اگر پانی لینے جائے گا تو وہ قرض خواہ یا وہ دشمن اس کو قید کر لے گا یا کسی قسم کی تکلیف دے گا، یا کسی فاسق کے پاس پانی ہو اور عورت کو اس سے پانی لینے میں اپنی بے حرمتی کا خوف ہو۔

۸۔ پانی کھانے پینے کی ضرورت کے لئے رکھا ہو کہ اگر وضوء یا غسل میں خرچ کر دیا جائے گا تو اس ضرورت میں حرج ہوگا، مثلاً آٹا گوندھنے یا گوشت وغیرہ پکانے کے لئے رکھا ہو، یا پانی اس قدر ہو کہ اگر وضوء یا غسل میں صرف کر دیا جائے تو پیاس کا خوف ہو، خواہ اپنی پیاس کا یا کسی اور آدمی کا یا اپنے جانور کا، بشرطیکہ کوئی ایسی تدبیر نہ ہو سکے جس سے مستعمل (استعمال کیا ہوا) پانی جانوروں کے کام آسکے۔

۹۔ کنویں سے پانی نکالنے کی کوئی چیز نہ ہو اور نہ کوئی کپڑا ہو جس کو کنویں میں ڈال کر تر کرے اور اسے نچوڑ کر پانی حاصل کر سکے، یا پانی مٹکے (جس برتن میں پانی ہو) وغیرہ میں ہو اور کوئی چیز نکالنے کی نہ ہو اور مٹکا (پانی کا برتن) جھکا کر پانی نہ لے سکتا ہو اور ہاتھ ناپاک ہوں اور کوئی دوسرا شخص ایسا نہ ہو جو پانی نکال کر دے دے یا اس کے ہاتھ دھلا دے۔

۱۰۔ وضوء یا غسل کرنے میں ایسی نماز کے چلے جانے کا خوف ہو جس کی قضاء نہیں ہے جیسے عیدین اور جنازہ کی نماز۔

۱۱۔ پانی کا بھول جانا مثلاً کسی شخص کے پاس پانی ہو اور وہ اس کو بھول گیا ور اس کے خیال میں ہو کہ میرے پاس نہیں۔ (علم الفقہ ص ۱۰۴ جلد اول، منیۃ المصلی ص ۴۲، درمختار ص ۲۲۹ جلد اول، بہشتی زیور ص ۶۷ جلد اول طہور المسلمین از میاں صاحب ص ۱۱)

مسئلہ:۔ جو شخص وضوء اور غسل دونوں سے معذور ہو وہ حالت جنابت یعنی ناپاکی کی حالت میں ایک تیمم بہ نیت غسل و وضوء کر لے تو اس کے لئے کافی ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ص ۲۶۳ جلد اول، بحوالہ رد المختار ص ۲۱۴ جلد اول باب التیمم)

مسئلہ:۔ فالج شدہ مریض جو خود وضوء کرنے سے مجبور ہے اور گرم پانی کے بغیر وضوء نہ کر سکتا ہو، اگر اس کے پاس کوئی وضوء کرانے والا نہ ہو یا گرم پانی موجود نہ ہو تو وہ تیمم کر سکتا ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ص ۲۶۵ جلد اول، بحوالہ رد المختار ص ۲۱۵ جلد اول)

پاؤں اور سر پر مسح تیمم مشروع نہ ہونے کی وجہ

مسئلہ:۔ تیمم دو اندا موں، ہاتھ اور منہ کے ساتھ مخصوص ہونا اور پاؤں اور سر پر تیمم مشروع نہ ہونا اس وجہ سے ہے کہ مٹی کا سر پر ڈالنا ناپسند و مکروہ امر شمار کیا جاتا ہے، کیونکہ مٹی کا سر پر

ڈالنا مصائب اور تکالیف کے وقت لوگوں میں مروج ہے، اس وجہ سے سر پر مٹی ملنا یعنی مسح کرنا مشروع نہیں ہوا، کیونکہ یہ بات اللہ تعالیٰ اور لوگوں میں مکروہ وناپسند ہے، اور تیمم میں پیروں پر ہاتھ پھیرنے کا حکم اس لئے نہیں دیا گیا کہ پیر تو خود ہی گرد وغبار سے آلودہ رہتے ہیں اور حکم ایسی چیز کا دیا جاتا ہے، جو پہلے سے نہ پائی جاتی ہوتا کہ نفس میں اس کے کرنے سے تنبیہ پائی جائے۔ (المصالح العقلیہ ص ۳۱)

وضوء اور غسل کے تیمّم میں فرق نہ ہونے کی وجہ

جنبی یعنی جس پر غسل واجب ہو اور بے وضوء کا تیمم یکساں ہونے میں یہ حکمت ہے کہ جب بے وضوء شخص کے لئے تیمم میں ہاتھ اور منہ پر مسح کرنے کے بعد سر اور پاؤں کا مسح ساقط ہو گیا تو ان ہی اعضاء یعنی ہاتھ اور منہ پر مسح کرنے کے بعد جنبی کے لئے سارے بدن کا مسح (ہاتھ پھیرنا) بدرجہ اولیٰ ساقط ہو جانا چاہیئے کیونکہ سارے بدن کا مسح کرنے میں تکلیف اور حرج ہے جو رخصت تیمم کے منافی اور مناقض ہے اور سارے بدن پر مٹی ملنے میں خدا تعالیٰ کی افضل مخلوقات یعنی انسان کو خاک میں لوٹنے میں بہائم (جانوروں) کے ساتھ مشابہت ہوتی ہے، پس جو کچھ شریعت حقہ نے مقرر کیا ہے، حسن وخوبی اور عدل میں اس سے بہتر کوئی چیز نہیں ہو سکتی ہے۔ (المصالح العقلیہ ص ۳۰)

مسئلہ :۔ وضوء اور غسل کے تیمم میں کوئی فرق نہیں ہے، دونوں کا ایک ہی طریقہ ہے۔ (صرف نیت کا فرق ہے) (آپ کے مسائل ص ۶۴ جلد ۲)

مسئلہ :۔ جو شخص وضوء اور غسل کرنے سے معذور ہو وہ جنابت (ناپاکی) کی حالت میں ایک ہی تیمم غسل اور وضوء کی نیت سے کر لے۔ اس کے لئے کافی ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۲۶۳ جلد اول)

مسئلہ :۔ جیسا کہ بے وضوء آدمی پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمم کر کے نماز پڑھ سکتا ہے، اسی طرح جس کو نہانے کی ضرورت ہو وہ بھی پانی نہ ملنے کی صورت میں غسل کے لئے تیمم کر سکتا ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ص ۲۵۲ جلد اول)

تیمّم کے لئے کتنا بڑا ڈھیلا ہوں؟

مسئلہ :۔ تیمم میں احوط (احتیاط) یہ ہے کہ ڈھیلا اتنا بڑا ہو جس پر دونوں ہاتھ ایک دفعہ ضرب (مار) کرسکیں، یا کم ازکم اتنا بڑا ہو کہ ایک ہاتھ پورا یعنی ہتھیلی مع انگلیوں کے اس پر آجائے اور یکے بعد دیگرے دونوں ہاتھوں کو اس پر مار سکیں، کیونکہ بعض علماء کے نزدیک ضرب تیمم کا رکن ہے۔ (امداد الاحکام ص ۳۸۷ جلد اول)

ایک ڈھیلے پر متعدد بار تیمّم کرنا

مسئلہ :۔ بعض مساجد میں تیمم کرنے کے واسطے مٹی کا ایک گولہ بنا لیتے ہیں، اس مٹی کے گولہ پر بار بار تیمم کرنا درست ہے اور اس پر نجاست حکمی کا اثر نہیں ہوتا۔ درمختار میں تصریح ہے کہ ایک جگہ پر بار بار تیمم کرنا صحیح ہے (فتاویٰ دار العلوم ص ۲۶۱ جلد اول بحوالہ ردالمختار ص ۲۲۰ جلد اول باب التیمم)

مسئلہ :۔ ایک مقام سے اور ایک ڈھیلے سے چند آدمی یکے بعد دیگرے تیمم کریں تو درست ہے۔ (کبیری ص ۸)

مسئلہ :۔ اگر تیمم کرنے والوں کے ہاتھ کی جھاڑی ہوئی کافی مٹی جمع ہو جائے تو اس مٹی پر بھی تیمم کرنا جائز ہے، قطعاً کوئی مضائقہ نہیں۔ (کشف الاسرار ص ۲۵ جلد ۲)

مسئلہ:۔ مسجد کی چونا پھری ہوئی دیوار پر تیمم درست ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۲۶۲ جلد اول بحوالہ ہدایہ ص ۵۳ جلد اول وتفصیل امداد الفتاویٰ ص ۷۱ جلد اول)

مسئلہ:۔ لکڑی، کپڑے پر بغیر غبار کے تیمم درست نہیں ہے، اسی طرح سبز اور خشک گھانس کا حکم ہے۔ اور پتھر، دیوار کچی و پکی و چونہ پر بلا غبار بھی تیمم درست ہے۔ لکڑی وغیرہ پر تھوڑا غبار بھی کافی ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ص ۲۴۴ جلد اول بحوالہ غنیۃ ص ۴۷)

تیمّم کے ڈھیلے سے استنجاء کرنا

مسئلہ :۔ جس ڈھیلے سے تیمم کیا ہو اسے یا اس میں سے توڑ کر ڈھیلہ سے استنجاء میں استعمال کرنا جائز تو ہے مگر اچھا نہیں ہے، فقہاء نے ناپاک جگہ وضوء کرنے کو خلاف ادب کہا ہے، اور

وجہ یہی لکھی ہے کہ وضوء کا پانی قابل حرمت ہے، پس ایسے ہی تیمم کا ڈھیلا بھی ہے۔

(امداد الاحکام ص ۳۸۷ جلد اول)

مسئلہ :۔ تیمم کے لئے پاک مٹی ہونا ضروری ہے، ناپاک زمیں جو خشک ہو جائے ایسی مٹی استعمال کئے گئے پانی کی طرح ہے، یعنی خود تو پاک ہے مگر پاک کرنے والی نہیں ہے، ایسی زمین پر خشک ہونے کے بعد نماز تو پڑھ سکتے ہیں مگر اس سے تیمم درست نہیں ہے۔

(کشف الاسرار ص ۳ جلد اول)

مسئلہ :۔ پاک گیلی مٹی سے جس پر پانی غالب نہیں ہے تیمم جائز ہے مگر گیلی مٹی سے تیمم اس وقت کرنا چاہیئے جب وقت کے فوت ہو جانے کا خوف ہو، تاکہ بلا ضرورت بدشکل بننے کی نوبت نہ آئے۔ (کشف الاسرار ص ۱۲ جلد ۲)

جن چیزوں سے تیمّم جائز ہے اور جن سے جائز نہیں

۱۔ مٹی یا مٹی کی قسم سے جو چیز ہو اس سے تیمّم جائز ہے اور جو مٹی کی قسم سے نہ ہو، اس سے جائز نہیں، جو چیزیں آگ میں جلانے سے نرم نہ ہوں اور جل کر راکھ ہو جائیں اور وہ چیزیں مٹی کی قسم سے ہیں جیسے ریت اور پتھر کی اقسام عقیق، زبرجد، فیروزہ، سنگ مرمر، ہڑتال، سنکھیا وغیرہ اور جو چیزیں آگ میں جلانے سے نرم ہو جائیں یا جل کر راکھ ہو جائیں وہ مٹی کے قسم سے نہیں جیسے کپڑا، لکڑی وغیرہ جل کر راکھ ہو جاتے ہیں اور سونا چاندی وغیرہ کہ جلنے سے نرم ہو جاتی ہیں، ان سے تیمم جائز نہیں ہے۔

۲۔ جو چیزیں مٹی کی قسم سے نہ ہوں، اگر ان پر غبار ہو تو ان سے بوجہ اس غبار کے تیمم جائز ہے جیسے کسی کپڑے یا لکڑی یا سونے چاندی وغیرہ پر غبار ہو تو ان سے تیمم جائز ہے۔

۳۔ کسی نجس (ناپاک) چیز پر غبار ہو تو اگر وہ غبار اس پر خشکی کی حالت میں پڑا ہو، اور اس سے تیمم کرنے میں نجاست کے کسی چیز کے آنے کا خوف نہ ہو تو اس سے تیمم جائز ہے ورنہ نہیں۔

۴۔ کسی حیوان یا انسان یا اپنے اعضاء پر غبار ہو تو اس سے تیمم جائز ہے جیسے کسی نے جھاڑو دی، اس سے غبار اڑ کر منہ اور ہاتھوں پر پڑ جائے اور ہاتھ سے مل لے تو تیمم ہو جائے گا۔

۵۔ اگر کوئی ایسی چیز جس سے تیمم جائز نہیں مٹی وغیرہ کے ساتھ مل جائے تو غالب کا اعتبار ہوگا، اگر مٹی وغیرہ غالب ہے تو تیمم جائز ہوگا ورنہ نا جائز،

(علم الفقہ ص ۱۰۵ جلد اول، ہدایہ ص ۲۶ جلد اول، شرح نقایہ ص ۲۶ جلد اول، کبیری ص ۶۷)

مسئلہ :۔ دیوار پتھر کی ہو یا پختہ اینٹوں کی یا کچی اینٹوں کی بشرطیکہ پاک ہو تو اس پر تیمم جائز ہے (نماز کے مسنون اعمال ص ۱۳۹، احسن الفتاویٰ ص ۵۷ جلد ۲، ردالمحتار ص ۲۲۰ جلد اول)

مسئلہ :۔ اناج مثلاً گیہوں، جو، باجرہ وغیرہ پر اگر گرد وغبار ہو تو تیمم جائز ہے، ورنہ نہیں۔
(شرح وقایہ ص ۹۰ جلد اول، کبیری ص ۶۷ کتاب الفقہ ص ۲۵۵ جلد اول، طہور المسلمین ص ۱۷)

تیمّم کے احکام

مسئلہ :۔ جن چیزوں کیلئے وضوء فرض ہے ان کے لئے وضوء کا تیمم بھی فرض ہے اور جن کے لئے وضوء واجب ہے ان کے لئے وضوء کا تیمم بھی واجب ہے اور جن کے لئے وضوء سنت یا مستحب ہے ان کے لئے وضوء کا تیمم بھی سنت یا مستحب ہے اور یہی حال غسل کے تیمم کا ہے بقیاس غسل کے۔ (مثلاً کوئی وضوء کرنے سے معذور ہے اور وہ وضوء کے بدلے میں جو تیمم کرے گا تو وہ تیمم بھی فرض ہی رہے گا۔ علیٰ ہذا القیاس)

مسئلہ :۔ اگر کسی کو حدث اکبر ہو (یعنی نہانے کی حاجت ہو) اور مسجد میں جانے کی اس کو سخت ضرورت ہو اس پر تیمم کرنا واجب ہے۔

مسئلہ :۔ جن عبادتوں کے لئے دونوں حدثوں سے طہارت شرط نہیں جیسے سلام، سلام کا جواب وغیرہ، ان کے لئے وضوء وغسل دونوں کا تیمم بغیر عذر کے ہوسکتا ہے اور جن عبادتوں میں صرف حدث اصغر سے طہارت (پاکی) شرط نہ ہو جیسے قرآن شریف کی تلاوت بغیر ہاتھ لگائے یا اذان وغیرہ، ان کے لئے صرف وضوء کا تیمم بغیر عذر کے ہوسکتا ہے۔

مسئلہ :۔ اگر کسی کے پاس مشکوک پانی ہو جیسے گدھے کا جھوٹا پانی تو ایسی حالت میں وضوء یا غسل کر لے، اس کے بعد تیمم کرے۔

مسئلہ :۔ اگر وہ عذر جس کی وجہ سے تیمم کیا گیا ہے آدمیوں کی طرف سے ہو تو جب وہ عذر جاتا رہے تو جس قدر نمازیں اس تیمم سے پڑھی ہیں، وہ سب دوبارہ پڑھنا چاہیئے۔

مثال:۔ کوئی شخص جیل میں ہو اور جیل کے ملازم اس کو پانی نہ دیں، یا کوئی شخص اس سے کہے کہ اگر تو وضوء کرے گا تو میں تجھ کو مار ڈالوں گا وغیرہ۔

(علم الفقہ ص ۱۰۵ جلد اول وطہور المسلمین ص ۱۸ کشف الاسرار ص ۲۵ جلد ۲)

تیمّم جن چیزوں سے ٹوٹ جاتا ہے

مسئلہ:۔ جن چیزوں سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے ان سے وضوء کا تیمم بھی ٹوٹ جاتا ہے اور جن چیزوں سے غسل واجب ہوتا ہے ان سے غسل کا تیمم بھی ٹوٹ جاتا ہے۔

مسئلہ:۔ اگر وضوء اور غسل دونوں کے لئے ایک ہی تیمم کیا جائے تو جب وضوء ٹوٹ جائے گا تو وہ تیمم وضوء کے حق میں ٹوٹ جائے گا اور غسل کے حق میں باقی رہے گا جب تک غسل کی واجب کرنے والی کوئی چیز نہ پائی جائے۔

مسئلہ:۔ جس عذر کے سبب سے تیمم کیا گیا تھا، اس کے زائل ہو جانے سے تیمم جاتا رہے گا اگر چہ اس کے ہی بعد فوراً دوسرا عذر پیدا ہو جائے مثلاً کسی شخص نے پانی نہ ملنے کی وجہ سے تیمم کیا تھا پھر جب پانی ملا تو وہ بیمار ہو گیا۔ (پھر بیماری کا تیمم الگ کرے۔)

مسئلہ:۔ اگر کوئی شخص سوتا ہوا اونگھتا ہوا پانی کے پاس سے گذرے تو اس کا تیمم نہ جائے گا اس لئے کہ وہ ایسی حالت میں پانی پر پہنچا تھا جس میں اس کو پانی کے استعمال پر قدرت نہ تھی مگر اس میں شرط یہ ہے کہ اس طرح سویا ہو کہ جس سے وضوء نہ ٹوٹے یا تیمم غسل کے عوض میں کیا ہو مثلاً کوئی شخص گھوڑے یا گاڑی پر بیٹھا ہوا سو جائے اور اثنائے راہ میں اسے کوئی چشمہ یا ندی وغیرہ ملے تو اس کا تیمم نہ جائے گا۔ (فتاویٰ قاضی خان، فتح القدیر)

یہ شرط اس لئے کی گئی ہے کہ اگر تیمم کا وضوء ہوگا اور اسی طرح سو جائے گا جس سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے تو تیمم اس کا سونے سے ٹوٹ جائے گا، پانی ملنے کو کچھ دخل نہ ہوگا۔

مسئلہ:۔ اگر کوئی شخص ریل یا جہاز پر سوار ہو اور اس نے پانی نہ ملنے سے تیمم کیا ہو اور راستہ میں چلتی ہوئی ریل سے اس کو پانی کے چشمے، ندی وغیرہ نظر آئیں تو اس کا تیمم نہ جائے گا، کیونکہ اس صورت میں وہ پانی کے استعمال پر قادر نہیں ہے۔

(علم الفقہ ص ۱۰۸ جلد اول، منیہ ص ۳۰ ور مختار ص ۴۳ جلد اول)

مسئلہ :۔ تیمم ہر اس چیز سے ٹوٹ جاتا ہے جس سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے اور تیمم والا شخص جس نے پانی کے نہ ملنے پر تیمم کیا تھا پانی کو دیکھ لے جس کے استعمال پر قادر ہو تو اس کا تیمم ٹوٹ جائے گا۔ (ہدایہ ص ۲۷ جلد اول، شرح نقایہ ص ۲۷ جلد اول، کبیری ص ۸۴)

مسئلہ :۔ جس پر غسل واجب تھا اس نے اگر بعد عذر شرعی تیمم کیا اس عذر کے ختم ہونے پر وہ تیمم بھی زائل ہو جائے گا۔ مثلاً پانی نہ ملنے کی وجہ سے تیمم کیا تھا تو اگر پانی مل گیا اور قدرت ہو گئی تو تیمم جنابت کا ٹوٹ جائے گا۔ یا اگر مرض کی وجہ سے کیا تھا تو جس وقت وہ مرض زائل ہو گا تیمم ٹوٹ جائے گا، یا کوئی بات غسل کو واجب کرنی والی پائی جائے تو تیمم ٹوٹ جائے گا۔ اور نواقض وضوء یعنی وضوء کو توڑنے والی چیزوں سے مطلقاً وہ تیمم نہ ٹوٹے گا۔ مثلاً اس نے مرض کی وجہ سے تیمم جنابت کیا یا پانی نہ ملنے کی وجہ سے تیمم کیا اور پھر حدث موجب وضوء یعنی وضوء کو توڑنے والی چیزیں پیش آ گئی تو اس سے تیمم جنابت (ناپاکی) کا نہیں ٹوٹے گا۔ (صرف وضوء کا ٹوٹے گا غسل کا باقی رہے گا۔) وضوء کے لئے پھر تیمم کرے۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۲۵۹ جلد اول. بحوالہ رد المختار ص ۲۳۴ جلد اول باب التیمم)

تلاوت کی نیت سے تیمم کیا تو اس سے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

سوال :۔ ایک مریض کے لئے پانی مضر ہے، اس نے قرآن مجید کی تلاوت کے لئے تیمم کیا تو اس تیمم سے نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

جواب :۔ قاعدہ یہ ہے کہ اگر کسی ایسی عبادت کے لئے تیمم کیا جو خود بالذات ہو اور اس کے لئے طہارت (پاکی) بھی ضروری ہو تو اس تیمم سے نماز صحیح ہے، ورنہ صحیح نہیں ہے، مذکورہ بالا دونوں شرطیں پائی جائیں تو اس سے نماز ہوگی، اور اگر دونوں شرطیں یا دونوں میں سے ایک مفقود ہو تو اس تیمم سے نماز نہیں پڑھ سکتا۔

پس اگر بے وضوء شخص نے زبانی تلاوت کے لئے تیمم کیا تو اس میں دوسری شرط مفقود ہے یعنی طہارت ضروری نہیں۔ (کیونکہ زبانی تلاوت کے لئے وضوء ضروری نہیں ہے) اور اگر قرآن کریم کو ہاتھ لگانے کیلئے تیمم کیا تو پہلی مفقود ہے یعنی یہ عبادت مقصودہ نہیں ہے، اس لئے ان دونوں صورتوں میں اس تیمم سے نماز نہیں پڑھ سکتا، البتہ تیمم کرتے وقت

صرف تلاوت کی نیت کی بجائے طہارت کاملہ کی نیت کرے تو اس سے نماز بھی درست ہے، اور اگر ناپاک شخص نے جس کو نہانے کی حاجت ہو تلاوت کی نیت سے تیمم کیا تو وہ اس تیمم سے نماز پڑھ سکتا ہے، اس لئے کہ تلاوت عبادت مقصودہ ہے اور اس کے لئے جنابت (ناپاکی) سے طہارت (پاکی) بھی شرط ہے۔

(احسن الفتاویٰ ص ۶۰ جلد ۲ بحوالہ ردالمختار ص ۲۲۶ جلد اول)

مسئلہ :۔ پانی کے ہوتے ہوئے (تندرست کے لئے) قرآن شریف پڑھنے کے لئے تیمم درست نہیں ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۶۴ جلد اول بحوالہ ردالمختار ص ۲۲۶ جلد اول)

بیماری میں مریض کی طبیعت کا اعتبار ہے یا طبیب کا؟

سوال :۔ علالت کے وقت جو تیمم جائز ہے اس میں طبیعت بیمار کا دخل ہے یا طبیب حاذق کو دخل ہے؟

جواب :۔ درمختار کی عبارت سے معلوم ہوا کہ تیمم میں طبیعت و تجربہ و ظن غالب بیمار کو بھی دخل ہے اور طبیب حاذق کے قول کو بھی، ان میں جو بھی پایا جائے تیمم جائز ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۵۸ جلد اول بحوالہ ردالمختار ۲۱۵ جلد اول)

وقت کی تنگی کے باعث تیمّم کرنا

سوال :۔ صبح کو دیر میں آنکھ کھلی کہ اگر پانی گرم کرتا ہے تو نماز کا وقت ختم ہوجاتا ہے تو کیا نماز پڑھنے والا اداء وقت میں تیمّم کرکے نماز پڑھ لے؟ کیونکہ سردی کی وجہ سے ٹھنڈے پانی سے غسل نہیں کرسکتا۔

جواب :۔ جبکہ اس کو قدرت گرم پانی کی ہے تو تیمم جائز نہیں ہے، نماز قضاء پڑھ لے مگر غسل اور وضوء ضرور کرے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۴۳ جلد اول بحوالہ ردالمختار ص ۱۲۶ جلد اول باب التیمم و احسن الفتاویٰ ص ۵۴ جلد ۲)

بیمار کو نجاست لگ جائے اور پانی نقصان کرے

سوال :۔ بیمار کے بدن پر نجاست لگی ہوئی ہے، پانی نقصان کرتا ہے تو کس طرح پاکی حاصل کرے؟

جواب: ۔ بدن پر نجاست ہو تو اس کو دھولے، بعد میں تیمم کرے۔ (فتاویٰ دار العلوم ص ۲۴۴ جلد اول۔ بحوالہ ردالمحتار ص ۲۱۵ جلد اول وص ۳۰۲ جلد اول، باب الانجاس)

مسئلہ: ۔ جو مریض وضوء کر سکتا ہے مگر غسل سے معذور ہے اس کے لیے یہ جائز ہے کہ وضوء کرے اور غسل کی جگہ تیمم کرے۔ (فتاوی دار العلوم ص ۲۶۲ جلد ۱، عالمگیری ص ۲۶ جلد ۱)

مسئلہ: ۔ جس پر غسل واجب ہے اس کے پاس صرف وضوء کے قابل پانی ہے اور جسم بھی نجس ہے تو وہ جسم کو دھوئے اور غسل اور وضوء کے لئے تیمم کرے۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۲۶۲ جلد اول۔ بحوالہ عالمگیری ص ۲۸ جلد اول باب التیمم)

مسئلہ: ۔ جس پر غسل واجب ہے اس کے پاس صرف وضوء کے قابل پانی ہے غسل کے لائق نہیں ہے اس صورت میں دونوں طرح جائز ہے کہ نماز کے لئے وضوء اور غسل کے لئے تیمم خواہ پہلے تیمم کرے یا پہلے وضوء کرے اور پھر تیمم جنابت کے لئے کرے، دونوں طرح جائز ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ص ۲۶۲ جلد اول)

بلا ناغہ احتلام ہونے پر تیمّم کرنا

سوال: ۔ مجھ کو عارضہ احتلام کا ہے شاید ہی کوئی شب ناغہ ہو جاتی ہے اب موسم سرد ہے، فجر کی نماز بحالت جنابت پڑھوں؟ کیونکہ صبح کو غسل کرنے سے نمونیہ کا اندیشہ ہے؟

جواب: ۔ حکم شرعی ایسی صورت میں یہ ہے کہ اگر گرم پانی سے غسل کرنا مضر نہ ہو تو گرم پانی سے غسل کر کے صبح کی نماز وقت پر ادا کی جائے اور اگر گرم پانی سے بھی خوف مرض بہ گمان غالب ہو یا گرم پانی نہ ہو تو تیمم کر کے صبح کی نماز وقت پر پڑھیں اور بعد میں گیارہ بجے حسب عادت غسل کر کے (جب غسل مضر نہ ہو) باقی نمازیں اوقات نماز میں ادا کریں۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۲۵۸ جلد اول۔ بحوالہ غنیہ ص ۶۴)

مسئلہ: ۔ غسل اور وضوء کا تیمم ایک ہی ہے ایک تیمم دونوں کے لئے کافی ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۲۴۸ جلد اول، وہدایہ ص ۲۵ جلد اول وکبیری ص ۸۱ وکتاب الفقہ ص ۲۶۳ جلد اول)

سوال: ۔ جس عورت کو غسل کرنے میں تکلیف ہوتی ہو۔ سوال زید کی صرف ایک بیوی ہے، اکثر وہ بیمار رہتی ہے اور جب وہ غسل کرتی ہے تو کمزوری کی وجہ سے کبھی زکام ہو جاتا ہے اور

کبھی کان اور سر میں درد۔ اسی خوف سے وہ اپنے شوہر کی خواہش ہمبستری کو مسترد کردیتی ہے، جس کی وجہ سے زید کو ارتکاب گناہ کا خوف ہے، ایسی صورت میں زید کی بیوی تیمم سے نماز ادا کرسکتی ہے یا نہیں؟

جواب:۔ درمختار میں ہے کہ اگر عورت کو سر کا دھونا ضرر کرتا ہو تو سر کو نہ دھوئے اور وہ سر کا مسح کرے اور یہی احوط ہے (اس میں زیادہ احتیاط ہے۔)

دوسرے موقع میں درمختار میں اس کو واجب لکھا ہے، یعنی اگر سر کا مسح کر سکے اور اس میں خوف مرض نہ ہو تو سر کا مسح کرے، ورنہ سر کو پٹی سے باندھ کر اس پر مسح کرے۔ اور وہ عورت اپنے شوہر کو جماع سے منع نہ کرے۔ اور ایک روایت میں یہ بھی نقل ہے کہ جس کے سر میں درد ہے کہ مسح بھی نہ کر سکے تو وہ تیمم کرے۔ اور اس اخیر عبارت شامی میں تصریح ہے کہ تندرست آدمی کو اگر غسل سے خوف حدوث مرض بظن غالب یا تجربہ سابقہ کے موافق ہو تو وہ تیمم کرسکتا ہے، لہذا اس صورت میں وہ عورت تیمم کرے اور شوہر کو جماع سے نہ روکے، تیمم کرنا اس کو تا زوال خوف لحویق عوارض مذکورہ درست ہے، پھر جب وہ خوف نہ رہے تو غسل کرے۔ (فتاویٰ دار العلوم ص ۲۶۴ جلد اول بحوالہ رد المختار ص ۱۴۲ جلد اول و باب مسح علی الخفین ص ۲۳۹ جلد اول)

بڑھاپے کی وجہ سے تیمّم کرنا

سوال:۔ اگر کسی شخص کو بوجہ ضعف و بیماری یا پیری پانی ضرر رساں ہو یا خوف ضرر ہو یا پانی کا استعمال اس پر گراں و سخت ہو اور تحمل نہ کر سکے تو کیا وہ تیمم کرسکتا ہے؟

جواب:۔ تیمم بحالت عذر جیسا کہ وضوء سے ہوتا ہے ویسا ہی غسل سے بھی ہوتا ہے اور اس تیمم سے نماز فرض و نفل و تلاوت وغیرہ سب درست ہے۔ اور وہ عذر جس سے تیمم حدث و جنابت درست ہے یہ ہے کہ مریض کو اشتداد مرض یا امتداد مرض کا خوف ہو، یعنی وضوء کرنے یا غسل کرنے سے اس کا مرض بڑھ جائے گا یا ممتد ہو جائے گا (پھیل جائے گا) یا سردی کی وجہ سے ہلاک یا بیمار ہو جائے گا، محض اس وجہ سے کہ ٹھنڈا پانی برا معلوم ہو، اور گراں ہو اور اس سے تکلیف ہوتی ہو تیمم درست نہیں ہے بلکہ اندیشہ یہ ہو کہ مر جائے گا یا بیمار ہو جائے گا اس وقت

تیمّم درست ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ص ۲۴۹ جلد اول۔ بحوالہ رد المختار ص ۲۱۸ جلد اول)

مسئلہ:۔ جب تک بیماری وغیرہ کا کوئی عذر نہ ہو تیمّم اس کے لئے درست نہیں ہے اور اگر ٹھنڈے پانی سے موسم سرما میں ضرر کا اندیشہ ہو تو اگر پانی گرم کرنے کی قدرت ہے تو پانی گرم کرا کر اس سے وضوء کرے، تیمّم ایسی حالت میں بھی درست نہیں ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۲۵۷ جلد اول۔ بحوالہ عالمگیری ص ۳۶ جلد اول)

حالت بخار میں تیمّم

مسئلہ:۔ بخار اگر ایسا ہے کہ پانی سے مضرت اور مرض کے بڑھنے کا اندیشہ ہے تو تیمّم کر کے نماز پڑھنا درست ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ص ۲۵۷ جلد اول)

اندیشہ بخار میں تیمّم

سوال:۔ ایک شخص کو ٹھنڈے پانی سے وضوء کرنے سے سردی ہو کر بخار ہونے کا اندیشہ ہے، اگر یہ شخص گرم پانی سے وضوء کرنا چاہے تو اس کو یا اس کی بیوی کو اکثر پانی گرم کرنے میں تکلیف ہوتی ہے تو کیا وہ تیمّم کر سکتا ہے؟

جواب:۔ جبکہ پانی گرم کر کے وضوء کرنے کی استطاعت ہے تو تیمّم کرنا اس کو درست نہیں ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ص ۲۵۷ جلد اول۔ بحوالہ عالمگیری ص ۲۶ جلد اول باب التیمم)

مسئلہ:۔ اگر پانی کے استعمال سے مریض کے مر جانے یا مرض بڑھ جانے کا اندیشہ ہو یا یہ خوف ہو کہ پانی کے استعمال کرنے سے مرض دیر میں جائے گا تو سب صورتوں میں تیمّم جائز ہوگا۔ اگر کوئی بالفعل تندرست ہے لیکن گمان غالب ہے کہ پانی کے استعمال سے مریض ہو جاؤں گا تو تیمّم جائز ہے، اگر وضوء کر سکتا ہے لیکن غسل کرنے سے نقصان ہوتا ہے تو وضوء بھی کر لے اور غسل کی جگہ تیمّم کر لے، اگر ٹھنڈے پانی سے مرض وغیرہ کا اندیشہ ہے اور گرم پانی میسر نہیں آتا تو تیمّم جائز ہے، اگر ایسی سخت سردی ہے کہ گرم پانی سے غسل کرنے میں مرض یا موت کا اندیشہ ہے تو تیمّم جائز ہے خواہ یہ صورت جنگل میں پیش آئے یا بستی میں۔

نوٹ:۔ اس سے کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ سخت سردی میں ہمیشہ تیمّم جائز ہو گیا کیونکہ

بہت سخت سردی میں گرم پانی سے غسل کر کے عموماً نہ کوئی بیمار ہوتا ہے اور نہ مرتا ہے، البتہ اگر کسی خاص مقام میں اتفاق سے ایسی سخت سردی ہو کہ گرم پانی سے بھی ضرر ہو اور کوئی ایسا کپڑا وغیرہ نہ ہو جس کو غسل کے بعد اوڑھ کر گرمائی حاصل کی جائے وہاں پر تیمم جائز ہوگا۔ (طہور المسلمین ص ۱۴)

ریل و بس میں تیمّم کی شرائط

مسئلہ: ۔ ریل گاڑی اور موٹر میں تیمم سے نماز کی صحت کے لئے مندرجہ ذیل شرائط ہیں۔

۱۔ ریل گاڑی کے کسی ڈبہ میں بھی پانی نہ ہو۔

۲۔ راستہ میں ایک میل شرعی (۸۳، ۱ کلومیٹر) کے اندر کہیں پانی کے وجود کا علم نہ ہو۔

۳۔ اگر ریل گاڑی یا موٹر کے تختے پر اتنا غبار ہو کہ بخوبی ہاتھ کو لگے تو اس پر تیمم کر لے

ان میں سے کسی ایک شرط پر قدرت نہ ہو تو جیسے بھی ممکن ہو پڑھ لے مگر بعد میں قضاء کرے۔ (احسن الفتاویٰ ص ۵۵ جلد ۲ بحوالہ ردالمحتار ص ۲۱۷ جلد اول)

مسئلہ: ۔ ریل میں یقین ہو کہ نماز کے وقت کے اندر پانی مل جائے گا تو نماز مؤخر کرنا مستحب ہے، اگر پانی مل جائے تو وضوء کر کے نماز ادا کرے، اگر نہ ملے تو اور وقت تمام ہونے کا اندیشہ ہے تو تیمم کر کے نماز اداء کرے۔

مسئلہ: ۔ ریلوے اسٹیشن پر اگر پانی دینے والا غیر مسلم ہے تو اس سے پانی لے کر وضوء کر لینا جائز ہے۔ ہاں اگر یقین ہو کہ اس کا برتن ناپاک ہے تو تیمم کرنا جائز نہیں ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۵۰ جلد اول بحوالہ ردالمحتار جلد اول ص ۲۱۴)

اسٹیشن پر جو پانی تقسیم ہوتا ہے وہ عموماً پاک ہوتا ہے اور ان کا برتن بھی، لہٰذا شبہ نہیں کرنا چاہیئے۔ (رفعت قاسمی غفرلہٗ)

زخمی اور چیچک کے مریض کے لئے تیمّم کا حکم

سوال: ۔ اگر کسی کے ہاتھ پاؤں اور چہرے پر خارش کی پھنسیاں ہوں اور پانی نقصان کرتا ہو تو کیا یہ شخص غسل اور وضوء کے لئے تیمم کر سکتا ہے؟

جواب :۔ اگر وضوء کے اعضاء (چہرہ، دونوں ہاتھ، دونوں پاؤں) میں سے اکثر پر زخم ہوں تو تیمم کرے، ورنہ صحیح اعضاء کو دھوئے اور زخمی حصہ پر مسح کرے، اور غسل کا بھی یہی حکم ہے، مگر اس میں اعضاء کے عدد کی بجائے پورے بدن کی پیمائش کو دیکھا جائے گا، اگر آدھے سے زیادہ بدن پر زخم ہوں تو تیمم کرے اور اگر آدھے بدن پر یا اس سے کم پر ہوں تو مسح کرے، اگر تندرست بدن پر پانی بہانے سے زخمی حصہ کو پانی سے بچانا مشکل ہوں تو مسح کرے، اگر تندرست بدن پر پانی بہانے سے زخمی حصہ کو پانی سے بچانا مشکل ہو تو اتنا تندرست حصہ زخمی کے حکم میں شمار ہوگا (احسن الفتاویٰ ص ۵۸ جلد ۲ بحوالہ ردالمحتار ص ۲۳۷ جلد اول)

مسئلہ :۔ اگر زخم یا پٹی پر مسح نہیں ہوسکتا تو پھر تیمم درست ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۶۔۲۴۳ جلد اول بحوالہ ردالمحتار باب المسح علی الخفین ص ۲۵۸ جلد اول)

مسئلہ :۔ اگر دونوں ہاتھوں پر پھنسیاں ہوں اور انکو پانی نقصان کرتا ہے تو تیمم درست ہے، البتہ اگر کوئی دوسرا شخص وضوء کرانے والا ہو تو جواز تیمم میں اختلاف ہے، ارجح واحوط عدم جواز ہے۔ (احسن الفتاویٰ ص ۵۶ جلد ۲ بحوالہ ردالمحتار ص ۲۳۸ جلد اول)

مسئلہ :۔ تمام چہرے پر مہاسے ہیں جن میں خون اور پیپ ہے، پانی لگنے سے مہاسوں سے خون نکلنے لگتا ہے، اگر واقعی اتنی سخت تکلیف ہے اور مسح بھی نہیں کرسکتے تو تیمم جائز ہے۔

(آپ کے مسائل ص ۶۵ جلد ۳ تفصیل مظاہر حق ص ۲۷۵ جلد اول)

مسئلہ :۔ اگر کسی کے آدھے سے زیادہ بدن پر زخم ہوں یا چیچک نکلی ہو تو نہانا واجب نہیں ہے بلکہ تیمم کرلے۔ (بہشتی زیور ص ۶۷ جلد اول بحوالہ منیہ ص ۳۲)

مسئلہ :۔ اگر بدن پر جابجا زخم ہیں، یا چیچک نکلی ہوئی ہے تو تیمم جائز ہے، اگر جابجا نہیں ہے، ایک جگہ بدن کے نصف حصہ سے زیادہ پر ہیں، جب بھی غسل کی جگہ تیمم جائز ہے۔ اور باقی اعضاء کو دھونے کی ضرورت نہیں ہے، اگر چار اعضاء میں سے صرف ایک اچھا ہے تو وضوء کی جگہ تیمم کرسکتا ہے اس عضو کو دھونے کی ضرورت نہیں ہے۔ مثلاً چہرہ صحیح ہے، ہاتھ، پاؤں، سر زخمی ہیں تو تیمم کرے، چہرہ دھونے کی ضرورت نہیں ہے۔ ایسے ہی اگر ہاتھ پاؤں چہرہ زخمی ہے صرف سر صحیح باقی ہے تو تیمم جائز ہے، سر کا مسح نہ کرے یعنی سر نہ دھوئے۔

قاعدہ:۔ یہ ہے کہ وضوء میں اعضاء کا شمار اور گنتی کا اعتبار ہے، اگر ایک یا دوا عضو زخمی ہیں تو وضوء کرنا چاہیئے ، صحیح سالم اعضاء کو دھولے اور باقی اعضاء پر مسح کرے، اور اگر تین اعضاء میں عذر ہے تو بس وضوء معاف ہوا۔ اب تیمم کرے۔ جو حصہ صحیح و سالم ہے اس کو بھی نہ دھوئے اور غسل میں اعتبار ہے پیائش اور مساحت کا، جب آدھے سے زیادہ بدن کے دھونے سے معذور ہو تو تیمم جائز ہے اور جب زیادہ حصہ صحیح ہو تو اس کو دھونا باقی پر مسح کرنا ضروری ہے، غسل میں اعضاء کا شمار معتبر نہیں۔

دیکھو! اگر کوئی سینہ سے پاؤں تک زخمی ہو تو تیمم جائز ہے حالانکہ جو اعضاء تندرست ہیں وہ شمار میں زیادہ ہیں (مثلاً ہاتھ، سر، آنکھ، ناک ،کان وغیرہ) اگر ہاتھ میں ایسے زخم ہوں کہ ان کو پانی میں نہیں ڈال سکتا اور دوسرے اعضاء بھی نہیں دھو سکتا تو تیمم جائز ہے، البتہ یہ بہتر ہے کہ کسی دوسرے سے پانی ڈلوا کر وضوء کرالے اگر نصف سے کم بدن پر زخم ہیں لیکن سالم جگہ پر پانی پڑنے سے زخموں کو تکلیف پہنچے گی تو تیمم جائز ہے۔

پانی کے ضرر کرنے اور بیمار ہو جانے یا مرض بڑھ جانے کا اندیشہ اسی حالت میں معتبر ہے کہ خود اپنی عادت سے معلوم ہو یا عام تجربہ اور مشاہدہ سے معلوم ہو رہا ہو یا کوئی مسلمان معتبر طبیب کہے کہ ضرر ہو گا یا مرض بڑھ جائے گا یا دیر میں اچھا ہو گا (طہور المسلمین ص ۱۵)

نماز جنازہ اور سنت مؤکدہ کے لئے تیمّم کرنا

مسئلہ:۔ قاعدہ یہ ہے کہ اگر کسی عبادت کے فوت ہو جانے کا خطرہ ہو اور اس کی قضاء بھی نہ ہو تو پانی موجود ہونے کے باوجود اس کے لئے تیمم جائز ہے، اس لئے اگر نماز جنازہ کی آخری تکبیر سے قبل شرکت کی امید ہو تو تیمم جائز نہیں ورنہ تیمم کر کے شریک ہو سکتا ہے۔

نماز عید کا بھی یہی حکم ہے کہ فراغ امام کا خوف ہو تو تیمم کر کے شریک ہو جائے (جبکہ دوسری جگہ بھی نماز عید ملنے کی امید نہ ہو) اسی طرح چونکہ سنن مؤکدہ کی قضاء نہیں ہے لہٰذا ان کے فوت ہونے کا خوف ہو تو بھی پانی ہونے کے باوجود تیمم کر کے سنتیں پڑھ لے۔

(احسن الفتاوی ص ۵۹ جلد ۲ بحوالہ ردالمحتار ص ۲۲۴ جلد اول و مظاہر حق ص ۴۷۹، فتاوی رشیدیہ ص ۲۸۴ جلد اول)

مسئلہ :۔ نماز جنازہ کے فوت ہو جانے کا خطرہ ہو تو تیمم کر کے نماز جنلزہ پڑھ سکتا ہے بشرطیکہ میت کا ولی نہ ہو۔ (کیونکہ نماز جنازہ میت کے ولی کی اجازت پر موقوف ہے)

(ہدایہ ص ۲۸ جلد اول، شرح نقایہ ص ۲۵، کبیری ص ۸۱)

مسئلہ :۔ جس میت کو غسل دینے کا امکان نہ ہو تو اس کو تیمم کرا دیا جائے اور دفن کر دیا جائے۔ (شامی ص ۲۳۶ جلد اول)

مسئلہ :۔ جلدی میں تیمم کر کے نماز جنازہ میں شریک ہو گیا، (نماز جنازہ تو ہو گئی لیکن) اس تیمم سے نماز فرض وقتیہ نہیں پڑھ سکتا، وضوء کر کے نماز وقتیہ پڑھنی چاہئے۔

(فتاوی دار العلوم ص ۲۳۵ جلد اول بحوالہ رد المحتار ص ۲۲۳ جلد اول باب التیمم)

مسئلہ :۔ اگر نماز جنازہ کی تمام تکبیرات چھوٹ جانے کا خوف ہو تو تیمم کر سکتا ہے اگرچہ تیمم کرنے والا اجنبی مرد و عورت ہو لیکن اگر ایسا نہیں ہے یعنی تکبیروں کے پا لینے کا یقین غالب ہو یا معلوم ہو کہ اسکا انتظار لازمی طور پر ہوگا تو تیمم درست نہیں ہے۔

مسئلہ :۔ ایک نماز جنازہ تیمم سے پڑھ چکا تھا کہ دوسرا جنازہ لایا گیا، اس تیمم کرنے والے کو ان دونوں جنازوں کے درمیان وضوء کرنا ممکن ہوا تھا مگر پھر یہ امکان یا قوت زائل ہو گئی تو دوسرے جنازہ کے لئے دوبارہ تیمم کرے، اگر دونوں کے درمیان وضوء کی قدرت پیدا نہ ہوئی تو دوبارہ تیمم کی ضرورت نہیں ہے پہلے ہی تیمم سے نماز جنازہ پڑھے۔

(کشف الاسرار ص ۱۵ جلد ۲)

کیونکہ یہاں پر تیمم کے مسائل چل رہے ہیں اس لئے یہ چند مسائل بیان کر دیئے ہیں، باقی غسل میت کے مکمل و مدلل مسائل غسل میں ملاحظہ فرمائیں، اور دعاء فرمائیں آئندہ مکمل و مدلل مسائل میت لکھنے کا خیال احباب کے اصرار پر ہے، جس میں آثار موت، غسل، کفن، نماز جنازہ، دفن، قبر پر کتبہ وغیرہ لگانا، اور ایصال ثواب اور روح وغیرہ سے متعلق تفصیل ہوگی۔ انشاء اللہ (طالب دعاء محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)

تیمّم کے متفرق مسائل

مسئلہ :۔ پانی کے ہوتے ہوئے قرآن شریف کو چھونے کے لئے تیمم درست نہیں ہے۔

(فتاوی دار العلوم ص ۲۶۰ جلد اول بحوالہ رد المحتار ص ۲۲۵ جلد اول)

مسئلہ :۔ اگر قرآن شریف کو چھونے کے لئے تیمم کیا تو اس سے نماز جنازہ پڑھنا درست نہیں ہے اور اگر ایک وقت کی نماز کے لئے تیمم کیا، دوسرے وقت کی نماز بھی اس سے پڑھنا درست ہے اور قرآن شریف کا چھونا بھی اس تیمم سے درست ہے۔

مسئلہ :۔ کسی کو نہانے کی حاجت ہو، اور وضوء بھی نہیں ہے تو ایک ہی تیمم کرے دونوں کے لئے الگ الگ تیمم کرنے کی ضرورت نہیں۔

مسئلہ :۔ کسی نے تیمم کر کے نماز پڑھ لی پھر پانی مل گیا اور وقت ابھی باقی ہے تو نماز کو دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے وہی نماز تیمم سے درست ہوگی (بہشتی زیور ص۷۰ جلد اول، منیہ ص۲۹)

مسئلہ :۔ اگر وضوء کا تیمم ہے تو وضوء کے موافق پانی ملنے سے تیمم ٹوٹے گا۔ اور اگر غسل کا تیمم ہے تو جب غسل کے موافق پانی ملے گا تب تیمم ٹوٹے گا، اگر پانی کم ملا تو تیمم نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ :۔ اگر بیماری کی وجہ سے تیمم کیا ہے تو جب بیماری جاتی رہے کہ وضوء اور غسل نقصان نہ کرے گا تو تیمم ٹوٹ جائے گا۔ اب وضوء کرنا اور غسل کرنا واجب ہے۔

(بہشتی زیور ص۷۰ جلد اول)

مسئلہ :۔ جتنی چیزوں سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے ان سے تیمم بھی ٹوٹ جاتا ہے اور پانی مل جانے سے بھی ٹوٹ جاتا ہے۔ (بہشتی زیور ص۷۰ جلد اول بحوالہ شامی ص۲۶۴ جلد اول)

مسئلہ :۔ جو چیز عذر کی وجہ سے جائز ہوتی ہے، اس عذر کے زائل ہو جانے کے بعد وہ باطل ہو جاتی ہے۔ (کشف الاسرار ص۲۸ جلد۲)

مسئلہ :۔ اگر پتھر پر بالکل گرد نہ ہو تب بھی تیمم اس پر درست ہے۔ ہاتھ پر گرد کا لگنا کچھ ضروری نہیں ہے، اسی طرح پکی اینٹ پر بھی تیمم درست ہے چاہے اس پر گرد ہو یا نہ ہو۔

مسئلہ :۔ اگر زمین پر پیشاب وغیرہ کوئی نجاست پڑ گئی ہو اور دھوپ سے سوکھ گئی اور بدبو جاتی رہی تو زمین پاک ہو گئی، اس پر نماز درست ہے لیکن اس زمین پر تیمم کرنا درست نہیں ہے، جب کہ معلوم ہو کہ یہ زمین ایسی ہے اور اگر معلوم نہ ہو تو وہم نہ کرے۔

مسئلہ :۔ اگر کسی کو بتلانے، سکھانے کے لئے تیمم کر کے دکھلایا ہے لیکن دل میں اپنے تیمم کرنے کی نیت نہیں ہے بلکہ فقط اس کو سکھانا مقصود ہے تو اس کا تیمم نہ ہوگا یعنی تیمم سکھانے

والے کا، کیونکہ تیمم درست ہونے میں تیمم کرنے کا ارادہ ہونا ضروری ہے، تو جب تیمم کرنے کا ارادہ نہ ہو، بلکہ دوسرے کو بتلانا اور دکھلانا مقصود ہو تو تیمم نہ ہوگا۔

(بہشتی زیور ص ۶۹ جلد اول، بحوالہ منیہ ص ۲۹، شرح البدایہ ص ۵۴ جلد اول)

مسئلہ :۔ تیمم میں ہاتھوں پر کچھ مٹی و غبار لگ گیا ہو تو ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر مار کر اس کو جھاڑ لے، کیونکہ تیمم میں خاک و غبار ملنا شرط نہیں ہے بلکہ (مٹی وغیرہ پر) ہاتھ پھیرنا فرض ہے۔ (البتہ تھوڑا بہت غبار بھی کہیں لگ جائے تو کچھ مضائقہ نہیں ہے) (طہور المسلمین ص ۲۳)

مسئلہ :۔ مرتد ہونے سے تیمم نہیں ٹوٹتا مثلاً ایک مسلمان نے مجبوری میں تیمم کیا پھر وہ اس کے بعد اسلام سے پھر گیا یعنی مرتد ہو گیا اور پھر اللہ نے توفیق دی کہ مسلمان ہو گیا تو اگر اس درمیان میں وضوء نہیں ٹوٹا تو اس سابق تیمم سے جو اسلام کی حالت میں کیا تھا نماز پڑھ سکتا ہے۔ (کشف الاسرار ص ۲۸ جلد ۲)

مسئلہ :۔ جنبی کو سردی سے مرض کا خطرہ ہے اور گرم پانی میسر نہ ہو یا اس سے بھی ضرر ظن غالب ہو تو تیمم جائز ہے۔ (احسن الفتاویٰ ص ۵۶ جلد ۲ بحوالہ رد المحتار ص ۲۱۶ جلد اول)

مسئلہ :۔ جنگل میں مویشی کو خطرہ ہو کہ اگر وہ وضوء کے لئے جائے تو مویشی کسی کے کھیت میں گھس جائیں گے، یا گم ہو جانے کا خوف ہو تو اس صورت میں تیمم کرنا جائز ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۲۶۵ جلد اول)

مسئلہ :۔ جو شخص کسی ایسی جگہ بند ہو جہاں پر پانی نہیں ہے اور نماز کا وقت نکلنے والا ہو تو اس وقت تیمم کر کے نماز پڑھ لے اور بعد میں لوٹا لے۔ (امداد الفتاویٰ ص ۴۷ جلد اول)

مسئلہ :۔ کوئی مسجد میں سو رہا تھا، اگر اس کو احتلام ہو گیا تو مسجد سے نکلنے کے لئے تیمم ضروری نہیں ہے، البتہ اگر کسی عارضہ کی وجہ سے اس وقت نکلنا دشوار ہو تو تیمم ضروری ہے (یعنی اگر رات کو احتلام کی حالت میں مسجد سے نکلنا مشکل ہے تو تیمم کر لے۔)

(فتاویٰ محمودیہ ص ۵۱۲ جلد اول)

مسئلہ :۔ نماز کے وقت سے پہلے تیمم کرنا جائز ہے اور ایک سے زیادہ فرض کے لئے بھی درست ہے اور فرض نمازوں کے لئے بھی تیمم جائز ہے جیسے نماز نفل کے لئے، کیونکہ ہمارے نزدیک تیمم وضوء اور غسل کا مطلقاً بدل ہے، لہذا ایک تیمم سے جتنی فرض، نفل چاہے پڑھ سکتا

ہے، جس طرح ایک وضوء سے پڑھ سکتا ہے۔ (کشف الاسرار ص ۱۵ جلد ۲)

مسئلہ :۔ تیمم رکن وشرط کے چھوٹ جانے سے تیمم ہی نہیں ہوتا اور امور مسنونہ کے بلاضرورت عمداً ترک کرنے سے کبھی نہایت خفیف اور کبھی زیادہ کراہت آجاتی ہے لیکن تیمم بلاشبہ صحیح اور کافی ہو جاتا ہے، پس اگر کسی نے الٹے ہاتھ زمین پر مار کر تمام چہرے اور ہاتھوں سے مسح کرلیا تب بھی تیمم ہو گیا، لیکن خلاف سنت اور مکروہ ہوا۔

مسئلہ :۔ اگر انگلیوں کو کشادہ نہ رکھا لیکن دوسرے ہاتھ کی انگلیوں سے ان کے اندر خلال ومسح کرلیا تب بھی صحیح ہو گیا۔

مسئلہ :۔ اگر ہاتھوں کو جھاڑا نہیں خوب منہ ہاتھوں پر مٹی مل لے تب بھی تیمم ہو گیا لیکن یہ فعل مکروہ ہوا۔

مسئلہ :۔ اگر بجائے ہاتھوں کے کسی رومال وغیرہ کو زمین پر مار کر اس کو چہرہ اور ہاتھوں پر پھیر لیا تو تیمم ہو گیا لیکن بلا عذر ایسا کرنا بہت مکروہ ہے۔

مسئلہ :۔ اگر کسی دوسرے نے اپنے ہاتھ زمین پر مار کسی کا تیمم کرا دیا تو صحیح ہے بشرطیکہ اس کے ہاتھ مارنے سے پہلے اس نے تیمم کا قصد اور نیت کرلی ہو۔

مسئلہ :۔ اگر چہرہ پر تیمم کر کے چھوڑ دیا اور اتنی دیر کے بعد ہاتھوں پر مسح کیا کہ اگر بالفرض چہرہ پانی سے دھلا ہوتا تو اب تک خشک بھی ہو جاتا، تب بھی تیمم صحیح ہے۔

مسئلہ :۔ اگر پہلے ہاتھوں کا مسح کیا اور دوسری ضرب مار کر چہرہ پر مسح کیا تو بھی تیمم ہو گیا، لیکن خلافِ سنت اور کسی قدر مکروہ ہوا۔ (طہور المسلمین میاں صاحب ص ۲۴)

مسئلہ :۔ جو پانی میدان (راستوں پر سڑکوں کے کنارے) میں سبیل وقف کے طور پر رکھا ہوا ہے تو جب تک وہ پانی زیادہ مقدار میں نہ ہو تیمم سے مانع نہیں ہے کم ہونے کی صورت میں یہ پانی پینے کے لئے سمجھا جائے گا اور اگر زیادہ مقدار میں ہے تو وضوء کے لئے بھی شمار ہوگا۔
(کشف الاسرار ص ۲۵ جلد ۲)

اور آج کل تو عام راستوں میں استعمال کے لئے نل و پائپ لائن ہوتی ہے۔ ان کے استعمال کے لئے عام اجازت ہوتی ہے۔ (محمد رفعت قاسمی)

مسئلہ :۔ جمعہ کی نماز کے فوت ہونے کے خطرہ پر تیمم نہیں کر سکتا، کیونکہ اگر جمعہ فوت ہو

جائے تو ظہر کی نماز پڑھ لے۔ (ہدایہ ص ۲۹ جلد اول، شرح نقایہ ص ۲۵ جلد اول کتاب الفقہ ص ۲۴۹ جلد اول)

مسئلہ:۔ جس شخص کے دونوں ہاتھ کہنیوں کے مقام سے کٹے ہوئے ہوں تو جب وہ تیمم کرائے کٹی ہوئی جگہ پر مسح کرائے۔ (کبیری ص ۲۴)

مسئلہ:۔ وہ شخص کہ جس نے تیمم تو کرلیا تھا مگر ابھی تک نماز نہیں پڑھی تھی کہ پانی دستیاب ہوگیا تو اس کا تیمم باطل ہو جائے گا۔ (مظاہر حق ص ۴۷۷ جلد اول)

مسئلہ:۔ جب تک کوئی ناقض تیمم (یعنی وضوء توڑنے والی) پیش نہ آئے تو ایک تیمم سے سب فرائض وقتی، قضاء، نوافل، دوسرے وقت کی نماز سب پڑھ سکتا ہے (نماز مسنون ص ۱۴۵)

مسئلہ:۔ تیمم میں بھی تنگ انگوٹھی اور کنگن ہلالینا کافی ہے، کیونکہ اس کے ہلانے ہی سے اس کے نیچے کی جگہ کا تیمم ہو جاتا ہے، اور فرض صرف مسح کرنا ہے، گرد (دھول) کا وہاں پہنچانا ضروری نہیں ہے۔

وضوء میں جن بالوں کا دھونا واجب ہے، تیمم میں اس کا مسح واجب ہے اور وہ بال جن کا وضوء میں دھونا واجب ہے وہ ہیں جو چہرے کے ساتھ ساتھ لگے ہوئے ہیں، لہذا لمبی لٹکی ہوئی داڑھی کا مسح کرنا واجب نہیں ہے۔ (کتاب الفقہ ص ۲۵۷ جلد اول)

مسئلہ:۔ تیمم میں مسح اگر ہاتھ سے کیا جائے تو اس کے لئے یہ شرط ہے کہ پورے ہاتھ سے یا ہاتھ کے بیشتر حصہ سے مسح کیا جائے (یعنی تیمم) کیونکہ مسح کرنا تیمم میں فرض ہے خواہ ہاتھ سے ہو یا ہاتھ کے قائم مقام کسی اور چیز سے۔ (کتاب الفقہ ص ۲۵۶ جلد اول)

مسئلہ:۔ تیمم کرنے والا وضوء کرنے والوں کو نماز پڑھا سکتا ہے۔ (نماز مسنون ص ۱۵۰)

مسئلہ:۔ حنفیہؒ کہتے ہیں کہ فاقد الطہورین، یعنی جسے پاک کرنے والی دونوں چیزیں پانی اور پاک مٹی دستیاب نہ ہو، اسے چاہیئے کہ نماز کی ظاہری صورت عمل میں لائے، بایں طور کہ قبلہ رخ ہو کر سر بسجود ہو۔ نہ قرأت کرے، نہ تسبیح پڑھے، نہ تشہد وغیرہ کہے اور نہ نماز کی نیت کرے۔ خواہ حالت جنابت میں ہو یا حدث اصغر لاحق ہو۔

واضح ہو کہ اس ظاہری عمل صلوٰۃ سے (عائد شدہ) فرض ساقط نہیں ہو جاتا، بلکہ اس

کی ادائیگی انسان کی ذمہ باقی رہتی ہے اور فرض اس پر قائم رہتا ہے، یہاں تک کہ وضوء کے لئے پانی یا تیمم کے لئے مٹی دستیاب ہو جائے۔ اگر حالت جنابت ہو تب بھی نماز کی یہ ظاہری صورت جائز ہے۔ (کتاب الفقہ ص ۲۶۵ جلد اول)

پیشاب کا حکم اور اس سے نہ بچنے پر وعید

مسئلہ:۔ ایسے شیر خوار بچے (دودھ پیتے لڑکے یا لڑکی) کا پیشاب بھی ناپاک ہے اور فقہاء کرامؒ نے اس کو نجاست غلیظہ میں شمار کیا ہے، لہٰذا اگر بچہ کپڑے پر پیشاب کر دے تو اس کا دھونا ضروری ہے، اگر بدن پر لگ گیا ہو تو بدن پاک کرنا بھی ضروری ہے، اگر کپڑا اور بدن پاک کئے بغیر نماز پڑھی جائے تو نماز صحیح نہ ہوگی، لوٹانا ضروری ہوگا۔

مسئلہ:۔ چھوٹے لڑکے اور لڑکی کا پیشاب، جس نے کھانا شروع کیا ہو یا نہ کیا ہو نجاست غلیظہ ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۳۰ جلد ۷، فتاویٰ عالمگیری ص ۴۸ جلد اول، باب فی النجاسات)

مسئلہ:۔ شیر خوار (دودھ پیتے) بچہ کا پیشاب بھی ناپاک ہے اسلئے کپڑے کا جس حصہ پر لگ جائے پاک کرنا ضروری ہے اور پاک کرنے کے لئے اتنا کافی ہے کہ پیشاب کی جگہ پر اتنا پانی بہا دیا جائے کہ اتنے پانی سے وہ کپڑا تین مرتبہ بھیگ سکے۔

(آپ کے مسائل ص ۸۵ جلد ۳)

مسئلہ:۔ پیشاب سے بچنے کا بہت اہتمام کرنا چاہیئے، احادیث میں اس کی بہت تاکید آئی ہے، اور فرمایا گیا ہے کہ قبر کا عام عذاب پیشاب سے نہ بچنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ ایک حدیث شریف میں ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا، پیشاب سے بچو، قبر میں سب سے پہلے بندہ سے پیشاب کے متعلق حساب ہوگا۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیشاب سے بچتے تھے اور اپنے اصحاب کو بھی اس کا حکم فرماتے تھے۔

حضرت میمونہ بنت سعد رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم کو یہ بتلایئے کہ قبر کا عذاب کس چیز سے ہوگا؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا ''پیشاب کے اثر سے'' (یعنی چھینٹوں کے اثر سے) (مجمع الزوائد ص ۸۵ جلد اول)

آپ ؐ دو قبروں کے پاس سے گذرے تو آپ ؐ نے فرمایا، ان دونوں قبروں والوں کو عذاب قبر ہو رہا ہے۔ اور ان کو بہت بڑی چیز کے بارے میں عذاب نہیں ہو رہا ہے، ان میں سے ایک پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغل خوری کرتا تھا۔ (یہ دونوں چیزیں ایسی نہیں تھیں کہ ان سے بچنا مشکل ہو، با آسانی بچ سکتے تھے۔) (ترمذی شریف ص ۱۱ جلد اول باب التشدید فی البول ومشکوٰۃ شریف ص ۴۲ جلد اول)

پیشاب کے چھینٹوں سے نہ بچنے پر عذاب قبر

پیشاب اور چغل خوری کی وجہ سے قبر میں عذاب ہوتا ہے، اس میں کیا مناسبت ہے؟ اس کے متعلق ''التعلیق الصبیح شرح مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۹۳ جلد اول میں یہ لکھا ہے کہ عالم برزخ عالم آخرت کا مقدمہ ہے۔ (آخرت کی پہلی منزل ہے) اور قیامت کے دن حقوق اللہ میں سب سے پہلے نماز کا اور حقوق العباد میں خون کا (ناحق کسی کے خون بہانے کا) حساب اور فیصلہ ہوگا اور نماز کی کنجی ناپاکی سے (نجاست حقیقی ہو یا حکمی) پاکی حاصل کرنا ہے، (پاکی کے بغیر نماز نہیں ہوتی ہے تو تطہیر یعنی پاکی نماز کا مقدمہ ہے) اور ناحق خون بہانے کا عمومی سبب غیبت اور لوگوں کے درمیان چغل خوری کرنا ہے (تو غیبت اور چغل خوری ناحق خون بہانے کا مقدمہ ہے) اسی مناسبت سے قبر یعنی عالم برزخ میں ان دونوں چیزوں سے نہ بچنے پر عذاب قبر ہوتا ہے۔

حضور پرنور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ ''جہنم میں چار قسم کے لوگ ہوں گے، دوسرے جہنمی ان سے پریشان ہوں گے اور ایک دوسرے سے کہتے ہوں گے کہ ہم خود تکلیف میں مبتلا ہیں (اور) انہوں نے اپنی ہائے ہائے پکار سے ہماری تکلیف میں اضافہ کر رکھا ہے، ان میں سے ایک شخص انگاروں کے تابوت میں بند ہوگا۔ اور ایک شخص اپنی آنتیں کھینچتے ہوئے چلتا ہوگا، اور ایک شخص کے منہ سے خون اور پیپ بہہ رہا ہوگا، اور ایک شخص خود اپنا گوشت کھا رہا ہوگا۔

جو شخص انگاروں کے تابوت میں بند ہوگا اس کے عذاب کی وجہ یہ ہے کہ اس کے ذمہ لوگوں کے مال تھے (اور اسی حالت میں اس کا انتقال ہوگیا)

جو شخص اپنی آنتیں کھینچ رہا ہوگا اس کی وجہ یہ ہوگی اس کو پیشاب لگ جاتا تھا، اس کی (وہ) پرواہ نہ کرتا تھا اور نہ اسے دھوتا تھا۔

اور جس کے منہ سے خون اور پیپ بہہ رہا ہوگا اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ لوگوں کا گوشت (غیبت کر کے) کھاتا تھا۔ (مجمع الزوائد ص۸۴ جلد اول)

ان تمام احادیث کو مدنظر رکھا جائے اور پاکی کا پورا اہتمام کیا جائے، پیشاب لگ جانے کو ہلکا سمجھنا اور اس کو دھونے کا اہتمام نہ کرنا بہت سخت گناہ ہے، استنجاء بھی اس طرح کیا جائے کہ پیشاب کی چھینٹیں نہ اڑیں اور قطرے کپڑوں اور بدن پر نہ لگیں، قطرے بند ہونے کی جو تدبیریں ہیں، اور تجربہ سے جو مفید معلوم ہو ان کو اختیار کیا جائے تا کہ دل بالکل مطمئن ہو جائے، غرض یہ کہ اس سلسلہ میں بڑے اہتمام اور توجہ وفکر کی ضرورت ہے۔ اس کو ہلکا ہرگز نہ سمجھا جائے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص۱۲۹ تا ص۱۳۴ جلد ۷) (تفصیل ملاحظہ فرمائیں نجاست غلیظہ وخفیفہ کا حکم وتعریف فتاویٰ دار العلوم ص۳۳۳ جلد اول بحوالہ رد المحتار ص۲۹۳ جلد اول، کتاب الفقہ ص۱۳۹ جلد اول، آپ کے مسائل ص۲۷ جلد ۳، ہدایہ ص۵۸ جلد اول اور احقر کی مرتب کردہ مدلل ومکمل مسائل نماز ص۳۹)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن نبی کریم ﷺ دو قبروں کے پاس سے گذرنے لگے تو (اچانک رک کر) فرمایا، ان دونوں قبر والوں کو عذاب قبر دیا جا رہا ہے، اور عذاب قبر کسی بڑی بات کے سلسلے میں نہیں دیا جا رہا ہے (کہ اس دنیا میں اپنے کو بچانا دشوار ہو) در اصل ان دونوں میں سے ایک شخص تو وہ ہے جو پیشاب سے اپنے کو نہیں بچاتا تھا، یعنی احتیاط نہیں کرتا تھا کہ پیشاب کی چھینٹیں اس پر نہ پڑیں۔

روایتوں کا حاصل یہ ہے کہ پیشاب کے معاملے میں نہایت احتیاط کی ضرورت ہے، پیشاب کرتے وقت چھینٹیں جسم اور کپڑوں پر نہ آنے پائیں، آلودگی کی کوئی صورت نہ ہونے پائے، اور استنجاء اس طرح کیا جائے کہ صفائی اور پاکی پورے طور پر حاصل ہو جائے۔ چنانچہ علماء نے لکھا ہے کہ پیشاب سے پاکی حاصل نہ کرنا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔

جس شخص کا مزاج قوی ہو اور اس کو یقین ہو کہ قطرہ نہیں آئیگا، بے شک اس شخص کو تو محض پانی سے استنجاء کر لینا کافی ہوگا، لیکن جس شخص کو دیر تک قطرہ آتا ہو، تو ایسا شخص اگر

ڈھیلہ نہ لے گا صرف پانی سے استنجاء کرے گا تو یقیناً اس کا پاجامہ اور کپڑا وغیرہ گندہ ہوگا اور وہ پیشاب کے معاملہ میں احتیاط نہ کرنے پر گنہگار ہوگا۔ (مظاہر حق جدید ص ۲۴۴ جلد اول)

استنجاء کیا ہے؟

نواقض وضوء یعنی وضوء کو توڑنے والی چیزوں کے سلسلے میں پہلے بتایا جاچکا ہے کہ پیشاب، فضلہ، مذی اور ودی کے خارج ہونے سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے، اس میں سب ائمہ کا اتفاق ہے۔

گندگی خارج ہونے کے بعد پیشاب، پاخانے کے مقامات کو آلودہ رہنے دینا اور محض وضوء کرلینا حصول طہارت کے لئے کافی نہیں ہے بلکہ یہ بھی لازم ہے کہ جہاں جہاں سے گندگی خارج ہوئی ہے اس جگہ کو خشک اور پاک کیا جائے۔ لہذا یہ مناسب ہے کہ اس کے متعلق مسائل کو نواقض وضوء کے مسائل کے متصل ہی بیان کردیا جائے۔ کیونکہ یہ بھی اسی کا حصہ ہے۔

استنجاء کے ارکان یعنی جن امور پر استنجاء کا انحصار ہے وہ چار ہیں:

مستنجی (استنجاء کرنے والا شخص، مستنجیٰ منہ (وہ گندگی) جس سے پیشاب یا پاخانہ کی جگہ آلودہ ہو، مستنجیٰ فیہ (وہ جگہ جس کو صاف کرنا ہے یعنی پیشاب یا پاخانہ کا مقام، اور مستنجیٰ بہ یعنی پانی اور ڈھیلے، یہ چار امور ہیں جن کے بغیر استنجاء نہیں ہوسکتا۔

ظاہر ہے کہ اس کا تعلق دو امور سے ہے استنجاء اور رفع حاجت، استنجاء میں دو باتیں قابل ذکر ہیں، اول استنجاء کی تعریف، دوم اس کے متعلق مسائل۔

رفع حاجت، یعنی پیشاب، پاخانہ کا تعلق تین امور سے ہے، ایک تو اس کا حکم، دوسرے وہ مقامات جہاں پر رفع حاجت کرنا منع ہے، تیسرے وہ باتیں جن کی موجودگی میں رفع حاجت کرنا ممنوع ہے، اب ان تمام امور کا بیان بالترتیب کیا جائے گا۔

استنجاء کی تعریف

استنجاء سے مراد وہ گندگی ہے جو آگے یا پیچھے کی راہ یعنی پیشاب، پاخانہ کے مقام

سے خارج ہوئی ہو، ان مقامات سے دور کرنا ہے جہاں سے وہ خارج ہوئی ہوں۔ اس کو پانی سے یا ڈھیلے وغیرہ سے بھی دور کیا جا سکتا ہے۔ اور اس کا نام استنجاء اس لئے ہے کہ استنجاء کا لفظ عربی زبان کے ایک فقرے سے ماخوذ ہے۔ درخت کو جڑ سے کاٹ دیا جائے تو کہتے ہیں ''نجوت الشجرہ ''یعنی درخت کو جڑ سے کاٹ دیا ہے۔ استنجاء کا مفہوم بھی یہی ہے کہ پلیدی کو اس کی جڑ سے کاٹ دیا جائے۔

استنجاء یعنی طہارت کا اصل طریقہ یہ ہے کہ پانی استعمال کیا جائے چنانچہ موجودہ امتوں سے پہلے کی امتوں میں شرعاً صرف پانی سے طہارت کرنے کا حکم تھا، لیکن مذہب اسلام نے عنایت اور سہولت عوام کے پیش نظر ڈھیلے وغیرہ اشیاء سے جن میں کوئی ضرر نہ ہو طہارت یعنی پاکی حاصل کرنے کی اجازت دے دی ہے۔ (تفصیل استنجاء کے بیان میں آگے آرہی ہے۔) (کتاب الفقہ ص ۱۴۶ جلد اول)

''خَلَاءٌ'' کے معنی ہیں خالی ہونا۔ اور اصطلاحاً اس لفظ (الخلاء) کا مطلب ہوتا ہے، وہ جگہ جہاں قضائے حاجت کی جائے۔ جس کو ہم بیت الخلاء یا فلش وغیرہ سے تعبیر کرتے ہیں۔

''آداب'' اصل میں ادب کی جمع ہے جس کے معنی ہیں عقلمندی، قاعدہ، طریقہ، ڈھنگ۔ اور اصطلاحاً اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کسی چیز کو ایسے ڈھنگ سے کرنا جو اعلیٰ ہو، اور وہ چیز خواہ بولنے کی ہو یا کرنے کی۔ اور ہر اس کام کو بھی کہتے ہیں جو احتیاط، دوراندیشی اور خوش سلیقگی و خوش اطواری کے ساتھ کیا جائے۔ (مظاہر حق ص ۳۴۵ جلد اول)

مسئلہ :۔ پیٹ سے دونوں راستوں کے ذریعہ جو نکلتا ہے اس کو ''نجو'' کہتے ہیں۔ استنجاء کے معنی ہوئے گندگی کی جگہ کا صاف کرنا، خواہ پونچھ کر، خواہ دھو کر دونوں طرح ہو سکتا ہے (پانی اور ڈھیلے وغیرہ سے) استنجاء نجاست کا نجاست کی راہ سے (یعنی پیشاب و پاخانہ کی جگہ سے) دور کرنا ہے۔ (کشف الاسرار ص ۹۳ جلد ۳)

بیت الخلاء شیاطین کے اڈے ہیں

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: دیکھو ان پاخانوں میں جنات اور شیاطین وغیرہ آتے

رہتے ہیں، تم میں سے کوئی شخص جب پاخانہ کو جائے تو اس کو چاہیئے، کہ یہ دعاء پڑھ لے۔

"اللھم انی اعوذبک من الخبث والخبائث"

''جنات اور شیاطین آتے رہتے ہیں۔'' یعنی بیت الخلاء (فلش پاخانہ کرنے کی جگہ) کو جنات اور شیاطین اپنا اڈہ بنائے رکھتے ہیں جہاں وہ آتے جاتے ہیں اور اس بات کا انتظار کرتے ہیں کہ کب کوئی شخص آئے اور اس کو وہ تکلیف پہنچائیں اور فساد میں ڈالیں کیونکہ بیت الخلاء ایک ایسی جگہ ہے جہاں نہ صرف یہ کہ نجاست اور غلاظت کے سوا کچھ نہیں ہوتا بلکہ انسان اپنا ستر کھول کر بیٹھ جاتا ہے اور ذکر اللہ نہیں کر سکتا اس لئے جنات اور شیاطین سے محفوظ رہنے کے لئے بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت حدیث میں مذکورہ دعاء پڑھ لینی چاہیئے۔

بیت الخلاء میں جانے اور نکلتے وقت کی دعاء

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاخانہ سے فارغ ہو کر باہر آتے تھے تو فرماتے تھے۔

اللھم غفرانک، یعنی یا اللہ! میں تیری بخشش اور معافی چاہتا ہوں۔ (ترمذی)

تشریح:۔ اس وقت بخشش اور معافی چاہنے کی دو وجہیں علماء نے لکھی ہیں۔ ایک تو یہ کہ آنحضرت ﷺ کی زبان مبارک پر ہر وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر رہتا تھا، قضائے حاجت کرنے جیسی حالت کے علاوہ اور کسی حالت میں آپؐ اس ذکر اللہ کو موقوف نہ رکھتے تھے۔ پس بیت الخلاء میں ذکر اللہ کے قضاء ہو جانے کو بھی آنحضرت ﷺ اتنی اہمیت دیتے تھے کہ وہاں سے نکلتے ہی اللہ تعالیٰ سے مغفرت و معافی چاہتے تھے۔

اور دوسری وجہ یہ ہے کہ انسان کا پاخانہ سے فراغت پانا اللہ تعالیٰ کا بڑا انعام ہوتا ہے، آدمی جو کچھ بھی کھاتا ہے اور اپنے پیٹ میں اتارتا ہے وہ ہضم ہو جائے اور پھر خون وغیرہ کی صورت میں اس کا جوہر تو جسمانی قوت و طاقت کا باعث بن جائے اور فضلہ آسانی کے ساتھ باہر نکل آئے۔ اگر کوئی خیال و غور کرے تو یہ اتنی بڑی نعمت الہیٰ ہے کہ اس کا شکر ادا نہیں ہو سکتا۔ پس آپؐ بیت الخلاء سے نکلتے ہی اللہ تعالیٰ سے مغفرت و معافی چاہتے تھے

کہ پروردگار آپ نے جس کرم ونعمت سے نوازا اس کا شکر ادا نہیں ہوسکتا، اس کو معاف فرما دیجئے گا۔ (مظاہر حق ص ۳۶۲ جلد ۱۰)

مسئلہ: ۔ پیشاب و پاخانہ کرتے وقت باہر صحرا میں کپڑے اٹھانے سے پہلے اور بیت الخلاء میں دروازے کے اندر جانے سے پہلے یہ دعاء پڑھے:

"اللھم انی اعوذبک من الخبث و الخبائث"

(بخاری ص ۹۳۶ جلد اول، کشف الاسرار ص ۹۹ جلد ۳ و مظاہر حق ص ۳۴۸ جلد اول)

اور پھر بایاں پاؤں بیت الخلاء میں رکھے اور باہر نکلتے وقت پہلے دایاں پاؤں باہر نکالے اور باہر نکلنے کے وقت یہ دعاء پڑھے۔

(۱) اللھم غفرانک. (۲) الحمدللہ الذی اذھب عنی الاذٰی و عافانی.

(نماز مسنون ص ۹۳، ترمذی ص ۲۷ جلد اول، ابن ماجہ ص ۲۶ جلد اول، مظاہر حق ص ۳۶۲ جلد اول و بحر الرائق ص ۲۴۳ جلد اول)

مسئلہ: ۔ پاخانے جانے کی جس طرح دعاء ہے، پیشاب کرنے کے وقت کوئی مستقل دعاء نہیں ہے، بلکہ پیشاب و پاخانہ دونوں کے ایک ہی دعاء ہے۔

(امداد الفتاویٰ ص ۱۴۳ جلد اول)

مسئلہ: ۔ پاخانہ کو جانے کے وقت "اعوذ باللہ من الخبث و الخبائث" پڑھنا اس لئے مستحب ہے کہ اس جگہ شیاطین جمع رہتے ہیں کیونکہ ان کو نجاست بھاتی ہے، اور نکلنے کے وقت غفرانک کہے، کیونکہ پاخانہ میں ذکر الٰہی ترک ہوجاتا ہے اور شیاطین سے مخالطت کا وقت ہوتا ہے، اس لئے اس سے مغفرت مانگنی مناسب ہے۔ (المصالح العقلیہ ص ۳۷)

استنجاء کا حکم عام ہے

مسئلہ: ۔ حنفیہؒ کے نزدیک طہارت (پاکی) حاصل کرنا یا پانی سے طہارت کی بجائے ڈھیلے سے صاف کرنا سنت مؤکدہ ہے، مردوں کے لئے بھی اور عورتوں کے لئے بھی، (چنانچہ اگر کوئی مکلف انسان نہ کرے تو بقول راجح یہ امر مکروہ ہے) بشرطیکہ گندگی مخرج (یعنی جس مقام سے نکلی ہے) اس سے آگے نہ لگ گئی ہو۔ حنفیہ کے نزدیک مخرج سے مراد وہ جگہ ہے

جہاں سے نجاست خارج ہو اور وہ جگہ جو اس میں شامل ہے جیسے پاخانہ کے مقام کا وہ حلقہ جو کھڑے ہونے کے وقت سربستہ ہوجاتا ہے اور اس میں سے کچھ نظر نہیں آتا اور اس طرح مردوں کے عضو مخصوص کا وہ حلقہ جو سوراخ کے ارد گرد ہوتا ہے اور جہاں سے پیشاب خارج ہوتا ہے۔ (کتاب الفقہ ص ۱۴۷ جلد اول و فتاوی محمودیہ ص ۵۴ جلد ۲)

مسئلہ :۔ جسم سے خارج ہونے والا نجس مادہ خواہ معمول کے مطابق نکلنے والی چیز ہو (جیسے پیشاب وغیرہ) یا غیر معمولی، مثلاً خون، پیپ وغیرہ یہ نجاست نکلنے کی جگہ سے آگے پھیل جائے اور اس کی مقدار ایک درہم سے زیادہ ہو تو اس کا صاف کرنا فرض ہوگا اور اس کے لئے پانی استعمال کرنا ضروری ہوگا، کیونکہ اب یہ کام نجاست کا دور کرنا ہے استنجاء نہیں ہے۔ اور نجاست دور کرنے کے لئے پانی کا استعمال فرض ہے اور یہی حکم اس صورت میں ہے جب کہ پیشاب عضو مخصوص کے سوراخ سے تجاوز کر کے ایک درہم کی مقدار سے زیادہ حصہ پر پھیل جائے تو اسے پانی سے دھونا فرض ہے اور ڈھیلے سے صاف کرنا اس صورت میں کافی نہیں ہے۔

اسی طرح غیر مختون کے قلفہ کی کھال کو بھی پیشاب کی آلودگی سے پاک کرنا ہوگا۔ لیکن اگر مقدار درہم سے زیادہ جگہ آلودہ ہے تو اس کو دھونا فرض ہے، ڈھیلے وغیرہ سے رگڑنا کافی نہیں ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں اس تمام نجاست کا جو مخرج پر ہو پانی سے دھونا لازم ہوگا کیونکہ مخرج سے بڑھی ہوئی نجاست کو دھوتے وقت نجاست تمام پھیل جاتی ہے۔ اور احتیاط کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ تمام جگہ کو پانی سے دھولیا جائے۔ اور ایسے علاقہ میں جہاں پانی بکثرت دستیاب ہے وہاں تو فی الواقع زیادہ محتاط طریقہ یہی ہے کہ پانی سے دھوکر پاکی حاصل کی جائے، کیونکہ اس سے نجاست بھی دور ہوجاتی ہے اور بدبو بھی جاتی رہتی ہے، البتہ ان اطراف میں جہاں پانی کی قلت ہے، وہاں کے لئے صاحبینؒ کی رائے نمایاں طور پر زیادہ کارآمد ہے۔

اور یہی حکم اس صورت میں ہے جب کہ انسان کے لئے پانی کا استعمال دشوار ہو۔

خلاصہ کلام :۔ یہ ہے کہ جو نجاست مخرج کے عین اوپر ہو اس کا زائل کرنا سنت مؤکدہ

ہے۔ یہ نجاست معمول کے مطابق خارج ہونے والی ہو، جیسے پیشاب، پاخانہ یا غیر معمولی جیسے مذی، ودی اور خون وغیرہ خواہ اس کو پانی سے زائل کیا جائے یا کسی اور طریقہ سے، اس کو استنجا، اور استجمار کہتے ہیں، لیکن اگر نجاست مخرج سے تجاوز کر جائے تو اس کو زائل کرنا فرض ہوتا ہے، اور اس کو استنجاء نہیں کہتے بلکہ ازالہ نجاست کہتے ہیں۔ (کتاب الفقہ ص ۱۴۸ جلد اول)

استنجے سے عاجز کا حکم

سوال: ۔ ایک مریض ہے جس کی ایک ٹانگ ٹوٹی ہوئی ہے، وضوء کرتے وقت پانی کسی دوسرے سے ڈلواتا ہے، البتہ اعضاء وضوء کو اپنے ہاتھوں سے دھوسکتا ہے مگر استنجاء کرتے وقت بہت تکلیف برداشت کرتا ہے، باقاعدہ دوسرا آدمی اس کو اپنی جگہ سے اٹھا کر لے جاتا ہے پھر تکلیف کے ساتھ مریض خود استنجاء کرتا ہے یا پلنگ کے نیچے کوئی برتن رکھ کر استنجاء کرتے ہیں۔ تو کیا ایسے مریض کے لئے استنجاء معاف ہوسکتا ہے؟

جواب: ۔ اس صورت میں استنجاء معاف نہیں ہے، البتہ اگر دونوں ہاتھ شل ہوں یا ایک ہاتھ شل ہے مگر کوئی پانی ڈالنے والا بھی نہیں ہے اور جاری پانی بھی نہیں ہے جس میں بیٹھ کر صحیح ہاتھ سے استنجاء کر سکے اور عورت کا شوہر یا مرد کی بیوی بھی نہیں ہے کہ استنجاء کرائے تو استنجاء معاف ہے۔ (احسن الفتاویٰ ص ۱۰۹ جلد ۲)

مسئلہ: ۔ اگر بائیں ہاتھ میں عذر ہو جیسے زخم وغیرہ، یا کام نہ کرتا ہو (فالج زدہ ہو) تو مجبوری میں دائیں ہاتھ کا استعمال کرنا درست ہے مگر بہت احتیاط سے، اور اگر بایاں ہاتھ لنجا ہے اور اس کو جاری پانی بھی نہ مل سکے ورنہ ایسا شخص ہو جو اس پر پانی ڈال دے تو اس مجبوری کی وجہ سے استنجاء دھونا چھوڑ دے۔ اور اگر اس کے پاس بہتا ہوا پانی یا نل لگا ہوا ہے یا کوئی ایسا شخص موجود ہے جو پانی ڈالوانے والا ہو، جس سے شرعاً پردہ نہیں ہے تو ان صورتوں میں دائیں ہاتھ سے استنجاء کرے۔

مسئلہ: ۔ اگر کسی کے دونوں ہاتھ فالج زدہ ہوں تو اس سے استنجاء دھونا اس وقت بالکل معاف ہو جائے گا جب کہ کوئی کرانے والا موجود نہ ہو، لیکن اگر وہ زمین سے یا دیوار سے رگڑ کر کر سکتا ہے تو صاف کر لے۔ (کشف الاسرار ص ۹۷ جلد اول)

مسئلہ:۔ داہنے ہاتھ سے بغیر کسی عذر کے استنجاء کرنا مکروہ ہے۔

(ہدایہ ص۴۸ جلد اول، شرح نقایہ ص۴۸ جلد اول)

مسئلہ:۔ اگر عذر ہو تو داہنے ہاتھ سے طہارت کر سکتا ہے (فتاویٰ دار العلوم ص۳۷۹ جلد اول)

وضوء کرنے کے بعد استنجاء کرنا

مسئلہ:۔ استنجاء کرنے سے قبل اگر وضوء کرلیا جائے، بعد میں یاد آنے پر استنجاء کرلیا (یعنی پہلے ڈھیلے سے استنجاء کرکے وضوء کرلیا اور وضوء کرنے کے بعد یاد آنے پر پانی سے بھی دھولیا تو اگر مخرج سے نجاست تجاوز نہیں کرگئی) تو پہلا وضوء درست ہے۔ دوبارہ وضوء کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ (احسن الفتاویٰ ص۱۰۸ جلد۲)

مسئلہ:۔ اگر نجاست مخرج (سوراخ) سے متجاوز نہیں ہوئی تو استنجاء پانی سے سنت ہے اور اگر متجاوز ہوگئی تو اگر قدر درہم سے زائد نہیں ہوئی تو دھونا واجب ہے اور اگر زائد ہوگئی تو دھونا فرض ہے اور اگر نماز میں یاد آیا تو صورت اخیرہ میں نماز باطل ہوجائے گی۔ اور دوسری صورت میں مکروہ تحریمی ہوگی، اور پہلی میں مکروہ تنزیہی۔ (امداد الفتاویٰ ص۱۳۹ جلد اول)

پس صورت اخیرہ میں نماز توڑ دے اور دوسری میں پوری کر کے نماز کا اعادہ کرلے اور پہلی میں اعادہ بھی ضروری نہیں ہے۔ (رفعت)

جس جگہ پیشاب وپاخانہ کرنا درست نہیں ہے

مسئلہ:۔ مسجد میں یا مسجد کی چھت پر پاخانہ پیشاب کرنا حرام ہے۔ ایسی جگہ پاخانہ وپیشاب کرنا، جہاں قبلہ کی طرف منہ پیٹھ کرنا پڑے، مکروہ ہے خواہ جنگل ہو یا آبادی۔

مسئلہ:۔ چھوٹے بچوں کو پاخانہ پیشاب کے لئے ایسی جگہ بٹھلانا جہاں قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ ہو، ناجائز ہے اور اس کا گناہ بٹھلانے والے پر ہے۔

مسئلہ:۔ چاند، سورج کی طرف پاخانہ وپیشاب کے وقت منہ یا پیٹھ کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ:۔ ٹھہرے ہوئے پانی میں پاخانہ، پیشاب کرنا حرام ہے، زیادہ ٹھہرے ہوئے پانی میں مکروہ تحریمی ہے اور جاری میں مکروہ تنزیہی ہے۔

مسئلہ:۔ برتن میں پاخانہ و پیشاب کر کے پانی میں ڈالنا یا ایسی جگہ پیشاب و پاخانہ کرنا جہاں سے بہہ کر پانی میں چلا جائے مکروہ ہے۔ (گندی نالی کے علاوہ میں۔)

مسئلہ:۔ نہر اور تالاب وغیرہ کے کنارے پاخانہ پیشاب کرنا مکروہ ہے جبکہ نجاست اس میں گرے۔ اور اسی طرح سے ایسے درخت کے نیچے جس کے سایہ میں لوگ بیٹھتے ہوں، اور اسی طرح پھول و پھل والے درخت کے نیچے، نیز سردیوں میں جس جگہ لوگ دھوپ لینے کو بیٹھتے ہوں، جانوروں کے درمیان میں، مسجد اور عیدہ گاہ کے اس قدر قریب کہ جس کی بدبو سے نمازیوں کو تکلیف ہو، قبرستان میں، یا ایسی جگہ جہاں پر لوگ وضوء یا غسل کرتے ہوں، راستہ میں، ہوا کے رخ پر، سوراخ میں، راستہ کے قریب اور قافلہ یا کسی مجمع کے قریب مکروہ تحریمی ہے۔

حاصل یہ ہے کہ ایسی جگہ جہاں لوگ بیٹھتے اٹھتے ہوں، اور ان کو تکلیف ہو، اور ایسی جگہ جہاں سے بہہ کر اپنی طرف آئے مکروہ ہے۔

(علم الفقہ ص ۴۵ جلد اول و شرح نقایہ ص ۳۹ جلد اول و ہدایہ ص ۴۸ جلد اول و در مختار ص ۵۶ جلد اول)

پیشاب پاخانہ کے وقت جن امور سے بچنا چاہیئے

مسئلہ:۔ پیشاب، پاخانہ کرتے وقت بات کرنا، بلاضرورت کھانسنا، کسی آیت یا حدیث یا اور متبرک چیز کا پڑھنا، یا ایسی جگہ جس پر خدا یا نبی یا کسی فرشتہ یا کسی معظم کا نام ہو یا کوئی آیت یا حدیث یا دعاء لکھی ہوئی ہو اپنے پاس رکھنا، بلاضرورت لیٹ کر یا کھڑے ہو کر پاخانہ پیشاب کرنا، تمام کپڑے اتار کر برہنہ (ننگے) ہو کر پاخانہ پیشاب کرنا، داہنے ہاتھ سے استنجاء کرنا۔ (علم الفقہ ص ۴۵ جلد اول و بہشتی زیور ص ۱۱ جلد ۱۱ بحوالہ منیہ ص ۷۱ و کبیری ص ۵۸)

جن چیزوں سے استنجاء درست نہیں ہے

مسئلہ:۔ ہڈی، کھانے کی چیزیں، لید، گوبر اور ہر ناپاک چیز سے، اور وہ ڈھیلہ یا پتھر جس سے ایک مرتبہ استنجاء ہو چکا ہو، پختہ اینٹ، ٹھیکرا، شیشہ، لوہا، چاندی، سونا پیتل، کوئلہ، چونا اور ایسی چیزوں سے استنجاء کرنا جو نجاست کو صاف نہ کر سکے جیسے سرکہ وغیرہ۔

وہ چیزیں جن کو جانور وغیرہ کھاتے ہوں جیسے بھس اور گھاس وغیرہ اور ایسی چیزیں جو قیمت دار ہوں خواہ تھوڑی قیمت ہو یا بہت جیسے کپڑا وغیرہ (جو کپڑا اور کاغذ استنجاء سکھانے کے لئے بنائے گئے، ان سے جائز ہے)

مسئلہ:۔ آدمی کے اجزاء جیسے بال، ہڈی، گوشت وغیرہ، حیوان کا وہ جزء جو اس سے متصل ہو، مسجد کی چٹائی وغیرہ، درختوں کے پتوں سے کاغذ خواہ لکھا ہوا ہو یا سادہ، زمزم کا پانی، وضوء کا بچا ہوا پانی، دوسرے کے مال سے بلا اس کی اجازت ورضامندی کے، خواہ وہ پانی ہو یا کپڑا یا اور کوئی چیز، روئی، اور تمام ایسی چیزیں جن سے انسان یا ان کے جانور نفع اٹھائیں۔ ان تمام چیزوں سے استنجاء کرنا مکروہ ہے۔ (علم الفقہ ص ۴۶ جلد اول شرح وقایہ ص ۱۲۷ جلد اول ودر مختار ص ۵۷ جلد اول، شرح نقایہ ص ۲۷ جلد اول، ہدایہ ص ۴۸ جلد اول)

جن چیزوں سے استنجاء بلا کراہت درست ہے

پانی، مٹی کا ڈھیلہ، ہر وہ چیز جو پاک ہوں اور نجاست کو دور کردیں، بشرطیکہ مال اور محترم نہ ہوں۔ (علم الفقہ ص ۴۶ جلد اول)

مسئلہ:۔ سادہ کاغذ یا کچھ لکھے ہوئے کاغذ سے ڈھیلے کا کام لینا مکروہ ہے۔

(احسن الفتاویٰ ص ۱۰۸ جلد ۲)

مسئلہ:۔ آج کل جو کاغذ بطور ڈھیلہ استعمال کے لئے تیار کیا جاتا ہے جس کو کلینک پیپر کہا جاتا ہے (TOILET TESSUE) وہ لکھنے کے قابل نہیں ہوتا، اس میں جذب کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے، اس سے استنجاء کرنا اور اس سے ڈھیلہ کا کام لینا بلا کراہت جائز اور درست ہے (احسن الفتاویٰ ص ۱۰۸ جلد ۲، شامی ص ۳۴۰ جلد اول، وفتاویٰ دار العلوم ص ۳۸۰ جلد اول)

مسئلہ:۔ اگر یہ کاغذ مٹی کے ڈھیلوں کی طرح جاذب ہوتے ہیں تو ان کا بھی حکم وہی ہے جو مٹی کے ڈھیلوں کا ہے کہ اگر مبرز (سوراخ) سے ادھر ادھر پیشاب نہیں پھیلا ہے، یا پھیلا ہے مگر اٹھنی کی مقدار کے اندر ہی پھیلا ہے تو اس کے استعمال کے بعد محض وضوء کر کے بھی نماز پڑھ سکتے ہیں ورنہ پانی سے بھی پاکی حاصل کرنا ضروری رہیگا۔

(نظام الفتاویٰ ص ۲۳ جلد اول، امداد الفتاویٰ ص ۱۳۹ جلد اول)

مسئلہ :۔ افضل یہ ہے کہ پہلے ڈھیلے سے نجاست زائل کی جائے اور اس کے بعد پانی استعمال کیا جائے، البتہ آج کل شہروں میں گٹر سسٹم (فلش وغیرہ) کی وجہ سے ڈھیلے کا استعمال بہت تکلیف دہ ثابت ہوتا ہے، ڈھیلے پھینکنے سے پانی کا راستہ بند ہو جاتا ہے جو بہت سخت تعفن اور ایذاء کا باعث بنتا ہے، پھر ان کی صفائی میں بھی بہت دقت پیش آتی ہے، لہذا ایسے مواقع میں ڈھیلے کا استعمال ہرگز نہیں کرنا چاہیئے ۔ ڈھیلے کا استعمال مستحب ہے اور اپنے نفس کو اور دوسروں کو مصیبت میں ڈالنا حرام ہے۔ کسی مستحب کام کی خاطر حرام کام کا ارتکاب جائز نہیں ہے۔ البتہ صفائی کی غرض سے جو جاذب کاغذ بازار میں ملتے ہیں ان کا استعمال جائز ہے۔

(احسن الفتاوی ص ۱۰۵ جلد ۲ و فتاوی رحیمیہ ص ۲۷۸ جلد ۴)

رفع حاجت میں پابندیاں ہیں

قضائے حاجت یعنی پیشاب پاخانہ وغیرہ کرنے کے متعلق شارع علیہ السلام نے چند طریقے مقرر فرمائے ہیں، منجملہ ان کے وہ احکام ہیں جن کا تعلق خصوصیت کے ساتھ ازالہ نجاست سے ہے۔ (ناپاکی دور کرنے سے ہے۔)

اگر نجاست کو پانی سے زائل کیا جائے اسے استنجاء کہتے ہیں۔ اگر پانی کے علاوہ کسی اور چیز سے مثلاً ڈھیلے وغیرہ سے کیا جائے تو اس کو استجمار کہتے ہیں۔

رفع حاجت کے طریقے (آداب) پر بعض لوگ یہ سوال کرتے ہیں کہ رفع حاجت فطری اعمال میں سے ہے جس کی بجا آوری پر انسان اپنے مخصوص حالات اور ماحول کے مطابق کرتا ہے، اس پر شرعی پابندیوں کا عائد کرنا بغیر اس کے کہ اس کی ضرورت لاحق ہو، انسان کو مشکلات میں ڈالنا اور تکلیف اٹھانے پر مجبور کرنا ہے۔

یہ اعتراض بھی ان لوگوں کے دوسرے اعتراضات کی مانند ہے جو شرعی ذمہ داریوں سے آزاد ہونا چاہتے ہیں ورنہ حیض اور مباشرت وغیرہ کے بارے میں جو پابندیاں شارع علیہ السلام نے عائد فرمائی ہیں، اور ان پابندیوں میں جن کا ذکر آگے آ رہا ہے، آخر فرق کیا ہے؟

بڑی خوبی کی بات یہ ہے شریعت اسلامیہ میں اس کے بارے میں جو کچھ آیا ہے وہ

تمام امور ایسے ہیں جنہیں عقل تسلیم کرتی ہے اور جو حفظ صحت کے تقاضوں کے مطابق ہیں اور پاکیزگی کا جو طریقہ لازمی قرار دیا گیا ہے معاشرتی نظام کی لابدیات میں سے ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ شریعت اسلامیہ نے جن امور کا حکم دیا ہے، اگرچہ اس حکم کی علت ومصلحت کے متعلق سوال نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ یہ تمام تکلیفات شرعیہ جو انسان کے لئے مخصوص ہیں، وہ سب اللہ تعالٰی کی بندگی (عبادت) میں داخل ہیں اور انسان کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ جب تک اس کی بجا آوری سے عاجز نہ ہو، اس سے روگردانی کرے۔ اس کے باوجود یہ تمام امور عقل کے مطابق ہیں اور انسان کے لئے جو عبادتیں شریعت میں مقرر کی گئی ہیں وہ صحتوری اور معاشرتی تقاضوں کے موافق ہیں۔

آخر کون ہے جو یہ کہتا ہو کہ گندگی سے پاک صاف ہونا ضروری نہیں ہے اور وہ کون ہے جو یہ کہہ سکے کہ اس کے لئے جو طریقے شریعت نے بتائے ہیں وہ انسان کے لئے مفید نہیں ہیں۔ دراصل شریعت اسلامیہ کے احکام تمام معاشرہ کی بہبود اور انسان کی بھلائی کے لئے یہ تمام پابندیاں سودمند ہیں اور کسی کو اس پر اعتراض کی مجال نہیں ہے۔ اب رفع حاجت کے متعلق احکام واجب، حرام، مندوب اور مکروہ بالترتیب بیان کیے جاتے ہیں۔

(کتاب الفقہ ص۱۵۲ جلد اول)

استنجاء کے واجب امور

۱۔ اول وہ امور جو استنجاء کے لئے واجب ہیں مثلاً استبراء یعنی پیشاب وپاخانہ کے بعد جو کچھ رہ جائے اس کو خارج کرنا، یہاں تک کہ یہ گمان غالب ہوجائے کہ اب وہاں کچھ باقی نہیں ہے۔ بعض اشخاص کی عادت میں داخل ہے کہ چلنے، پھرنے، کھڑے ہونے یا ایسی حرکت کرنے جس کے وہ عادی ہیں، پیشاب کے رکے ہوئے قطرے نکل جاتے ہیں، ایسے اشخاص کو حسب عادت بطور خود استبراء واجب ہے، چنانچہ اگر پیشاب کے قطروں کے بند ہوجانے میں شبہ ہو تو وضوء کرنا جائز نہیں ہوگا۔

اگر (بغیر تسلی کے) اسی حالت میں وضوء کرلیا اور پیشاب کا قطرہ آگیا تو وضوء بے کار ہوگا۔ غرض یہ کہ واجب ہے کہ رکی ہوئی نجاست کا اگر شبہ ہو تو سب کو خارج ہونے

دیا جائے۔ یہاں تک کہ یہ گمان غالب ہو جائے کہ اب کچھ باقی نہیں رہا۔ اس امر کے واجب ہونے میں سب کا اتفاق ہے، اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔

۲۔ دوسری قابل لحاظ بات وہ جگہ ہے جہاں پر رفع حاجت کرنا حرام ہے، قبر کے اوپر (یا قریب میں) رفع حاجت کرنا حرام ہے، اس کا سبب ظاہر ہے مقبرہ نصیحت اور عبرت حاصل کرنے کا مقام ہے، لہذا یہ بڑی بدتمیزی اور بداخلاقی ہوگی کہ وہاں پر انسان اپنی شرمگاہ کھولے اور اس کو خارج ہونے والی گندگی سے آلودہ کرے، کیونکہ آنحضرت ﷺ کی حدیث صحیح میں آیا ہے کہ حضور ﷺ نے زیارت قبور کی ترغیب فرمائی ہے تا کہ آخرت کی یاد آئے، پس یہ تو جہالت اور حماقت ہی ہے کہ کوئی شخص ایسے مقام کو جہاں پر لوگ عبرت حاصل کرنے اور آخرت کی یاد کرنے کے لئے آتے ہیں، پیشاب پاخانہ کی جگہ بنالے، ایسا کرنا نصیحت پکڑنے اور خشیت الہیٰ کے اس مقصد کی منافی ہے جو قبروں کی زیارت میں پیش نظر ہے، مزید براں ایسی حرکت سے مقبروں کی توہین ہے۔ (اس کے متعلق تفصیلی مسائل ان شاء اللہ مسائل میت میں آئیں گے۔)

۳۔ تیسرے یہ کہ جن مقامات میں رفع حاجت کرنا جائز نہیں ہے۔ ٹھہرا ہوا پانی ہے جس میں قضائے حاجت ممنوع ہے، (یعنی پیشاب پاخانہ کرنا منع ہے۔) اور ٹھہرا ہوا پانی وہ ہے جو بہتا نہ ہو، حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث روایت فرمائی ہے کہ حضور ﷺ نے ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (بروایت مسلم و ابن ماجہ وغیرہ) پیشاب کرنے کی ممانعت میں پاخانہ کرنا بھی شامل ہے کیونکہ یہ اس سے بھی بڑی برائی ہے، لہذا اس کی ممانعت زیادہ سختی سے ہے۔

واضح ہو کہ فقہ کا یہ حکم ان بہترین احکام میں سے ہے جو از روئے علم مسلمہ اور عقل سلیم کے نزدیک پسندیدہ ہیں، کیونکہ وہ پانی جو نفع رسانی کے لئے ہے اس کو گندہ کرنا خصائل ذمیمہ میں سے بدترین خصلت ہے۔ مزید براں ایسا کرنے سے متعدی امراض وغیرہ پیدا ہوتے ہیں۔

غرض یہ کہ مذہب اسلام کے محاسن میں سے ہے کہ اس کی جس قدر عبادتیں ہیں وہ

انسانی بہبود کے تقاضوں پر پوری اترتی ہیں۔

۴۔ چوتھے یہ کہ رفع حاجت ایسی جگہ کرنا حرام ہے جہاں سے پانی بہہ کر آتا ہو اور جہاں لوگوں کی آمد ورفت ہو، جہاں آرام کے لئے سایہ موجود ہو۔ حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: لعنت کے تین امور سے بچو۔ پانی کے گھاٹ پر پاخانہ کرنا، یا راستہ کے سرے پر رفع حاجت کرنا یا اس سایہ کہ جگہ پر جو آرام کے لئے ہو۔

۵۔ پانچویں قبلہ کی جانب منہ یا پیٹھ کر کے رفع حاجت کرنا حرام ہے خواہ گھر کے اندر ہو یا میدان میں یا جنگل میں اگر غلطی سے کوئی رفع حاجت کے لئے قبلہ رخ بیٹھ جائے اور پھر یاد آجائے تو اب اگر ادھر سے مڑ جانا ممکن ہو تو فوراً مڑ جائے، ورنہ چاہیئے کہ جہاں تک ممکن ہو پاخانہ میں قبلہ کی جانب رخ نہ کرے۔ اور استنجاء کرنے اور ڈھیلے کے استعمال کرنے کے متعلق بھی وہی حکم ہے، جو پیشاب، پاخانہ کا ہے۔ یعنی یہ دونوں کام بھی (قبلہ رخ ہونے کی حالت میں) مکروہ تحریمی ہے۔

(آج کل گھروں کی تعمیرات میں ہر آرام دہ چیز کا خیال رکھا جاتا ہے، کیا اس حدیث شریف پر عمل کرنا مشکل ہے؟ رفعت قاسمی غفرلہٗ)

۶۔ چھٹے یہ کہ رفع حاجت کے وقت ہوا کے رخ کی طرف منہ کرنا مکروہ ہے۔

پس پیشاب کرنے کے لئے اس طرف منہ کر کے نہ بیٹھنا چاہیئے جدھر سے ہوا کا جھونکا آرہا ہو، مبادا (ایسا نہ ہو کہ) پیشاب کی چھینٹ الٹ کر ادھر آجائے اور نجس کر دے۔ ظاہر ہے کہ اس حکم میں خود رفع حاجت کرنے والے کا فائدہ ہے یہ امر انسان کی فطرت میں داخل ہے کہ وہ جسم اور لباس پر گندگی لگ جانے سے گھبراتا ہے۔

شارع علیہ السلام نے اسی مصلحت کے پیش نظر اور اس لئے کہ لوگوں کو پاک صاف رہنے کی ترغیب ہو، اس فعل کو مکروہ قرار دیا ہے۔

(اور آج کل کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کا فیشن ہے جس میں کپڑوں اور جسم پر نجانے کتنی چھینٹیں پڑتی ہیں جبکہ حدیث شریف میں صاف آیا ہے کہ ایک شخص کو صرف پیشاب کی چھینٹ سے نہ بچنے پر عذاب قبر ہوا تھا، آپؐ نے اس کی اطلاع فرمائی تھی۔ اس

لئے ان امور سے بچنا چاہیئے۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)

۷۔ ساتویں یہ کہ رفع حاجت کی حالت میں بولنا مکروہ ہے، کیونکہ ایسا کرنا خود کلام کی توہین ہے، اور کچھ دھیان نہیں رہتا، بہت ممکن ہے کہ گفتگو کے دوران اللہ تعالیٰ کا نام یا اللہ کے رسول ﷺ کا نام یا اور کوئی ایسا ہی مقدس لفظ زبان پر آجائے۔ مزید براں بے ضرورت بولنا یوں بھی مکروہ ہے، سوائے اس کے پانی کا لوٹا (برتن) مانگنے یا رومال، کپڑا استنجے کا ڈھیلہ وغیرہ طلب کرنے کے لئے ہو، جو نجاست کی جگہ کو پونچھنے یا خشک کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہو، یا بضرورت بولنا ہی پڑ جائے تو مکروہ نہیں ہے۔

۸۔ آٹھویں (میدان، جنگل وغیرہ میں) سورج یا چاند کے سامنے بیٹھ کر رفع حاجت کرنا مکروہ ہے، کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت (نشانیوں) اور اس کی نعمتوں میں سے ہے۔ جن سے خلق خدا کو فائدہ پہنچتا ہے۔

اور شریعت اسلامیہ کے اصولوں میں سے ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا احترام اور اسکی قدر کی جائے۔

۹۔ نویں یہ کہ استنجاء (طہارت) بائیں ہاتھ سے کیا جائے کیونکہ دایاں ہاتھ بالعموم کھانا وغیرہ کھانے کے لئے ہے۔

یہ بھی مستحب ہے کہ استنجاء کے وقت یعنی طہارت کرنے سے پہلے بائیں ہاتھ کی انگلیوں کو نجاست لگنے سے پہلے تر کر لیا جائے، تاکہ نجاست اس سے زیادہ نہ لتھڑے۔ اسی طرح فراغت کے بعد بائیں ہاتھ کو کسی پاک کرنے والی چیز سے دھو لینا بھی مستحب ہے۔

اور استنجاء کے وقت اعضاء کو ڈھیلا چھوڑنا مستحب ہے، تاکہ آسانی کے ساتھ نجاست کو زائل کیا جا سکے۔ (کتاب الفقہ ص ۱۵۴ تا ۱۵۸ جلد اول)

مسئلہ:۔ حنفیہؒ کے نزدیک اگر روزہ نہ ہو تو جسم کا ڈھیلا چھوڑنا، بوقت استنجاء مستحب ہے، تاکہ روزہ کی حالت میں جسم ڈھیلا چھوڑنے سے روزہ نہ ٹوٹ جائے۔ کیونکہ پانی اندر پہنچانے میں زیادہ مبالغہ سے کام لیا جائے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

(کتاب الفقہ ص ۱۵۸ جلد اول، مظاہر حق ص ۳۵۳ جلد اول)

(روزہ کی تفصیلی مسائل دیکھئے احقر کی مرتب کردہ مکمل ومدلل مسائل روزہ۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہٗ)

پانی سے استنجاء کرنے کی دو شرطیں ہیں

پانی سے استنجاء (طہارت و پاکی حاصل ہونے) کی دو شرطیں ہیں: ایک تو یہ کہ پانی طہور یعنی پاک کرنے والا ہو۔ (۲) دوسری شرط یہ ہے کہ وہ پانی نجاست کو دھونے کے لئے کافی ہو، لہذا اگر پانی تھوڑا ہے کہ نجاست کو اس کے جگہ سے زائل نہیں کر سکتا کہ نجاست لگنے سے پہلے جو حالت تھی، وہ جگہ پھر ویسے ہی ہو جائے تو ایسی صورت میں وہ پانی استعمال نہ کیا جائے۔ (بلکہ اتنے کم پانی کی موجودگی میں ڈھیلے سے استنجاء کرلیا جائے) چونکہ ڈھیلے وغیرہ کا استعمال پانی کے موجود ہونے پر بھی اس کا قائم مقائم ہو سکتا ہے، تاہم پانی کا استعمال بہتر ہے۔ اور سب سے بہتر تو یہ ہے کہ ڈھیلے اور پانی دونوں کا استعمال کیا جائے۔ بعض صورتوں میں ڈھیلے کا استعمال پانی کے بغیر درست ہے۔ (کتاب الفقہ ص ۱۶۰ جلد اول)

مسئلہ:۔ بغیر ڈھیلوں کے صرف پانی سے استنجاء کرنے یعنی پانی سے دھونے سے کامل پاکی حاصل ہو جاتی ہے۔ بشرطیکہ قطرہ آنے کا مرض نہ ہو اور اگر یہ مرض ہو تو (پہلے) مٹی کے ڈھیلوں سے استنجاء کرنا چاہیئے یا کوئی اور تدبیر کرنی چاہیئے جس سے قطرہ آنے کا احتمال نہ رہے۔ (امداد الاحکام ص ۴۰۰ جلد اول)

پہلے آگے کے مقام کو دھوئے یا پیچھے کے؟

ایک سوال یہ ہے کہ پہلے آگے کی جگہ کو دھونا چاہیئے یا پیچھے کی جگہ کو؟ اس بارے میں مسالک تفصیل طلب ہیں۔ ہمارے امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک پہلے پاخانے کے مقام کو دھویا جائے۔ کیونکہ وہ جگہ زیادہ گندی ہے، اور اس لئے بھی کہ پاخانہ کے مقام اور اس کے ساتھ کی جگہ کو مسلنے سے پیشاب کے قطرے آجاتے ہیں۔ لہذا اگلے مقام کو پہلے دھونے سے کچھ فائدہ نہیں ہے۔

مسئلہ:۔ آبدست کرتے وقت چھینٹوں کا خیال اور وہم نہ کرنا چاہیئے، خیال اور وہم سے کوئی چیز ناپاک نہیں ہوتی، ایسے توہمات کو دفع کرتے رہیں اور اعوذ باللہ دل دل میں پڑھتے رہیں، ہرگز کچھ وہم نہ کریں۔ (فتاویٰ دار العلوم ص ۲۷۳ جلد اول بحوالہ الاشباہ)

(اگر پانی زیادہ ہو تو دو مرتبہ دھونے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ رفعت)

استنجے میں ڈھیلے کی جگہ اور کیا استعمال کر سکتے ہیں؟

مسئلہ :۔ حنفیہؒ کے نزدیک ڈھیلے کے طور پر پاک چیز کا استعمال سنت ہے، مثلاً خاک، دھجی (پرانا کپڑا وغیرہ) خشک مٹی کے ٹکڑے۔

اور مکروہ چیز سے استنجاء کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ مثلاً ہڈی یا گوبر، کیونکہ آنحضرت ﷺ نے ان اشیاء سے استنجاء کی ممانعت فرمائی ہے، اسی طرح انسان اور جانور کے کھانے پینے کی چیزوں سے اور وہ چیزیں جو شرعاً قابل احترام ہیں، ان سے استنجاء کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ اور مال کا ضائع کرنا بھی ممنوع ہے۔ اور وہ اشیاء جو شرعاً قابل احترام ہیں ان میں یہ چیزیں ہیں۔

آدمی کے بدن کا کوئی حصہ، خواہ کسی کافر کا یا مردار کا ہو، اور لکھا ہوا کاغذ اگرچہ اس پر کٹواں حروف لکھے ہوئے ہوں، کیونکہ وہ قابل احترام ہیں (چاہے کسی بھی زبان کے لکھے ہوں) اور ایسے کاغذ پر جن پر گو کچھ بھی تحریر نہ ہو، لیکن اس پر لکھا جا سکتا ہو۔ البتہ ایسے کاغذ جن پر لکھائی نہ کی جا سکے، اس سے استنجاء کرنا بلا کراہت جائز ہے جیسے کہ (TOILET TESSUE) اسی طرح ایسی چیز کا ڈھیلے کے طور پر استعمال کرنا مکروہ ہے جس کے بطور مال کوئی قیمت ہو اور استعمال کرنے سے وہ تلف ہو جائے یا اس کی قیمت کم ہو جائے ہاں اگر وہ شے ایسی ہے کہ استعمال کے بعد دھونے یا خشک ہونے کے بعد وہ پھر پہلے کی طرح ہو سکے تو اس کے استعمال میں کراہت نہیں ہے۔

پختہ اینٹ، ٹھیکرا، شیشہ، کوئلہ، اور چکنے پتھر کا استعمال کرنا مکروہ ہے اور اگر اس کا استعمال نقصان دہ ہو تو وہ مکروہ تحریمی ہوگا۔ کیونکہ مضر اشیاء کا استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔ یہ کراہت تنزیہی رہے گی۔ اگر اس کا استعمال مضر نہ ہو۔

ان اشیاء کے مکروہ ہونے کا سبب یہ ہے کہ ان کے استعمال سے وہ جگہ صاف نہیں ہوتی اور سنت یہ ہے کہ اس جگہ کو صاف ستھرا کیا جائے۔

مسئلہ :۔ کسی اور شخص کی دیوار سے ڈھیلا لے کر استنجاء کرنا مکروہ تحریمی ہے، کیونکہ دوسرے کے مال پر دست اندازی کرنا جائز نہیں ہے۔ ہاں اگر اپنی دیوار (وغیرہ) ہے تو اس میں کوئی

کراہت نہیں ہے۔ (کتاب الفقہ ص ۱۶۰ جلد اول)

(بعض حضرات کی عادت ہوتی ہے کہ چلتے چلتے کسی کی بھی دیوار وغیرہ سے کچا ڈھیلا نکالا اور استنجاء سکھانا شروع کر دیا، حالانکہ یہ جائز نہیں ہے کہ کسی کا مال بغیر اجازت استعمال کرے، اور بعض حضرات راستہ چلتے چلتے باتیں کرتے ہوئے استنجاء خشک کرتے ہیں۔ یہ طریقہ غلط ہے اور بے حیائی کی بات ہے اور اسلام کی بدنامی کا سبب ہے۔ محمد رفعت غفرلہٗ)

استبراء مردوں کے لئے ہے

مسئلہ :۔ طہارت (پاکی) کے مسائل مرد اور عورت دونوں کے لئے یکساں ہیں۔ البتہ استبراء عورت پر واجب نہیں ہے اور استبراء سے مراد یہ ہے کہ پیشاب کا قطرہ یا پاخانہ جو ابھی تک مخرج پر لگا ہوا ہے اس کو پورے طور پر خارج ہونے دیا جائے۔ یہاں تک کہ یہ گمان غالب ہو جائے کہ اس جگہ کچھ باقی نہیں ہے، عورت پر یہ عمل واجب نہیں ہے، البتہ یہ واجب ہے کہ پیشاب و پاخانے سے فارغ ہونے کے بعد تھوڑی دیر توقف کرے۔ (یعنی جلد بازی نہ کرے کہ قطرات ٹپک جائیں) اس کے بعد استنجاء (پانی سے) یا ڈھیلے کا استعمال یا دونوں استعمال کرے۔ (کتاب الفقہ ص ۱۴۹ جلد اول و احسن الفتاویٰ ص ۱۰۴ جلد ۲)

استبراء نام ہے باہر نکلنے والی چیز سے برأت طلب کرنا، ان طریقوں میں سے کسی بھی طریقہ سے کہ جس سے یقین حاصل ہو جائے کہ نجاست کا کوئی اثر باقی نہیں رہا ہے۔

اور نجاست کا اثر زائل ہونے کا اطمینان لوگوں کے طبیعت کے اختلاف سے مختلف ہوتا ہے، کسی کو پاکیزگی جلد حاصل ہو جاتی ہے اور کسی کو دیر سے، اور کسی کو (استنجاء سکھاتے وقت) چلنے سے حاصل ہوتی ہے، اور کسی کو کھنکھارنے سے۔ (کشف الاسرار ص ۱۰۱ جلد ۳)

مسئلہ :۔ ڈھیلے سے استنجا، کرنے کے بارے میں عورتوں کا حکم مردوں کی طرح ہے یعنی عورتوں کو بھی ایسا ہی مستحب ہے، جس طرح مردوں کو۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۳۷۴ بحوالہ رد المختار ص ۳۱۹ جلد اول)

پیشاب کے مریض کے اپریشن کا حکم

سوال:۔ زید کا پیشاب بند ہوگیا۔ ڈاکٹر نے ناف کے اوپر سے اپریشن کر کے ربڑ کی نلکی رکھ دی، اس نلی سے پیشاب ہوتا ہے، وہ نلی ہمیشہ پیٹ پر رہتی ہے اور اس میں پیشاب بھرا رہتا ہے نلی کے منہ کو تاگے سے بند کردیا جاتا ہے تو ایسی حالت میں یہ شخص نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

جواب:۔ ایسی حالت میں بھی نماز معاف نہیں ہے، پڑھنا ضروری ہے (اگر) شبہ رہتا ہے تو بعد میں دہرالی جائے۔ بیٹھ کر نہ پڑھ سکتا ہو تو لیٹے لیٹے اشارہ سے پڑھے مگر چھوڑے نہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۳۶۵ جلد ۴)

پیشاب کی راہ سے سفید پانی نکلنے کا حکم

مسئلہ:۔ پیشاب کے راہ سے جو سفید پانی نکلتا ہے وہ ناپاک ہے اور نجاست غلیظہ ہے اور ناقض وضوء ہے، یعنی وضوء ٹوٹ جائے گا اور بدن یا کپڑے پر لگ جائے تو بدن اور کپڑا ناپاک ہوجائے گا لیکن ایک درہم کی مقدار (یعنی ہاتھ کی ہتھیلی کے گہراؤ کے برابر) معاف ہے، اگر دھونے کا وقت نہ مل سکا اور اس کو پہن کر نماز پڑھ لی تو نماز ہوجائے گی، بعد میں دھولینا چاہیئے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۳۶ جلد ۴ بحوالہ درمختار مع شامی ص ۲۹۳ جلد اول وہدایہ ص ۵۸ جلد اول باب الانجاس و مالابد منہ ص ۱۹)

استنجے میں ایک ڈھیلہ دو مرتبہ استعمال کرنا

مسئلہ:۔ جس ڈھیلے سے ایک مرتبہ استنجاء کرلیا ہے وہ ناپاک ہوگیا، اس کو دوبارہ استعمال کرنا منع ہے، البتہ اگر اس کی دوسری جانب استعمال نہ کی ہو تو اس کو (دوسری جانب سے) استعمال کرنا درست ہے۔ اس طرح اس کو گھس کر کہ نجس حصہ گھس دیا جائے (تو وہ بھی استعمال کرنا درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۴۸ جلد ۲ بحوالہ شامی ص ۲۲۷ جلد اول)

مسئلہ:۔ استعمال کیا ہوا استنجے کا ڈھیلہ سوکھنے سے پاک نہیں ہوتا، زمین سوکھنے سے پاک ہوجاتی ہے۔ ڈھیلے استعمال کرنے کے بعد پاک نہیں ہوتے۔ لہٰذا ان سے دوبارہ استنجاء کرنا مکروہ ہے۔ (احسن الفتاویٰ ص ۹۳ جلد ۲ بحوالہ ردالمحتار ص ۲۸۷ جلد اول)

مسئلہ:۔ جس ڈھیلے سے ایک دفعہ استنجاء کیا گیا ہو، اس سے دوبارہ استنجاء کرنا مکروہ ہے لیکن اگر ضرورت ہو، سفر وغیرہ کی وجہ سے تو خشک ہونے کے بعد اسکو گھس کر دوبارہ سہ بارہ یا زیادہ دفعہ استنجاء کرلیا جائے تو مضائقہ نہیں ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ص۳۷۶ جلد اول بحوالہ رد المختار ص۳۱۴ جلد اول باب الاستنجاء)

صرف ڈھیلے سے استنجاء کرنا

سوال:۔ پیشاب یا پاخانہ کرنے کے بعد ڈھیلے سے صاف کرنے کے بعد پانی سے نہ دھویا، بغیر دھوئے وضوء کرکے نماز پڑھ لی تو نماز ہوگئی یا نہیں؟ اور اسی طرح بعض لوگ صرف ہاتھ دھوکر کھانے میں مشغول ہوجاتے ہیں حالانکہ پانی بھی موجود ہوتا ہے، شرعا کیا حکم ہے؟

جواب:۔ اگر پیشاب مخرج سے تجاوز کرگیا اور زائد کی مقدار ایک درہم (قطر =۱ء۱ انچ =۲ء۷۵ سینٹی میٹر اور کل پیائش =۱ء۹۵ انچ =۵ء۹۴ سینٹی میٹر) سے زائد نہیں ہوئی تو بغیر دھوئے صرف ڈھیلہ استعمال کرلینے سے نماز ہوجائے گی، اور پاخانہ کا حکم یہ ہے کہ ڈھیلے سے استنجاء کرنے کے بعد اگر مخرج سے متجاوز نجاست کا وزن ایک مثقال (۵ ماشہ =۶ء۷۴ گرام) یا اس سے کم ہو تو نماز ہوجائے گی اگرچہ پھیلاؤ میں ایک درہم سے بھی زیادہ ہو۔

صرف ہاتھ دھوکر کھانا کھانا جائز ہے مگر مخرج سے متجاوز نجاست قدر درہم سے زائد ہو تو بلا عذر اسے نہ دھونا مکروہ تحریمی ہے اور بقدر درہم یا اس سے کم ہو تو مکروہ تنزیہی ہے

(احسن الفتاویٰ ص۱۰۸ جلد۲ بحوالہ رد المختار ص۳۱۴ جلد اول و ص۳۹۳ جلد اول)

مسئلہ:۔ استنجے کے بارے میں افضل طریقہ یہ ہے کہ پہلے ڈھیلے سے استنجاء کرکے پھر پانی سے استنجاء کرے اور اگر صرف ڈھیلے سے یا صرف پانی سے استنجاء کرے تو یہ بھی کافی ہے اور سنت ادا ہوجاتی ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ص۳۷۹ جلد اول بحوالہ رد المختار ص۳۱۳ جلد اول)

مسئلہ:۔ شریعت نے ابتلائے عام کے مواقع پر نجاست قلیلہ کو معاف قرار دیا ہے، جیسے بیت الخلاء (فلش) میں مکھیوں وغیرہ کا غلاظت پر بیٹھنے کے بعد جسم اور کپڑوں پر بیٹھنا اور راستہ کی چھینٹیں وغیرہ (احسن الفتاویٰ ص۱۰۵ جلد۲)

مسئلہ:۔ مکھی و مچھر وغیرہ کا پاخانہ مانع نہیں ہے۔ (کشف الاسرار ص۲۲ جلد اول)

کھڑے ہو کر پیشاب کرنا

سوال:۔ بعض نئی روشنی لوگ کہتے ہیں کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا چاہیئے کیونکہ آنحضرت ﷺ نے اس طرح کیا ہے۔

جواب:۔ یہ بات بالکل غلط ہے کہ آپؐ ایسا کرتے تھے، آپ کی عادت شریفہ ہمیشہ بیٹھ کر پیشاب کرنے کی تھی اور اسی طرح ہم لوگوں کو چاہیئے، اس لئے کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی آپ نے ممانعت فرمائی ہے۔ اور کھڑے ہونے میں ناپاک ہونے کا اندیشہ ہے، حالانکہ اس سے بچنے کی خاص تاکید اور تہدید احادیث شریف میں وارد ہوئی ہے اور فرمایا کہ قبر کا عذاب اکثر پیشاب کی پرواہ نہ کرنے اور اس سے نہ بچنے کی وجہ سے ہوتا ہے، اس کے علاوہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا خلاف طریقہ وعادت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اس سے بچنا چاہیئے

آنحضرت ﷺ نے صرف ایک مرتبہ عذر کی وجہ سے کھڑے ہو کر پیشاب کیا ہے۔ آپ تشریف لیے جاتے تھے، ایک اونچی جگہ تھی جس پر لوگ مکانوں کا کوڑہ وغیرہ ڈال دیا کرتے تھے، وہاں پر بیٹھنے میں گر جانے کا اندیشہ بھی تھا نیز وہ جگہ ناپاک اور گیلی تھی، کپڑے آلودہ ہونے کا خوف تھا اور آپؐ کی کمر میں درد تھا جس کے لئے کھڑے ہو کر پیشاب کرنا عرب میں سریع الاثر علاج سمجھا جاتا تھا، ان وجوہ سے آپؐ کھڑے ہو گئے تھے، ورنہ عادت شریفہ وطریقہ یہ نہ تھا۔ اب بھی اگر کسی کو واقعی عذر ہو تو کھڑے ہو کر پیشاب کرنا جائز ہوگا، پھر بھی پیشاب کی چھینٹوں سے احتیاط ضروری ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہے کہ جو شخص تم میں سے کہے کہ نبی کریم ﷺ کھڑے ہو کر پیشاب کرتے تھے، اس کی تصدیق نہ کرنا (یعنی کبھی اعتبار نہ کرنا) آپؐ ہمیشہ بیٹھ کر پیشاب کیا کرتے تھے۔ (الجواب المتین ص ۸ و احسن الفتاویٰ ص ۵۱۵ جلد اول وفتاویٰ دار العلوم ص ۳۷۷ جلد اول ومشکوٰۃ شریف ص ۴۳ جلد اول وبخاری ص ۳۶ جلد اول وعمدۃ القاری ص ۱۳۸ جلد ۳)

مسئلہ:۔ بغیر عذر کے کھڑے ہو کر پیشاب کرنا مکروہ اور بد تہذیبی ہے۔

(شرح نقایہ ص ۵۷ جلد اول ورد المحتار ص ۵۷ جلد اول ومظاہر حق ص ۳۲۵)

مسئلہ:۔ غسل خانہ میں پیشاب کرنا، دائیں ہاتھ سے بلا مجبوری استنجاء کرنا، پیشاب پاخانہ کرتے وقت کچھ کھانا پینا مکروہ ہے۔

مسئلہ:۔ بلا ضرورت لیٹ کر یا کھڑے ہو کر پیشاب پاخانہ کرنا، یا تمام کپڑے اتار کر کرنا بہت بری بات ہے۔ (امداد المسائل ص ۱۶)

استنجاء کرنے کے بعد تری کا نکلنا اور اس کا علاج

سوال:۔ زید کو پیشاب کے بعد تری آدھا گھنٹہ ظاہر ہوتی رہتی ہے، ڈھیلہ لینے اور دھو لینے کے بعد دوبارہ ڈھیلہ لینا پڑتا ہے۔

جواب:۔ ایسی صورت میں ڈھیلے سے اور پانی سے استنجاء کر کے سوراخ ذکر میں روئی وغیرہ رکھ لے، تاکہ تری کے نکلنے کا شبہ نہ رہے۔ پس روئی رکھنے کے بعد وضوء کر کے نماز پڑھ لے۔ (فتاویٰ دار العلوم ص ۳۷۸ جلد اول بحوالہ رد المحتار ص ۱۳۹ جلد اول باب نواقض الوضوء)

مسئلہ:۔ جس شخص کو یہ مرض ہو کہ پیشاب کے قطرے آتے رہتے ہیں، اس کو پانی کے ساتھ استنجاء کرنے (دھونے) سے پہلے ڈھیلے یا ٹیشو پیپر کا استعمال لازم ہے، جب اطمینان ہو جائے تب پانی سے استنجاء کرے۔ (آپ کے مسائل ص ۸۴ جلد ۳) (یا طریقہ بالا اپنائیے)

مسئلہ:۔ استنجے کے ڈھیلے پر لگا ہوا ہاتھ پاجامہ (وغیرہ) پر پڑنے سے پاجامہ ناپاک نہیں ہوتا۔ (فتاویٰ دار العلوم ص ۳۷۶ جلد اول بحوالہ عالمگیری ص ۴۸ جلد اول باب الاستنجاء)

مسئلہ:۔ استنجے میں ڈھیلا استعمال کرنے کے بعد اگر نجاست کا اثر باقی رہ گیا اور مقام براز کا پسینہ کپڑے کو لگ گیا تو کپڑا نجس نہ ہوگا۔ (خواہ اس کی مقدار ایک درہم سے زیادہ ہو) بخلاف اس کے اگر استنجے کا ڈھیلہ، تھوڑی مقدار پانی میں گر جائے تو وہ پانی نجس ہو جائے گا۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۱۴۹ جلد اول)

مسئلہ:۔ مٹی کے ڈھیلے سے استنجاء سکھانے کے بعد اگر ہاتھ پر نجاست بالکل نہ لگی ہو تو اگر ہاتھ پانی میں پڑ جائے تو وہ پانی پاک ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ص ۳۵۶ جلد اول)

پیشاب کی ایسی باریک چھینٹیں جو معلوم نہ ہوں، معاف ہیں، ان سے کپڑا و بدن ناپاک نہیں ہوتا، ایسے کپڑے سے نماز صحیح ہے۔ (مگر احتیاط اس سے بھی کرنی چاہیئے۔)

مسئلہ :۔ اگر پاجامہ میں پیشاب نکل جائے اور پاجامہ تر ہو جائے، پھر وہ تری پاجامہ کی بدن کو لگ جائے تو اگر مقدار درہم سے زیادہ جگہ میں لگی ہے تو بدن کا دھونا ضروری ہے، اگر بدن کو دھوئے بغیر دوسرے کپڑے سے نماز پڑھی تو اعادہ یعنی لوٹانا اس نماز کا ضروری ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۳۰۷ جلد اول بحوالہ رد المحتار ص ۲۸۴ جلد اول و ص ۲۹۷ جلد اول باب الانجاس و ہدایہ ص ۷۱ جلد اول)

مسئلہ :۔ جب مقدار ناپاکی کی درہم کی مقدار سے بڑھ جائے تو کپڑے کو دھو کر اور پاک کر کے نماز پڑھے۔ (فتاویٰ دار العلوم ص ۳۱۱ جلد اول بحوالہ ہدایہ ص ۷۱ جلد اول باب الانجاس)

پاکی میں وسوسہ کو ختم کرنے کی ترکیب

سوال :۔ اگر کوئی یقینی طور پر ناپاک چیز کو دھوتا ہے مگر ایک شک ختم نہیں ہوتا کہ دوسرا شروع ہو جاتا ہے، اس وجہ سے ہر وقت ذہن پریشان رہتا ہے۔ قرآن وسنت کی روشنی میں واضح فرمائیں۔

جواب :۔ اس شک کا علاج یہ ہے کہ کپڑا یا چیز تین بار دھولیا کیجئے اور (کپڑے وغیرہ کو ہر بار نچوڑا بھی جائے) بس پاک ہوگئی۔

اس کے بعد اگر شک ہوا کرے تو اس کی کوئی پروا نہ کیجئے بلکہ شیطان کو یہ کہہ کر دھتکار دیا کیجئے کہ او مردود! جب اللہ اور رسولؐ اس کو پاک کہہ رہے ہیں تو میں تیری شک اندازی کی کیوں پرواہ کروں؟

اگر آپ نے میری اس تدبیر پر عمل کر لیا تو انشاء اللہ آپ کو شک اور وہم کی بیماری سے نجات مل جائے گی۔ (آپ کے مسائل ص ۹۰ جلد ۲)

مسئلہ :۔ وہ شخص جس کا وضوء نہیں تھا، اس نے وضوء کیا یا پیشاب کرنے کے بعد جنبی (ناپاک) نے غسل کیا اور وضوء یا غسل سے فراغت کے بعد اس نے اپنی شرم گاہ پر نمی دیکھی لیکن اس کو معلوم نہیں ہے کہ یہ پانی ہے یا پیشاب ہے، تو اس کو دوبارہ وضوء کرنا چاہیئے اور اگر نماز پڑھتے ہوئے یہ صورت پیش آئی ہے مگر خود اس کو نجاست کا یقین نہیں ہے تو اس کو چاہیئے

کہ نماز پڑھتا چلا جائے، تری کی طرف دھیان قطعاً نہ دے، ہاں اگر پیشاب ہونے کا یقین ہو تو الگ بات ہے، اور ایسے شخص کے وسوسہ کا علاج یہ بتایا گیا ہے کہ وہ استنجاء کے بعد پانی لے کر شرمگاہ پر چھڑک لے، تا کہ اگر تری نظر آئے تو اسے اطمینان ہو کہ یہ وہی پانی ہے جو اس نے خود چھڑکا تھا۔ (کشف الاسرار ص ۱۵ جلد اول ومظاہر حق ص ۳۶۴ جلد اول)

حضرت تھانوی رحمہ اللہ علیہ سے حضرت خواجہؒ نے عرض کیا کہ مجھے استنجاء میں بڑے وسوسے آتے ہیں، بہت دیر میں بمشکل تمام خشک ہوتا ہے، مقام استنجاء (ذکر) ملنے سے کچھ نہ کچھ نکلتا ہی رہتا ہے۔

حضرت تھانویؒ نے فرمایا، ایسا ہرگز نہ کیجئے، معمولی طور سے استنجاء کر کے دھولینا چاہیے۔

عوارف المعارف میں لکھا ہے کہ اس کا حال تھن کا سا ہے کہ جب تک ملتے ہیں کچھ نہ کچھ نکلتا رہتا ہے (یعنی جیسا کہ دودھ جب دوہا (نکالا) جاتا ہے تو دودھ جانور کے تھن میں آتا ہے اور دوہنا موقوف کردیا جاتا ہے تو دودھ بھی موقوف ہو جاتا ہے) اگر یوں ہی چھوڑ دیں تو کچھ بھی نہیں نکلتا۔ حضرت خواجہ صاحب نے عرض کیا کہ بعد کو قطرہ نکل آتا ہے۔ فرمایا کہ کچھ خیال نہ کیجئے چاہے بعد کو نمازوں کا اعادہ کر لیجئے گا لیکن جب تک جبر کر کے وسوسہ کے خلاف نہ کیجئے گا، یہ مرض نہ جائے گا۔ اس وجہ سے تو آپ بڑی تکلیف میں ہیں۔

خواجہ صاحبؒ نے کہا، رطوبت کی وجہ سے ایک وقت کے وضوء میں دوسرے وقت کے وضوء کے لئے شک پڑ جاتا ہے، اس کی وجہ سے پاجامہ کا رومال بھی دھونا پڑتا ہے۔

مولانا تھانویؒ نے فرمایا، نہ وضوء کیجئے نہ رومال دھویا کیجئے، چند روز بتکلف بے التفاتی کرنے سے وسوسے جاتے رہیں گے۔

(احسن الفتاوی ص ۱۰۷ جلد ۲ بحوالہ ملفوظات کمالات اشرفیہ ص ۱۹۸ ص ۸۰۷)

اس سے ثابت ہوا کہ استبراء میں زیادہ غلو اور شدت شرعاً مذموم ہونے کے علاوہ صحت کے لئے بھی مضر ہے اور ذہنی انتشار اور دماغی پریشانیوں کا بھی باعث ہے۔

(احسن الفتاوی ص ۱۰۷ جلد ۲ وفتاوی عزیزی ص ۱۴۰ جلد ۲)

رفع حاجت کے وقت اگر آفتاب بادل کی آڑ میں ہو

سوال: ۔ اگر آفتاب بادل کی آڑ میں ہو اور دکھائی نہ دیتا ہو تو اس کی طرف (بغیر بیت الخلاء جنگل وغیرہ میں) منہ کر کے پیشاب کرے یا نہیں؟

جواب: ۔ ردالمحتار ص ۳۵۴ جلد اول باب الاستنجاء سے معلوم ہوتا ہے کہ ادھر منہ کر کے پیشاب کرنا درست ہے۔ (امداد الفتاویٰ ص ۱۳۹ جلد اول)

چاند و سورج کی طرف پاخانہ و پیشاب کے وقت منہ یا پیٹھ کرنا، مکروہ تنزیہی ہے لیکن مراد چاند سورج کی ذات کا استقبال و استدبار ہے، اس جہت یا ان کی روشنی کا استقبال و استدبار (پشت کرنا) مکروہ نہیں ہے، اس طرح جب وہ نظر نہ آ رہے ہوں تو بھی کراہت نہیں ہے اور سوال میں چونکہ چاند بادلوں میں چھپا ہوا ہے، اس لئے کراہت نہیں ہے۔ (حاشیہ استاذی حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری مدظلہ العالی) (محمد رفعت قاسمی غفرلہ)

کمرہ کے اندر کسی برتن میں پیشاب کرنا

روایت ہے کہ: آنحضرت ﷺ کے گھر میں لکڑی کا ایک پیالہ تھا (چلفچی وغیرہ) جو آپؐ کے پلنگ کے نیچے رکھا رہتا تھا، اس میں رات کے وقت آپؐ پیشاب کیا کرتے تھے۔"

"پیشاب کیا کرتے تھے" یعنی سردی کے موسم میں یا کسی اور سبب سے رات کو اٹھ کر باہر نکلنا چونکہ پریشانی کا باعث ہوتا تھا، اس لئے رات کے وقت آپ ﷺ لکڑی کے اس پیالہ (برتن) میں پیشاب کیا کرتے تھے جو اسی کام کے لئے آپؐ کے پلنگ کے نیچے رکھا رہتا تھا۔ پس آپؐ کا یہ عمل دراصل امت کو یہ بتانے کے لئے تھا کہ اگر ایسا کر لیا جایا کرے تو ضرورت کے وقت سردی کے موسم میں یا کسی اور پریشانی کی صورت میں آسانی و راحت مل جائے گی۔

درحقیقت آنحضرت ﷺ اپنی امت پر بے حد شفیق و مہربان تھے، چنانچہ دینی احکام و مسائل میں جتنی بھی آسانی اور راحت ہو سکتی تھی اس کو آپؐ ضرور فرماتے دیتے تھے۔

(مظاہر حق ص ۳۶۵ جلد اول)

استنجے میں ڈھیلے طاق عدد ہونے چاہئیں

سوال: ۔ پاخانے کے بارے میں حدیث شریف میں جو وتر عدد ڈھیلے لینے کی بابت آیا ہے وہ عدد وتر (تین) عدد پیشاب کے لئے بھی ہے یا پیشاب کے علیحدہ ڈھیلہ ہونا چاہیئے، یعنی پیشاب و پاخانہ دونوں کے لئے تین ڈھیلے ہونے چاہئیں یا چار؟

جواب: ۔ وہ وتر (تین عدد) ڈھیلے پاخانہ کے لئے ہیں، پیشاب کے علیحدہ چوتھا ڈھیلہ ہونا چاہیئے۔ (فتاویٰ دار العلوم ص ۳۸۰ جلد اول و مظاہر حق ص ۲۵۲ جلد اول و ص ۳۵۸ جلد اول)

استنجے کے لئے تین ڈھیلے اس لئے مقرر فرمائے کہ صفائی کے لئے ایک حد مقرر کرنا ضروری تھا ورنہ وہمی آدمی سارا سارا دن استنجاء ہی کرنے میں گذار دیتے، باوجود اس قدر تاکید شدید کے ہم بعض وہمیوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ ایک ہی استنجاء کے لئے ڈھیلوں کا ڈھیر لگا دیتے ہیں اور پانی بھی کافی مقدار میں خرچ کر دیتے ہیں۔ اور تین سے کم ڈھیلوں میں بخوبی صفائی اور پاکیزگی حاصل نہیں ہوتی اور تین میں صفائی ہو جاتی ہے اور تین سے زیادہ میں تضیع اوقات اور وہم کا بڑھانا ہے۔ اور گوبر اور ہڈیوں سے استنجاء اس لئے منع فرمایا ہے کہ ان میں اکثر موذی جانور سانپ، بچھو وغیرہ اور بعض قسم کے کاٹنے والے کیڑے بیٹھے رہتے ہیں۔ (المصالح العقلیہ ص ۳۸)

مسئلہ: ۔ پاخانہ کرنے کے بعد گرمی کے موسم میں مردوں کو پہلا ڈھیلہ آگے سے پیچھے لے جانا چاہیئے، دوسرا ڈھیلہ پیچھے سے آگے کو اور تیسرا ڈھیلہ پھر آگے سے پیچھے لے جائیں۔

سردی کے موسم میں پہلا ڈھیلہ پیچھے سے آگے کو، دوسرا ڈھیلہ آگے سے پیچھے کو اور تیسرا پیچھے سے آگے کو لے جائیں۔

اور اگر عورت استنجاء کو سکھانے میں ڈھیلہ استعمال کرے تو ہمیشہ یعنی ہر موسم میں پہلا ڈھیلہ آگے سے پیچھے کو لے جائے، دوسرا ڈھیلہ پیچھے سے آگے کو اور تیسرا بھی آگے سے پیچھے کو۔ پھر (اگر پانی سے دھونا چاہیں) پانی سے استنجاء کریں، یہاں تک کہ نجاست کا اثر زائل ہو جائے۔ (امداد و مسائل الصلوٰۃ ص ۱۵)

مسئلہ: ۔ اگر کوئی بیمار ایسا لاغر ہو جائے کہ اپنے ہاتھ سے خود استنجاء نہیں کر سکتا تو بیوی استنجاء

کرا سکتی ہے، بیوی کے علاوہ کوئی اور کرے تو اس کو ہاتھ لگانا (بغیر کپڑے وغیرہ کے) اور دیکھنا درست نہیں ہے۔ (فتاوی محمودیہ ص ۴۶ جلد ۲)

مسئلہ :۔ پیشاب کا قطرہ آنے کا یقین ہونے کے باوجود استنجاء میں ڈھیلہ نہ لیوے تو ایسی صورت میں نماز پڑھنے کی اجازت نہیں ہے، ڈھیلے وغیرہ سے استنجاء کر کے اطمینان حاصل ہو جانے کے بعد وضوء کر کے نماز پڑھیں۔ (فتاوی رحیمیہ ص ۳۵۶ جلد ۴)

مسئلہ:۔ بحالت عذر سیدھے ہاتھ سے استنجاء کرنا بلا کراہت جائز ہے۔

(فتاوی رحیمیہ ص ۲۵۸ جلد ۴ بحوالہ فتاوی خیریہ ص ۵)

پیشاب و پاخانہ کے تقاضہ کے وقت نماز نہ پڑھنے کی وجہ

۱۔ نفس کے اندر وضوء کا اثر اسی وقت پیدا ہو سکتا ہے کہ جب نفس کو اور کاموں سے فراغت ہو اور فراغت اسی وقت ہو سکتی ہے کہ جب پیٹ کے اندر نفخ یعنی ہوا، ریح وغیرہ سے تردد اور اضطراب بھی نہ ہو، لہذا آنحضرت ﷺ نے فرمایا: کوئی شخص نماز کے لئے کھڑا نہ ہو، جب اس کو پاخانہ، پیشاب کی سخت حاجت ہو" اس میں آپؐ نے آگاہ فرمادیا کہ نفس کے کسی اور طرف مشغول ہونے میں بھی حدث کے معنی پائے جاتے ہیں کیونکہ ایسی حالت میں نماز کی طرف انسان کی توجہ نہیں ہو سکتی بلکہ وہ پیشاب اور پاخانہ کی مدافعت میں مشغول ہو جاتا ہے۔

۲۔ حبس پیشاب و پاخانہ میں انقباض اور پراگندگی اور عدم حضور کا لاحق ہونا یقینی ہے اور جب حضور نہ ہو اور پراگندگی رہے تو نماز ناقص رہے گی لہذا ایسے سبب کو رفع کرنے کا حکم ہوا جو نماز میں پراگندگی اور عدم حضور کا باعث ہو۔

نیز پیشاب کو بہت دیر تک مثانہ میں روکنا بھی ضرر رساں ہے، اس سے خطرناک امراض پیدا ہو سکتے ہیں۔ (المصالح العقلیہ ص ۳۹)

استنجے سے متعلق مسائل

مسئلہ:۔ استنجاء ڈھیلے سے سکھاتے وقت سلام کرنا یا سلام کا جواب دینا درست ہے۔

(فتاوی دار العلوم ص ۳۷۵ جلد اول بحوالہ رد المحتار ص ۳۱۹ جلد اول)

کیونکہ یہ پیشاب کا وقت نہیں ہے بلکہ وہ اس سے فارغ ہو چکا ہے، صرف اطمینان قلب کے لئے ڈھیلہ استعمال کر رہا ہے، گو افضل یہ ہے کہ اس وقت نہ سلام کیا جائے اور نہ جواب دیا جائے، کیونکہ من وجہ و یہ وقت حالت پیشاب و پاخانہ میں داخل ہے (محمد رفعت قاسمی غفرلہ)

مسئلہ:۔ جائز تو ہے مگر استنجاء ایسے موقع پر خشک کرنا کہ گزرنے والوں کا سامنا ہو خلاف انسانیت ہے۔ (امداد الفتاویٰ ص ۱۴۱ جلد اول)

مسئلہ:۔ قطب تارہ کی طرف منہ کر کے پیشاب و پاخانہ کرنا درست ہے، کیونکہ یہ حکم کعبہ شریف کے لئے ہے کہ اس کی طرف حاجت کے وقت منہ و پیٹھ نہ کرے۔

(فتاویٰ دار العلوم ص ۳۷۷ جلد اول بحوالہ مشکوٰۃ ص ۲۹۶ جلد اول)

مسئلہ:۔ قبلہ کی جانب کے سواء شمال وجنوب کی طرف منہ کر کے پیشاب و پاخانہ کرنا منع نہیں ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ص ۳۸۰ جلد اول بحوالہ رد المختار ص ۳۱۶ جلد اول باب الاستنجاء)

مسئلہ:۔ پیشاب و پاخانہ قبلہ کی طرف منہ و پشت کر کے منع ہے لیکن آبدست کرنے کے بارے میں کوئی دلیل نہیں ہے، اس لئے جائز ہے۔ (امداد الفتاویٰ ص ۱۳۷ جلد اول)

مسئلہ:۔ میت کا استنجاء پانی اور ڈھیلے دونوں سے کیا جائے، پانی اور ڈھیلہ کا جمع کرنا سنت اور افضل ہے (مفہوم، فتاویٰ دار العلوم ص ۳۸۱ جلد اول بحوالہ رد المختار ص ۳۱۲ جلد اول فصل فی الاستنجاء)

مسئلہ:۔ پانی کے ساتھ استنجاء کرنا مسنون ہے، کیونکہ آنحضرت ﷺ ایسا کرتے تھے، البتہ ڈھیلے وغیرہ سے بھی استنجاء پاک کرنا درست ہے (نماز مسنون ص ۸۸، ترمذی ص ۲۹، ہدایہ ص ۴۸)

مسئلہ:۔ ڈھیلے سے استنجاء کرنے کا کوئی خاص طریقہ نہیں ہے، بس اتنا خیال رکھے کہ نجاست ادھر ادھر پھیلنے نہ پائے باقی، پھیل جائے تو ایسے وقت پانی سے دھونا واجب ہے، بغیر دھوئے نماز نہ ہوگی۔ (بہشتی زیور ص ۸ جلد ۲ و امداد الفتاویٰ ص ۱۳۹ جلد اول)

مسئلہ:۔ ڈھیلے وغیرہ سے استنجاء پاک کرنا درست ہے اور عدد کا طاق ہونا سنت ہے اور تین کا عدد مستحب ہے۔ (درمختار ص ۵۶ جلد اول)

مسئلہ:۔ پیشاب و پاخانہ یا استنجاء کرتے وقت زبان سے کلمہ یا کوئی آیت یا حدیث پڑھنی مکروہ ہے۔ (نماز مسنون ص ۹۶)

مسئلہ :۔ استنجاء کرنے کے بعد ہاتھ کو صابن وغیرہ سے صاف کرنا چاہیئے ، ورنہ مٹی مل کر صاف کرنا چاہیئے۔ (نماز مسنون ص۹۷، ابوداؤد ص۷ جلد اول)

مسئلہ :۔ ریح نکلنے سے صرف وضوء لازم آتا ہے، استنجاء کرنا صحیح نہیں ہے یعنی پانی سے دھونے کی ضرورت نہیں ہے، البتہ اگر ریح (ہوا) نکلنے کے ساتھ نجاست نکل گئی ہو تو استنجاء کیا جائے۔ (آپ کے مسائل ص۸۳ وص۸۴ جلد۳ وفتاویٰ دار العلوم ص۱۴۶ جلد اول بحوالہ ردالمحتار ص۷۹ جلد اول)

مسئلہ :۔ ایسے لاکٹ جن پر لفظ ''اللہ'' کندہ (لکھا ہوا) ہو پہن کر بیت الخلاء میں جانے سے پہلے اتار دیں۔

مسئلہ :۔ اگر کوئی شخص بیت الخلاء میں جانے سے پہلے دعا پڑھنا بھول جائے اور اندر جا کر یاد آئے تو زبان سے نہ پڑھے بلکہ دل دل میں پڑھ لے۔

مسئلہ :۔ بیت الخلاء (فلش) میں قدم رکھنے سے پہلے اور جنگل میں ستر (پاجامہ وغیرہ) کھولنے سے پہلے دعاء پڑھی جائے۔ (آپ کے مسائل ص۸۱ جلد۳)

مسئلہ :۔ استنجے کے بچے ہوئے پانی سے وضوء کرنا درست ہے اور وضوء کے بچے ہوئے پانی سے استنجاء بھی درست ہے لیکن نہ کرنا بہتر ہے۔ (بہشتی زیور ص۹ جلد۲ وفتاویٰ رشیدیہ ص۲۸۳)

مسئلہ :۔ وضوء کرنے کے بعد یاد آئے کہ چھوٹا یا بڑا استنجاء پانی سے پاک کرنا ہے (ڈھیلے سے تو استنجاء پہلے کر لیا تھا) پانی سے پاک کرنے کے بعد بہتر یہ ہے کہ پھر وضوء کرے تا کہ اختلاف سے نکل جائے۔ (فتاویٰ دار العلوم ص۱۴۲ جلد اول بحوالہ ردالمحتار ص۱۳۶ جلد اول)

مسئلہ :۔ ڈھیلے سے استنجاء کرنے کے بعد پانی سے استنجاء کیئے بغیر نماز پڑھ لی تو نماز صحیح ہو گئی (جبکہ نجاست آس پاس نہ پھیلی ہو)

(فتاوی دار العلوم ص۳۸۲ جلد اول بحوالہ ردالمحتار ص۳۴۴ جلد اول کتاب الصلوٰۃ)

مسئلہ :۔ پیشاب و پاخانہ کرتے وقت بات کرنا مکروہ ہے، نیز ان وقتوں میں ذکر اللہ بھی نہ کرے اور چھینک آئے تو ایسے وقت الحمدللہ بھی زبان سے نہ کہے اور نہ یرحمک اللہ زبان سے کہے، نہ سلام کا جواب دے۔

مسئلہ :۔ بلاضرورت شرمگاہ کی طرف یا پاخانہ پیشاب کی طرف نہ دیکھے، اور نہ وہاں پر بلاضرورت تھوکے، نہ ناک صاف کرے، نہ کھنکھارے، نہ دائیں اور بائیں دیکھے، اور نہ اپنے بدن سے کھیلے اور نہ آسمان کی طرف سر اٹھائے اور نہ پیشاب و پاخانہ میں زیادہ دیر تک بلاضرورت بیٹھنے کی کوشش کرے کہ اس سے بواسیر اور جگر کا درد پیدا ہو جاتا ہے، کپڑوں کی ایسی جگہ پوری حفاظت رکھے کہ ملوث (آلودہ) نہ ہونے پائیں نہ نجاست سے اور نہ استعمال کیے ہوئے پانی سے۔

مسئلہ:۔ استنجاء کھلے سر نہ کیا جائے، یہ ادب کے خلاف ہے۔

مسئلہ :۔ استنجے کے لئے بیٹھنے کے قریب ہو، تب ستر (کپڑے وغیرہ) کھولے، کھڑے کھڑے ستر نہ کھولے۔ اور دونوں پاؤں کشادہ کر کے بیٹھے اور بائیں پاؤں پر جھک کر بیٹھے۔ پیشاب و پاخانہ سے فارغ ہو کر دعاء پڑھے۔ (کشف الاسرار ص ۹۹ جلد ۳)

مسئلہ :۔ جس عضوء کو دھویا جاتا ہے اس کی پاکی کے ساتھ ہاتھ بھی پاک ہو جاتا ہے، اس کے بعد پھر ہاتھ کو بعد میں دھو کر پاک کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی (اگر دھولے تو کوئی حرج بھی نہیں ہے) خواہ جس عضو کو دھویا جا رہا ہے وہ استنجاء کی جگہ ہو یا کوئی اور جگہ ہو، اور طہارت (پاکی) میں ہاتھ سے بدبو کا دور کرنا مخرج کا نجاست سے دور کرنا شرط ہے، سوائے اس صورت کے کہ آدمی اس کے دور کرنے سے عاجز ہو۔ (کشف الاسرار ص ۱۰۹ جلد ۳)

اللھم اجعلہ خالصا لوجھک الکریم
وتقبل منی انک انت السمیع العلیم

محمد رفعت قاسمی

خادم الحدیث دار العلوم دیوبند یو، پی (انڈیا)
یکم رجب ۱۳۳۸ھ مطابق ۲ نومبر ۱۹۹۷ء

پی ڈی ایف کنندہ نوید فلاحی

مآخذ و مراجع کتاب

نام کتاب	مصنف و مؤلف	مطبع
معارف القرآن	مفتی محمد شفیعؒ مفتی اعظم پاکستان	ربانی بک ڈپو دیوبند
معارف الحدیث	مولانا منظور احمد صاحب نعمانیؒ	الفرقان بکڈپو ۳۱ نیا گاؤں لکھنؤ
فتاویٰ دار العلوم مکمل و مدلل	مفتی عزیز الرحمٰن صاحب	مکتبہ دار العلوم دیوبند
فتاویٰ رحیمیہ	سید مفتی عبد الرحیم صاحب	مکتبہ منشی اسٹیٹ (اندر) سوات
فتاویٰ رشیدیہ کامل	مولانا رشید احمد گنگوہیؒ	کتب خانہ رحیمیہ دیوبند
فتاویٰ محمدیہ	مولانا سید اصغر حسین میاں صاحب	کتب خانہ اعزازیہ دیوبند
الجواب المتین	ایضاً	ایضاً
امداد الفتاویٰ	مولانا اشرف علی تھانویؒ	ادارہ تالیفات اولیائے دیوبند
فتاویٰ عالمگیری	علامہ سید امیر احمد	مطبع نولکشور لکھنؤ
کفایت المفتی	سید احمد طحطاوی	پاکستانی
احسن الفتاویٰ		مطبع محمدی لاہور
کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ	محمد رفعت قاسمی	مکتبہ رضی دیوبند، مکتبہ تھانوی دیوبند
مظاہر حق جدید	مفتی محمد شفیع	دار الاشاعت کراچی پاکستان
معارف مدینہ	افادات مولانا حسین احمد صاحبؒ مدنی	نولکشور لکھنؤ
عزیز الفتاویٰ	مولانا مفتی عزیز الرحمٰن لکھنویؒ	کتب خانہ اعزازیہ دیوبند
جواہر الفقہ	مفتی محمد شفیع صاحبؒ مفتی اعظم پاکستان	عارف کمپنی دیوبند
بہشتی زیور	مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ	مکتبہ تھانوی دیوبند
رکن دین	مولانا رکن الدینؒ	اشاعۃ الاسلام دہلی
اسرار شریعت	مولانا محمد فضل صاحب	پنجاب پاکستان

نام کتاب	مصنف ومؤلف	مطبع
کیمیائے سعادت	حجۃ الاسلام امام محمد غزالیؒ	ادارہ رشیدیہ دیوبند
الترغیب والترھیب	مولانا زکی الدین عبدالعظیم المنذریؒ	ندوۃ المصنفین دہلی
رد المحتار	علامہ ابن عابدین	پاکستانی
مسائل تراویح مکمل ومدلل	افادات مولانا حسین احمد مدنیؒ	مدرسہ امداد الاسلام صدر بازار میرٹھ
امداد المفتیین	علامہ علاؤ الدین ابی بکر	پاکستانی
جدید فقہی مسائل		کتب خانہ رشیدیہ دہلی
غنیۃ الطالبین	شیخ عبدالقادر جیلانیؒ	مسلم اکیڈمی سہارنپور
نظام الفتاوی	حضرت مولانا نظام الدین صاحب صدر مفتی دارالعلوم دیوبند	اسلامی فقہ اکیڈمی دہلی
اشرف الجواب	حکیم الامت مولانا اشرف علیؒ	اشرف المواعظ دیوبند
المصالح العقلیہ	ایضاً	ایضاً
اغلاط العوام	ایضاً	ایضاً
فضائل نماز	حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ شیخ الحدیث سہارنپوری	دارالاشاعت دہلی
نماز مسنون	مولانا صوفی عبدالمجید صاحبؒ	اعتقاد پبلشنگ ہاؤس دہلی
آپ کے مسائل اور انکا حل	حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانویؒ	کتب خانہ نعیمیہ
امداد الاحکام	مرتبہ مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی ومولانا عبدالکریم صاحب	مکتبہ دارالعلوم کراچی
حجۃ اللہ البالغہ	شیخ الاسلام ولی اللہ محدث دہلویؒ	